سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و خصائل فضائل و کمالات اور معجزات کا دلکش مجموعہ

البرہان

فی

خصائص حبیب الرحمٰن

خطیب اسلام مولانا حافظ قاری محمد بشیر احمد رضوی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Marfat.com

Marfat.com

میاں جمیل احمد
لاہور پاکستان

سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل و خصائل

فضائل کمالات اور معجزات کا دلکش مجموعہ

البرہان

فی

خصائص حبیب الرحمٰن

خطیبِ اسلام مولانا حافظ قاری محمد بشیر احمد رضوی

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز
11۔ گنج بخش روڈ، لاہور ☎ 042-37313885

Marfat.com

111/35

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	.....	البرھان فی خصائص حبیب الرحمٰن
مؤلف	.....	خطیب اسلام مولانا حافظ قاری محمد بشیر احمد رضوی
نظر ثانی	.....	پروفیسر حافظ عبدالرحمٰن تارڑ
اشاعت اوّل	.....	1987ء
اشاعت ششم	.....	اکتوبر 2011ء
طابع	.....	سیّد محمد شجاعت رسول قادری
ناشر	.....	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور
کمپیوٹر کوڈ	.....	1N0014
ہدیہ	.....	

ملنے کے پتے:

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز 11 گنج بخش روڈ لاہور

فون نمبرز 042-37313885, 37070663

E-mail: nooriarizvia@hotmail.com

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرک اے فیصل آباد 041-2626046

صاحبزادہ محمد طاہر مسعود نقشبندی مبارک کالونی کسوکی روڈ حافظ آباد

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ

صاحبزادہ پیر محمد مظفر قیوم صاحب آستانہ عالیہ بیربل شریف ضلع سرگودھا

اسلامی کتب خانہ فوارہ چوک حافظ آباد

Marfat.com

انتساب

فقیر اس سعی ناتمام کو حضور پرنور، شافع یوم النشور نبی غیب داں، سیّد مرسلاں، وسیلۂ بیکساں، مالک کون و مکاں، محبوب رب دو جہاں، سیاح لامکاں، مہبط آیات قرآں، شہنشاہ ملکوت جاوداں، دریتیم بحر حقیقت عرفاں، سرور کائنات، باعث تخلیق موجودات، منبع کمالات، مجسمۂ معجزات، مخزن برکات، آئینہ جمال کبریا، مالک ہر دوسرا، شافع روز جزا، رازدار رب العلاء، امام الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمتہ اللعالمین، شفیع المذنبین، فخر اولین وآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات والتسلیمات کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

طالب شفاعت نبی کریم عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ
ابوطاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ رسولپوری
مورخہ یکم رجب المرجب ۱۴۰۶ھ
مِنْ ھِجْرَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ

Marfat.com

فہرست

مضمون	صفحہ
الانتساب	۳
تقاریظ	۱۴
تعارف	۱۹
مقدمہ	۲۷
آغاز کتاب	۳۱
باب ۱	
معجزات وخصائص سَر مبارک	۳۷
کمال عقل	۳۸
علوم ومعارف	۳۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم معلم عالم	۴۱
علم آدم کی وسعت	۴۱
کُلَّهَا	۴۲
عالم اسماء	۴۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم	۴۳
حال ومستقبل کا علم	۴۳
غیب کی بات	۴۵
خفیہ خط	۴۶
خفیہ گفتگو	۴۷
ابوعیاش کا گھوڑا	۴۸
کل کی خبر	۴۹
بادل کا سایہ کرنا	۵۰

مضمون	صفحہ
باب ۲	
معجزات وخصائص موئے مبارک	۵۳
چشم سرمگیں	۵۶
واللیل زلف عنبرین	۵۶
موئے مبارک کی تعظیم	۵۸
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک تقسیم فرمانا	۵۹
موئے مبارک سے شفا	۶۰
موئے مبارک کی برکت سے فتح	۶۱
کفن میں موئے مبارک	۶۴
موئے مبارک کی تعظیم سے فائدہ	۶۴
باب ۳	
معجزات وخصائص چہرہ مبارک	۶۷
جمالی مستور	۶۹
کسی کو کما حقہ حسن محمدی کے دیکھنے کی طاقت نہیں	۷۰
حسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۷۲
چاند سے زیادہ حسین	۷۴
بے مثل	۷۵
آپ کے نور سے دیواریں چمکتی تھیں	۷۶
تاریک گھر روشن ہو جاتے	۷۶
تبسم سے سوئی مل گئی	۷۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
جمال بے مثال	۷۷
حسن حضور ﷺ بہ زبان حلیمہ سعدیہ	۷۸
حسن کل	۷۹
چاند اور سورج کی تشبیہ	۸۲
باب ۴	
معجزات وخصائص چشمان مبارک	۸۵
نگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۸۶
حضور ﷺ آگے پیچھے برابر دیکھتے تھے	۸۷
خشوع کیا چیز ہے؟	۸۸
روشنی وتاریکی میں بھی برابر دیکھتے تھے	۹۰
قریب وبعید، روشنی وتاریکی میں آگے پیچھے یکساں دیکھتے تھے	۹۰
آپ پیٹھ کے پیچھے کیسے دیکھتے تھے؟	۹۱
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں تجلی	۹۲
حضور ﷺ نے خدا کو دیکھا	۹۳
ایک شبہ کا ازالہ	۹۵
حضور ﷺ کی سرعت نظر	۹۷
روئے زمین پر حضور ﷺ کی نظر	۹۸
زمین سے جنت کو دیکھا	۹۸
کائنات مثل کف دست	۱۰۰
آسمانوں پر نظر	۱۰۰
حاضر وناظر	۱۰۱
جعفر طیار رضی اللہ عنہ کو جنت میں دیکھا	۱۰۵
قبر میں دیکھا۔ جان سے بھی قریب	۱۰۵

مضمون	صفحہ
حوروں کو دیکھا	۱۰۶
ستر حوروں سے نکاح	۱۰۷
حوض کوثر کو دیکھا	۱۰۸
جنتی ودوزخی کی پہچان	۱۰۸
نوفل کے نیزے	۱۰۸
مدینہ سے مکہ دکھا دیا	۱۰۹
روایت نور۔ روایت عقاب	۱۱۰
حضور ﷺ کی گواہی	۱۱۲
لوح محفوظ پر نگاہ اولیاء	۱۱۳
باب ۵	
معجزات وخصائص گوش مبارک	۱۱۹
راجز کی فریاد رسی	۱۲۰
آسمانوں کی چڑ چڑاہٹ سنتے	۱۲۱
حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سفر چاند کے سجدہ کرنے اور لوح پر قلم چلنے کی آواز کو سننا	۱۲۲
	۱۲۳
قبر والوں کی آواز سننا	۱۲۴
جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی آواز سننا	۱۲۴
امام قسطلانی کو شفاء	۱۲۵
جنوں کی آواز سننا	۱۲۶
منافق کی خفیہ بات	۱۲۶
درود شریف سنتے ہیں	۱۲۷
صلی اللہ علیک یا محمد ﷺ	۱۲۸
مظہر ذات	۱۲۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
روضۂ انور پر ایک فرشتہ روئے زمین کے درود سنتا ہے	۱۳۰
غیب کی بات سنی	۱۳۱
حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت دکھانے اور جنتیوں کی آواز سنوانے پر قادر ہیں	۱۳۲
باب ٦	
معجزات وخصائص ناک مبارک	۱۳۵
باب ۷	
لب مبارک ودندان مبارک	۱۳۹
دندان مبارک سے نور نکلنا	۱۴۰
آپ کے تبسم سے روشنی	۱۴۱
دیواروں پر نور پڑتا	۱۴۲
مسواک کی اہمیت	۱۴۳
کبھی جماہی نہیں آئی	۱۴۴
علم ونگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم	۱۴۵
آپ کی خوش طبعی	۱۴۶
آپ کے منہ سے حق نکلتا ہے	۱۴۶
رحمۃ اللعالمین۔ لحد میں یاد امت	۱۴۸
غار میں یاد امت	۱۴۹
باب ۸	
معجزات وخصائص دہن ولعاب دہن	۱۵۳
ہر بات حق	۱۵۴
مونہوں سے خوشبو	۱۵۶
خوشبودار کنواں۔ میٹھا کنواں	۱۵۶
لعاب کی برکت سے حیا	۱۵۷
عتبہ کے جسم سے خوشبو	۱۵۸
عربی سکھلا دی	۱۵۹
سوکھے درخت پھل دینے لگے	۱۵۹
جنتی کی خبر	۱۶۰
لکنت ختم	۱۶۱
بینا کر دیا	۱۶۱
درد شکم سے شفا	۱۶۲
محمد بن حاطب کا ہاتھ	۱۶۳
زخم ٹھیک ہو گئے	۱۶۳
چہرے کا زخم، آنکھ کا زخم، سینہ کا زخم	۱۶۴
ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفاء	۱۶۵
چشم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شفاء	۱۶۵
علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعاب مبارک کے اثرات	۱۶۵
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لباس	۱۶۶
پھوٹی آنکھ	۱۶۶
بے مثال اعجاز	۱۶۷
کٹا ہوا بازو	۱۶۸
مہلک زخم	۱۶۹
معوذ بن عفرا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بازو	۱۶۹
ساق شکستہ	۱۷۰
ایک شبہ کا ازالہ	۱۷۰
اقسام قضاء	۱۷۲
ہر پتھر سے پانی	۱۷۲
لشکر اسلام کی سیرابی	۱۷۳

Marfat.com

مضمون	صفحہ
خشک کنویں سے پانی	۱۷۳
حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضیافت میں برکت	۱۷۴
باب ۹	
معجزات وخصائص آواز مبارک	۱۷۷
ہر جگہ یکساں آواز	۱۷۸
گھروں میں آواز پہنچتی تھی	۱۷۹
ہر نبی خوش گلو	۱۷۹
باب ۱۰	
معجزات وخصائص زبان مبارک	۱۸۱
افصح العرب والعجم	۱۸۲
ہر زبان پر عبور	۱۸۴
فصاحت وبلاغت	۱۸۶
کمال فصاحت	۱۸۷
ہرنی پر نظر کرم	۱۸۸
اونٹ کی فریاد	۱۸۹
چڑیوں کی فریاد۔ اونٹ پر نظر رحمت	۱۹۰
سوسمار کی گواہی	۱۹۱
سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	۱۹۱
سرکش اونٹ۔ شجر وحجر کا سلام	۱۹۲
استن حنانہ	۱۹۲
درخت خدمت اقدس میں	۱۹۴
مختلف زبانیں سکھلادیں	۱۹۵
خطابت نبوی ﷺ کے اثرات	۱۹۵

مضمون	صفحہ
اعانت نومسلم قبیلہ	۱۹۶
دوگرہوں میں صلح	۱۹۶
تقریر کی اثر انگیزی	۱۹۷
منبر پر رقت	۱۹۷
کھجور کا خوشہ۔ اختیار مصطفیٰ ﷺ	۱۹۸
گستاخ رسول کو زمین باہر پھینک دیتی	۱۹۹
بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانے کا انجام	۲۰۰
گستاخان رسول کی عقل ماؤف ہوگئی	۲۰۰
گستاخ رسول کا انجام۔	۲۰۰
کن کی کنجی	۲۰۱
زمین پر حکومت، ابوطلحہ عنہ کا گھوڑا	۲۰۲
بارش میں کپڑے نہ بھیگے	۲۰۳
نوے سال کی عمر میں بھی بال سیاہ رہے	۲۰۳
اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۲۰۴
احیائے اموات	۲۰۴
لڑکی زندہ ہوگئی	۲۰۵
جابر کے بیٹے زندہ ہوگئے	۲۰۶
لڑکی زندہ ہوگئی	۲۰۷
ہڈیاں زندہ ہوگئیں	۲۰۷
لسان نبوت	۲۰۸
صحابیہ کی دعا سے مردہ زندہ ہوگیا	۲۰۹
غوث اعظم نے مردہ زندہ کردیا	۲۰۹
غوث پاک نے مرغی کو زندہ کردیا	۲۱۰
بڑھیا کا بیڑا	۲۱۰
کن کب عطا ہوتا ہے	۲۱۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
باب ۱۱	
معجزات وخصائص ریش مبارک	۲۱۵
آپ کے سفید بال سیاہ ہو گئے	۲۱۶
موئے ریش مبارک پہ ملائکہ کی تلاوت قرآن مجید	۲۱۷
ولی اللّٰہی خاندان میں موئے مبارک	۲۱۷
داڑھی کی اہمیت۔ قرآن پاک کا حکم	۲۲۰
داڑھی کی مقدار	۲۲۵
داڑھی کے فوائد	۲۲۶
داڑھی اور کنگھی	۲۲۶
باب ۱۲	
گردن کندھے اور پشت مبارک	۲۹۹
کندھے مبارک۔ ابوجہل مرعوب	۲۳۰
باب العلم بردوش مدینۃ العلم	۲۳۱
پشت مبارک	۲۳۳
بارش بوسیلہ پشت مبارک	۲۳۳۔
پتھر موم ہو گیا	۲۳۴
باب ۱۳	
معجزات خصائص مہر نبوت	۲۳۵
دوشانوں کے درمیان	۲۳۶
ابھری ہوئی نورانی	۲۳۶
انڈے کی مانند	۲۳۶
مہر میں کلمہ طیبہ	۲۳۷
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	۲۳۸
عالمگیر رسالت وختم نبوت	۲۳۸
باب ۱۴	
معجزات وخصائص بغل مبارک	۲۴۱
سفید بغلیں۔ خوشبودار بغلیں	۲۴۲
بے بال بغلیں	۲۴۵
باب ۱۵	
معجزات وخصائص دست وبازو مبارک	۲۴۷
خوشبودار ہاتھ	۲۴۸
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کا ہاتھ اپنے چہروں پر ملتے	۲۴۹
دست مبارک کی برودت	۲۴۹
خزانوں کے مالک	۲۵۰
ہر چیز کی کنجی دی گئی	۲۵۱
سرخ وسفید دیئے گئے	۲۵۱
قیامت کی سرداری	۲۵۱
حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا	۲۵۲
ساری دنیا پر قبضہ	۲۵۲
پیدائش جبریل علیہ السلام کا مقصد	۲۵۳
قدموں کو بوسے	۲۵۳
جبریل علیہ السلام دربار نبوت میں آپ کے وزیر	۲۵۳
حضور صلی اللہ علیہ وسلم مالک ہیں	۲۵۴
ہر شے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام	۲۵۴
پتوں پر نام	۲۵۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
پھل میں نام	۲۵۵
درخت کے وسیلہ سے بارش	۲۵۵
مچھلی پر۔بکری پر	۲۵۵
آنکھ کی سفیدی میں۔بکری کے سر پر	۲۵۶
ہرنی کے کانوں پر۔پتھر پر۔	۲۵۶
حضرت آدم علیہ السلام کے ناخوں پر	۲۵۷
حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر	۲۵۸
حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی	۲۵۸
تورات میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودی کی نجات	۲۵۸
انجیل میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تقبیل	۲۵۹
عرش پر۔عرش کا سکون	۲۶۰
جنت کے دروازے پر	۲۶۱
جنت کی ہر چیز پر	۲۶۱
مالک جنت	۲۶۲
لفظ سل کی تفسیر۔منظوم لطیفہ	۲۶۳
قاسم جنت	۲۶۴
مفاتیح الدنیا	۲۶۵
ضعیف گھوڑی میں طاقت و برکت	۲۶۵
معذور اونٹ تیز ہوگیا	۲۶۶
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردی نہ لگی	۲۶۷
قوت حافظہ مل گئی	۲۶۷
باب العلم کا انشراح صدر	۲۷۰
ساق شکستہ	۲۷۱

مضمون	صفحہ
گنجا پن دور ہوگیا	۲۷۲
رسولی ختم۔اونٹوں کو شفا	۲۷۲
بَرص سے شفا	۲۷۳
ورم کا تحلیل ہونا	۲۷۳
دست شکستہ۔مجنون کا اچھا ہونا	۲۷۴
کنکریوں کی تسبیح	۲۷۴
دست شفاء۔فرشتے کو شفاء	۲۷۶
درد شکم دور ہوگئی۔عمر صد برس ہوگئی	۲۷۸
دست مبارک رکھنے کا اثر	۲۷۹
دھدر ختم	۲۸۰
بشیر بن معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ	۲۸۰
حضرت جابر و جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گھوڑے سے نہ گرنا	۲۸۱
چہرہ روشن ہوگیا	۲۸۲
چہرہ میں اشیاء کا عکس	۲۸۲
حبشی کا چہرہ روشن ہوگیا	۲۸۳
میدان کارزار میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم کا دست شفاء	۲۸۵
کھجور کی شاخ روشن ہوگئی	۲۸۶
صحابہ کی لاٹھیاں روشن ہوگئیں	۲۸۶
پانچوں انگلیوں کو روشن کر دیا	۲۸۷
کف دست سے روشنی	۲۸۸
چہرہ تر و تازہ	۲۸۸
دست مبارک کی تاثیر سے بال سیاہ	۲۸۹
سو سال بعد بھی چہرہ تر و تازہ اور بال سیاہ	۲۹۰
پانی دودھ بن گیا۔لکڑی تلوار بن گئی	۲۹۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
نفرت محبت میں بدل دی	۲۹۳
حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز گلزار ہوگئی	۲۹۵
رومال نہ جلا	۲۹۶
حضرت ذویب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز گلزار ہوگئی	۲۹۹
ناقص زمین میں گندم فی الفور اگی اور پکی	۳۰۰
کفار کی آنکھوں میں ذرات	۳۰۰
بیعت خدا۔ ہجرت کی رات	۳۰۱
چڑیا بنائی۔ زانی کا نفسیاتی علاج	۳۰۲
ہبل کی گواہی اور بارہ ہزار مسلمان	۳۰۳
دست نبوت کی عصمت۔	۳۰۳
بھوک ختم	۳۰۴
پٹھوری سے دودھ	۳۰۵
ام معبد کی بکری	۳۰۵
خشک درخت سرسبز ہوگئے	۳۰۸
شیر و چربی کی کثرت	۳۰۹
چھوٹی بکری سے دودھ	۳۱۰
جو کی مقدار میں برکت	۳۱۱
تین ہزار آدمی سیر شکم ہوئے	۳۱۲
آدھ سیر جو میں برکت	۳۱۲
چودہ سو اشخاص کی سیری	۳۱۳
تھوڑی کھجوروں میں برکت	۳۱۳
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سات کھجوریں	۳۱۵
کھانے میں برکت	۳۱۷
گھی میں برکت	۳۱۷
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ دان	۳۱۸
بکری کی کلیجی۔ حیرت انگیز اضافہ	۳۲۱
انگشتان مبارک۔	۳۲۲
شق القمر۔ مسافروں کی گواہی	۳۲۳
ایک شبہ کا ازالہ	۳۲۴
عظیم معجزہ	۳۲۵
رفعت حبیب۔ چاند کا دو ٹکڑے ہونا	۳۲۵
علامہ خطابی	۳۲۶
حبیب یمنی	۳۲۷
راجہ بھوج	۳۲۸
چاند کا اشارہ سے ہلنا اور گفتگو کرنا	۳۲۹
چاند کا کلام کرنا	۳۳۰
پتھر پانی پہ تیرنے لگا	۳۳۰
حجر و شجر کی فرماں برداری	۳۳۱
رد الشمس	۳۳۴
دو مرتبہ ٹھہرا ایک مرتبہ واپس لوٹا	۳۳۵
قافلہ بدھ کو آئے گا	۳۳۶
سورج پھرا الٹے قدم	۳۳۶
تائید محدثین کرام	۳۳۶
چند تاثرات	۳۳۷
ایک شبہ کا ازالہ	۳۳۸
رکانہ پہلوان	۳۳۹
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت	۳۴۰
پانی کے چشمے	۳۴۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ
پنجاب رحمت کی ندیاں	۳۴۰
چار انگلیوں سے پانی۔ طیب وطاہر پانی	۳۴۲
مشکیزہ کا پانی	۳۴۳
غسالہ مبارکہ کی برکت سے پانی	۳۴۴
لشکر اسلام کی سیرابی	۳۴۵
کونسا پانی افضل ہے؟	۳۴۷
بادل کا اشارہ پہ چلنا	۳۴۷
ناخن مبارک	۳۵۰
باب ۱۶	
سینۂ اقدس وقلب مبارک	۳۵۳
انشراح صدر	۳۵۴
شرح صدر کی احادیث	۳۵۶
شق صدر کتنی مرتبہ ہوا	۳۵۷
شق صدر کی حکمتیں	۳۵۸
سینۂ اقدس میں بارہ کمرے	۳۵۸
قلب مبارک	۳۶۱
بحالت نیند قلب بیدار ہوتا	۳۶۲
نیند سے وضو نہ ٹوٹنا	۳۶۲
دل کی آنکھیں اور کان	۳۶۳
دائمی ادراک۔ عظمت قلب	۳۶۳
حضور ﷺ کا علم نسیان سے پاک	۳۶۴
ایک سوال کا جواب	۳۶۴
میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں	۳۶۵
زمین وآسمان کا علم	۳۶۵
ہر چیز کا علم	۳۶۶

مضمون	صفحہ
اوّل آخر بتادیا	۳۶۷
ہر چیز کی خبر دی۔ علم غدوای ارض تموت	۳۶۸
علوم خمسہ	۳۶۹
غیب پر ایمان لانا ضروری ہے	۳۷۱
اعلان عام جو چاہو پوچھو	۳۷۱
باب ۱۷	
شکم اقدس وفضلات مبارک	۳۷۵
فقر اختیاری	۳۷۶
فقر وفاقہ کا عالم	۳۷۸
وصلی روزے	۳۷۹
حضور ﷺ بے مثل ہیں	۳۸۰
بول مبارک۔ جہنم سے نجات	۳۸۲
بول مبارک پاک ہے۔ خون مبارک	۳۸۳
خون چوسنے سے جنتی	۳۸۴
خون مبارک کا ذائقہ	۳۸۴
بیت الخلاء سے خوشبو	۳۸۶
زمین نگل لیتی اور خوشبو آتی	۳۸۶
تمام فضلات سے خوشبو	۳۸۷
غسل کا پانی پینے سے دوزخ حرام	۳۸۸
تمام فضلات طیب وطاہر	۳۸۸
پسینہ مبارک	۳۹۱
کبھی احتلام نہیں ہوا	۳۹۲
ختنہ وناف مبارک	۳۹۳
باب ۱۸	
زانوے مقدس وپائے مبارک	۳۹۵

Marfat.com

مضمون	صفحہ
پنڈلیاں مبارک۔قدم مبارک	۳۹۶
رفتار مبارک۔پتھر پر نشان	۳۹۷
سلف صالحین اور نشان قدم	۳۹۸
ایک شبہ کا ازالہ	۳۹۹
پتھر سے درخت	۴۰۰
پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا	۴۰۰
اُحد پہاڑ کا ہلنا بند	۴۰۱
ہاتھ پاؤں چومنا	۴۰۲
آپ کی سواری کے جانور	۴۰۴
ٹھوکر سے شفاء	۴۰۵
قیام شب	۴۰۵
باب ۱۹	
قد مبارک اور جسم بے سایہ	۴۰۷
میانہ قد	۴۰۸
جسم بے سایہ	۴۰۹
حدیث نور	۴۱۱
ایک شبہ کا ازالہ	۴۱۲
مولوی رشید احمد گنگوہی	۴۱۴
مولوی اشرف علی تھانوی	۴۱۴
مولوی عابد میاں واکابرین دیوبند کی تائید	۴۱۴
عبدالحیٔ لکھنوی	۴۱۵
مفتی دیوبند کا فتویٰ	۴۱۵
لباس کا بھی سایہ نہیں تھا	۴۱۷
مکھی نہ بیٹھتی تھی	۴۱۸

مضمون	صفحہ
باب ۲۰	
معجزات وخصائص لباس مبارک	۴۲۱
نعلین مبارک	۴۲۲
عمامہ شریف	۴۲۳
چادر مبارک	۴۲۴
پیراہن یوسف علیہ السلام	۴۲۶
قمیض مبارک کی برکات	۴۲۷
جبہ مبارک کی برکات	۴۲۹
تہبند مبارک	۴۳۰
لحاف مبارک۔چارپائی مبارک پیالہ	۴۳۱
معارک	۴۳۲
عصاء مبارک۔بے ادبی کی سزا	۴۳۳
کمان مبارک کا ادب	۴۳۴
صحابہ کرام کی عقیدت	۴۳۵
ابومحذورہ کے بال	۴۳۶
ابن منکدر کی عقیدت	۴۳۶
منبر شریف کا ادب	۴۳۶
حضور ﷺ کے نام مبارک کا ادب	۴۳۷
حضور ﷺ کے تبرکات اور عمر بن عبدالعزیز	۴۳۸
حضور علیہ السلام سے منسوب ہر چیز قابل تعظیم ہے	۴۳۸
دعائے خیر	۴۴۰
ماخذ ومراجع	۴۴۳

Marfat.com

ذخیرہ
ادارہ تحقیقات اسلامی لاہور پاکستان

۱۔ تقریظ

مفکر اسلام، مفسر قرآن، ضیاء الامت، دانائے طریقت، عارف شریعت حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری، پرنسپل جامع محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، جسٹس وفاقی شرعی عدالت پاکستان، چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ مَنْ تَبِعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اَمَّا بَعْدُ! محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی جان ہے اور محبت کا یہ تقاضا ہے کہ محبّ کو محبوب کا ذکر عزیز از جان ہوتا ہے اور ہر وقت اپنے محبوب کو یاد کرنا اور اس کے کمالات وفضائل کا بیان کرنا اس کی محبت کی علامت ہے۔

مولانا ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب کی تالیف لطیف ''البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' کے چند مقامات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ پڑھ کر دل کو فرحت، آنکھوں کو روشنی اور روح کو تازگی نصیب ہوئی۔ جس محبت میں ڈوب کر مؤلف موصوف نے یہ کتاب تالیف فرمائی ہے، یہ ان کے لئے باعث سعادت دارین ہے۔

امید ہے کہ حسن عقیدے سے جو بھی اس کا مطالعہ کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو نور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منور فرمائے گا۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ مؤلف علّام کی مخلصانہ اور مجاہدانہ کوشش کو قبول فرمائے اور ان کے درجات کی بلندی کا باعث فرمائے۔ آمین

والسلام

محمد کرم شاہ، سجادہ نشین بھیرہ شریف
۲۳ صفر المظفر ۱۴۰۷ھ

Marfat.com

۲۔ تقریظ

خطیب پاکستان، پیر طریقت، عارف شریعت علامہ پیر سیّد محمد یعقوب شاہ صاحب قادری رضوی
خطیب اعظم پھالیہ، صدر جماعت اہلسنت پنجاب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ط

اَمَّا بَعْدُ! خطیب اہل سنت حضرت مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب رسولپوری کی تالیف ''البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' کا بعض مقامات سے مطالعہ کیا۔ مولانا موصوف نے سیّد الموجودات نور من نور اللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال، عادات و خصائص اور آپکے معجزات باکمال کو ایسی خوبصورتی اور بالغ النظری کے ساتھ قلمبند فرمایا ہے کہ فقیر کا غنچہ دل شگفتہ ہوگیا۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

بعض اختلافی مسائل پر بھی بڑی خوبی کے ساتھ عالمانہ و فاضلانہ بحث کر کے ہر عقدہ کو بڑے پیارے انداز میں حل فرما دیا ہے اور مخالفین کے باطل عقائد اور پرانے اعتراضات کے قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے مدلل و مسکت جوابات دے کر بہت سے مسلمانوں کے دین و ایمان کی حفاظت کا سامان مہیا فرما دیا ہے۔

مولانا موصوف کی یہ کتاب مستطاب اہل عرفان و ایمان کے لئے باعث راحت جان و تقویت ایمان ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کے علم و عمل، عمر و صحت میں برکت عطا فرمائے اور ان کی تحریر و تقریر سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیّد محمد یعقوب شاہ
صدر جماعت اہلسنت پنجاب

Marfat.com

۳۔ تقریظ

زینت المشائخ حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سیّد عظمت علی شاہ صاحب بخاری المعروف چن جی سرکار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط حَامِدًا وَ مَصْلِيًا وَ مُسْلِمًا

اَمَّا بَعْدُ! فاضل نوجوان مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب رسولپوری کی تالیف لطیف ''البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' کو چند مقامات سے دیکھا۔ یوں تو اس مبارک موضوع پر کثیر التعداد کتب معرض وجود میں آ چکی ہیں لیکن تنقیح مسائل و کثرت دلائل نے اسکی قدر و منزلت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ جس کی ہر سطر باعث رشد و ہدایت، ہر صفحہ موجب سعادت، ہر لفظ حق وصداقت کا آئینہ دار ہے۔ میری نظر میں مؤلف موصوف کلیۃ مابہ الامتیاز شاہکار سرمایہ یادگار رہے، جس کے مطالعہ سے ایمان والوں کی آنکھوں میں نور اور دلوں میں ترقی ایمان کا سرور حاصل ہوگا۔ البتہ جو معاندین حق اور پیروان باطل ہیں، وہ بلاشبہ اس سے متوحش ہوں گے۔

وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ

مولائے کریم بوسیلہ جلیلہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم مؤلف موصوف کی تبلیغی و تالیفی خدمات کو شرف قبولیت عطا فرما کر علماً و عملاً و شرفاً ترقی سے مالا مال فرمائے اور آپکی تقریر و تحریر سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

السیّد عظمت علی شاہ نقشبندی مجددی
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف، ۸۶۔۹۔۶

Marfat.com

۴۔ تقریظ

استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالمنصور محمد نذیر احمد صاحب
مہتمم دارالعلوم چشتیہ نظامیہ منڈی سکھیکی،
سرپرست تنظیم العلمائے جماعت اہلسنت ضلع حافظ آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی وَاٰلِہِ الْعِظَمَا وَاَصْحَابِہِ الْکِرَمَا۔

امابعد! فقیر غفرلہ القدیر کو مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد رسولپوری طولعمرہ کی مؤلفہ کتاب ''البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' کے چند مقامات عدیم الفرصتی کی بنا پر دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ طرز تحریر انوکھا، انداز بیان ستھرا اور اسلوب نگارش اتنا پرکشش کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کتاب کے مسائل و دلائل کو غور سے دیکھا۔ ماشاء اللہ جامع المعجزات، اوصاف وکمالات نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا۔ دماغ نے تحقیق انیق کا عطر سونگھا، مشام قلب و جان معطر ہوا شرح صدر کی تمام کیفیات رونما ہوئیں۔ یہ کتاب بھولے بھٹکے ہوئے راہی کے لئے مفید ہوگی اور مولانا موصوف کے ترقی درجات کا سامان اور لوگون کے درد عصیاں کے لئے درمان ہوگی۔

تَقَبَّلَهَا اللّٰهُ بِقَبُوْلِ حَسَنٍ

اللہ تعالیٰ مولانا کی کاوش فکر کو مقبول اور شر حاسدین سے محفوظ و مأمون فرمائے۔

آمین ثم آمین

الفقیر ابوالمنصور محمد نذیر احمد غفرلہ الاحد نقشبندی مجددی قادری
از پنڈی باورے حال خطیب جامع مسجد نور،
مہتمم دارالعلوم چشتیہ نظامیہ، منڈی سکھیکی۔ ضلع حافظ آباد
۱۷ شوال المکرّم ۱۴۰۶ھ

Marfat.com

۵۔ تقریظ

شیخ الحدیث والتفسیر فقیہہ العصر،

علامہ حافظ احسان الحق صاحب قادری رضوی،

امیر دعوت اسلامی پنجاب، خطیب جامع مسجد ہجویری جناح کالونی فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم اصل کائنات ہیں اور جملہ کائنات آپ کی فرع ہے۔

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

جس کسی کو جو کچھ ملا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے ہی ملا۔ آپ کے وسیلہ جلیلہ کے بغیر کسی کو نہ کچھ ملا ہے اور نہ ہی ملے گا۔

مَاارْسَلَ الرَّحْمٰنُ اَوْیُرْسِلُ مِنْ رَحْمَتِہ تَصْعَدُ اَوْتَنْزِلُ
اِلَّا وَطْہَ الْمُصْطَفٰی عَبْدُہٗ نَبِیُّہٗ مُخْتَارُہٗ الْمُرْسَلُ
وَ اُسِطَّۃٌ فِیْھَا وَ اَصْلٌ لَھَا یَعْرِفُ ھٰذَا کُلَّ مَنْ یَعْقِلُ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سب پر لازم ہے اور آپ کی محبت سب پر فرض ہے۔

مغز قرآں، روح ایماں، جان دیں
ہست حب رحمتہ اللعالمیں

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص، معجزات و کرامات کے بیان سے آپ سے عقیدت و محبت مزید بڑھتی ہے، اس لئے علمائے کرام نے ان جلیل القدر موضوعات پر مختلف زبانوں میں قابل قدر تصانیف قلمبند فرمائیں اور امت محمدیہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا پر احسانات کئے۔ اس نورانی سلسلہ کی ایک کڑی زیر نظر کتاب ''البرھان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' بھی ہے۔ جسے فاضل جلیل مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد

Marfat.com

صاحب رسولپوری نے تالیف فرما کر اردو خواں حضرات پر احسان کیا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی یہ کوشش قبول فرمائے۔ اور مسلمان بھائیوں کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

نوٹ: تقریظ کے درج بالا الفاظ ساڑھے گیارہ بجے شب (بتاریخ ۱۵ ربیع الآخر ۱۴۰۷ھ بمطابق ۱۷ دسمبر ۱۹۸۶ء حوالۂ قرطاس ہوئے ہی تھے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور زور سے بجنے لگی۔ کان لگائے تو مسرور کن آواز آئی کہ

"میں حافظ عبدالکریم ہوں اور مدینہ منورہ سے بول رہا ہوں۔ استاد جی! السلام علیکم۔ میں اسوقت گنبد خضراء (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کے سامنے حاضر ہوں۔ آپ کا سلام بارگاہ اقدس میں ہر روز پیش کرتا رہتا ہوں۔ آپ کی کتاب "عمل الیوم واللیل لابی بکر بن السنی" عنقریب انشاء اللہ پہنچ جائے گی۔ کوئی خدمت ہو تو ارشاد فرمایئے! حاضر ہوں۔"

مدینہ طیبہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا کی چمن ساز ہواؤں کے تموج سے پیدا ہونے والی اس آواز نے جہاں مجھے حد درجہ کی مسرت بخشی، وہاں بطور نیک فال یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ زیر نظر کتاب "البرھان فی خصائص حبیب الرحمٰن" بھی اور اس پر لکھی ہوئی تقریظ بھی بارگاہ اقدس سیّد عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وصحبہ وبارک وسلم میں مقبول ہے۔ جبھی تو بندہ ناچیز کو فی الفور اتنی بڑی بشارتوں سے نوازا گیا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

فقیر محمد احسان الحق قادری رضوی غفرلہ،
فیصل آباد

Marfat.com

تعارف

فاضل نوجوان، خطیب نکتہ دان حضرت مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ اہلسنت و جماعت و مہتمم دارالعلوم حامدیہ رضویہ عزیز القرآن رسولپور تارڑ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد۔

پیدائش

پنڈی بھٹیاں کے نواحی گاؤں موضع حویلی کے جید عالم دین و مستند حکیم حضرت مولانا کامل دین صاحب کے ہاں مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔

آپکے والد گرامی ممتاز عالم دین اور صاحب حال مرد درویش تھے۔ صاحب نسبت ہونے کی وجہ سے علاقہ بھر میں قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ کے شاگرد اور تربیت یافتہ ارادت مند کافی تعداد میں ملک کے طول و عرض میں مسلک اہلسنت و جماعت کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ خلق خدا کی علمی و روحانی تربیت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

تعلیم

فاضل مؤلف کی عمر ابھی چھ ماہ تھی کہ والد گرامی کا سایہ عاطفت سر سے اٹھ گیا اور آپکی تعلیم و تربیت کی تمام تر ذمہ داری آپکے برادر اکبر مولانا حافظ محمد یار صاحب پر آن پڑی۔ چنانچہ انہوں نے خالص مذہبی خاندانی روایات کے مطابق آپکی تعلیم و تربیت کا فریضہ بطریق احسن سرانجام دیا۔

حفظ قرآن پاک

آپ نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ میں حافظ غلام نبی صاحب گجراتی اور فخر الحفاظ محترم حافظ قاری احمد دین صاحب حافظ آبادی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

آغاز درس نظامی

حفظ قرآن پاک کے بعد آپ نے فخر المدرسین حضرت علامہ الحاج مولانا حکیم ابوالمنصور محمد نذیر احمد صاحب نقشبندی (خطیب مرکزی جامع مسجد نور، مہتمم دارالعلوم چشتیہ نظامیہ منڈی سکھیکی، کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا۔ ذہین اور مستعد طالب علم تھے۔ شبانہ روز محنت، دینی شوق اور قلبی لگن کے ساتھ بہت جلد تعلیمی مراحل کو طے کیا۔ نیز استاذ محترم نے بھی خصوصی توجہ اور کمال شفقت سے نوازا۔

دورہ تفسیر قرآن پاک

۱۹۶۳ء میں عارف شریعت، عالم طریقت شیخ القرآن حضرت علامہ ابوالحقائق محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ (بانی و مہتمم جامع غوثیہ نظامیہ وزیر آباد) سے ماہ رمضان المبارک میں دورہ تفسیر قرآن پاک مکمل کیا اور جمعتہ الوداع کے عظیم اجتماع میں دستار فضیلت و سند فراغت حاصل کی۔

تکمیل درس نظامی

۱۹۶۴ء میں مرکزی دارالعلوم جامعہ حنفیہ سراج العلوم گوجرانوالہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ مولانا الحاج محمد عبداللطیف صاحب اور ۱۹۶۵ء میں فاضل جلیل حضرت مولانا انوار الاسلام صاحب اور فخر اہلسنت حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم صاحب ہزاروی (مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور و ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان) سے درس نظامی کی تکمیل کی اور جامعہ نظامیہ کے سالانہ جلسہ میں دیگر علماء کرام و مشائخ عظام کے علاوہ وفاقی وزیر جناب ملک خدا بخش بچہ و خطیب العصر حضرت علامہ مولانا قیوم الٰہی عرفانی خطیب بادشاہی مسجد لاہور سے دستار فضیلت کا اعزاز حاصل کیا۔

دورہ حدیث پاک

۱۹۶۶ء میں مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام رجسٹرڈ فیصل آباد میں شارح بخاری، جامع معقول و منقول شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب رضوی

Marfat.com

سے دورہ حدیث پاک مکمل کیا اور جامعہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت و تقسیم اسناد کے مبارک موقع پر دستار فضیلت کا اعزاز اور سند فراغت کا شرف حاصل کیا۔

تجوید وقرأت

۱۹۶۶ء میں ہی استاذ القراء جناب قاری دیدار شاہ صاحب وارثی سے درس تجوید وقرأت کی تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔ نیز جامعہ وارثیہ فیصل آباد کے زیر اہتمام سالانہ مقابلہ حسن قرات منعقدہ ۱۶ جون ۱۹۶۶ء میں حصہ لیکر نمایاں کامیابی حاصل کی اور عالمی شہرت یافتہ قاری حضرت مولانا قاری غلام رسول صاحب لاہوری (جو کہ اس موقع پر بطور منصف وصدر محفل تھے) سے اعزازی سند حاصل کی۔

میڈیکل تعلیم

علوم درسیہ سے فراغت کے بعد آپ نے ۱۹۷۵ء میں سنٹرل میڈیکل کالج لاہور سے G.M.B.S., L.M.B گولڈ میڈلسٹ اور نیشنل میڈیکل کالج لاہور سے ۷۷-۱۹۷۶ء میں D.M.P.S. کا ڈپلومہ نمایاں پوزیشن میں حاصل کیا۔

آغاز خطابت

دورہ حدیث پاک کے دوران ہی آپ نے جامع مسجد حنیفہ غوثیہ محلّہ فتح آباد متصل جھال خانو آنہ فیصل آباد سے باقاعدہ خطابت کا آغاز کیا۔

قیام گوجرانوالہ

حدیث پاک میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے خطیب پاکستان، نازش اہلسنت مولانا ابوالطاہر عبدالعزیز چشتی کے فرمان پر ۱۹۶۷ء کے اوائل میں جامع مسجد غوثیہ رضویہ محلّہ رسول پورہ گوجرانوالہ بطور خطیب و مدرس ذمہ داری سنبھالی۔ اور تبلیغ دین کا سلسلہ جاری فرمایا۔

رسولپور تارڑ میں آمد

حضرت مولانا ابوالعطا محمد نصر اللہ صاحب نقشبندی، ایم خان محمد درویش

Marfat.com

(سنٹر ہیڈ ماسٹر رسولپور تارڑ) کے ایما اور عزت مآب جناب چوہدری ارشاد اللہ صاحب تارڑ (سابق ایم۔این۔اے) ومحترم حاجی امداد اللہ صاحب تارڑ (رئیس آف رسولپور تارڑ) کی استدعا پر بحکم جناب آفتاب شریعت، ماہتاب طریقت، کاشف رموز حقیقت حضرت قبلہ پیر سیّد باقر علی شاہ صاحب نقشبندی بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف مورخہ ۶ ستمبر ۱۹۶۷ء کو بلبل چمنستان رسالت الحاج صوفی محمد صادق صاحب ہریکوٹی کے ہمراہ رسولپور تارڑ میں تشریف لے آئے اور مرکزی جامع مسجد حنفیہ رضویہ اہلسنت و جماعت میں باقاعدہ خطابت کا آغاز کیا۔

نوٹ: رسولپور میں آپکی آمد سے قبل اہلسنت و جماعت کے پاس اپنا کوئی سنی خطیب نہ تھا اور نہ ہی علیحدہ کوئی مسجد۔ پورے قصبہ میں دیوبندیت اور رافضیت کا تسلط تھا۔ آپ نے آتے ہی اپنے چند مخلص سنی دوستوں کی رفاقت میں انتھک محنت، پیہم جدوجہد، شبانہ روز مشقت و جانثاری سے گلشن اہلسنت کی ایسی آبیاری کی کہ پژمردہ کلیاں کھل اٹھیں اور ہر طرف نعرہ ہائے تکبیر و رسالت کی گونج سنائی دینے لگی۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال دیگر مذہبی تقاریب کے علاوہ بتقریب سعید عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم عظیم الشان جلوس زیر سیادت زینت المشائخ، پروردہ آغوش ولایت حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سیّد عظمت علی شاہ صاحب نقشبندی بخاری (المعروف چن جی سرکار) زیب سجادہ حضرت کیلیانوالہ شریف بصد تزک و احتشام نکالا جاتا ہے۔

تبلیغ و تقریر

مولانا موصوف فاضل مدرس ہونے کے ساتھ خوش نوا واعظ منجھے ہوئے خطیب اور شیریں بیاں مقرر ہیں۔ آپ کی تقاریر علمی و ادبی محاسن، تفسیری رموز و اسرار اور حکمت و دانش کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزین ہوتی ہیں۔ انداز بیان سلجھا ہوا۔ کلام میں پختگی کے ساتھ بسا اوقات ظرافت کی چاشنی چار چاند لگا دیتی ہے۔

قبولیت عامہ

مندرجہ بالا خوبیوں کے باعث مولانا موصوف اہل علم حضرات اور عوام الناس میں

11183

Marfat.com

یکساں قبولیت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور آپ کا دائرہ تبلیغ دین ومسلک اہلسنت و جماعت وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے۔

تنظیم کا قیام

علاقہ میں بڑھتی ہوئی جہالت، دین مستقیم سے ہٹ کر ذہنی عیاشی، بدکرداری، ناپاک لٹریچر کا مطالعہ، غلط سوسائٹی اور بے راہروی کو دور کرنے کے لئے آپ نے اپنے چند مخلص احباب علماء کرام وسجادگان چک بھٹی شریف کے تعاون سے ۱۹۷۸ء میں ایک اصلاحی اور بے لوث مذہبی تنظیم، (بنام) تنظیم العلمائے جماعت اہلسنت ضلع حافظ آباد قائم کی، جس کے تحت سالانہ تین تبلیغی دورے کئے جاتے ہیں اور ایک سالانہ خلفاء الراشدین کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔

دارالعلوم کا قیام

قرآن پاک حفظ وناظرہ مع تجوید وقرات ودیگر علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت کے لئے مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء میں ایک دینی درسگاہ (بنام) دارالعلوم حامدیہ رضویہ عزیز القرآن کی بنیاد رکھی جس میں کہنہ مشق اساتذہ کرام تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اکتساب فیض

فاضل مؤلف نے استاذ العلماء حضرت علامہ ابوالمنصور صاحب نقشبندی کے ایماء پر حضور قبلہ داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر مسلسل پانچ یوم اور اکیس جمعراتیں، حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر سات یوم چلہ کشی کی اور فیوض وبرکات سے مالا مال ہوئے۔ نیز آفتاب ولایت حضرت قبلہ پیر سیّد علی اکبر شاہ صاحب علی پوری، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی، شہنشاہ چورہ شریف حضرت قبلہ پیر محمد ارشاد حسین صاحب نوری (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کی خدمت میں حاضری دیکر اکتساب فیض کیا اور فیوض وبرکات واجازات سے نوازے گئے۔

Marfat.com

بزرگوں کی دعا

ایک مرتبہ پیر طریقت، رہبر شریعت، سند الاتقیاء حضرت مولانا مفتی احمد علی صاحب نقشبندی مجددی مسند آرائے دربار عالیہ چک بھٹی شریف آپ کے گھر تشریف لائے تو آپکی والدہ صاحبہ نے مولانا کے برادر اکبر مولانا حافظ محمد یار صاحب کو صغر سنی میں بطور نیاز مندی آپ کی خدمت میں حاضر کیا اور ساتھ ہی حفظ قرآن پاک کی دعا کی درخواست کی۔ حضرت قبلہ نے چند لمحے تامل کے بعد فرمایا۔ مائی! یہ ایک ہی نہیں، انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد جو بھی لڑکے پیدا ہوں گے، سب حافظ قرآن اور عالم دین بنیں گے۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کا فرمان حرف بحرف سچ ثابت ہوا۔ اور چاروں بھائی حافظ قرآن اور عالم دین ہوئے۔ جن کے اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مولانا حافظ محمد یار صاحب (خطیب جامع مسجد بھاکہ بھٹیاں)
۲۔ مولانا حافظ احمد علی صاحب (مرحوم) خطیب حافظ آباد۔
۳۔ مولانا ابوالفیض محمد اللہ یار صاحب کولوتارڑ۔
۴۔ مولانا حافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد صاحب (خطیب مرکزی جامع مسجد حنیفہ رضویہ رسولپور تارڑ) حال مقیم مبارک کالونی کسوکی روڈ حافظ آباد

الشہادۃ العالمیہ

تنظیم المدارس اہلسنت رجسٹرڈ پاکستان کے زیر اہتمام ضمنی امتحان برائے سابق فاضلین منعقدہ ۱۷ فروری ۱۹۸۶ء بمقام مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں حصہ لیا۔ اور کامیابی حاصل کر کے تنظیم المدارس کی سند الشہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیۃ والاسلامیہ (ایم اے عربی) حاصل کی۔

تصنیف تالیف

درس و تدریس، وعظ و تبلیغ کے علاوہ آپ نے قلمی میدان میں بھی حصہ لیا اور مندرجہ ذیل کتب تحریر کیں۔

۱۔ فضائل و مسائل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۲۔ انوار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

۳۔ دعابعدازنماز جنازہ کا ثبوت ۴۔ بیس تراویح کا بیان

۵۔ خطبات بشیر ۶۔ البرہان فی خصائص حبیب الرحمٰن

تبصرہ

زیرنظر کتاب ''البرھان فی خصائص حبیب الرحمٰن'' آپکا علمی شاہکار ہے۔ جس کا انداز نہایت شستہ، پرمغز عبارت، ہر سطر باعث رشد وہدایت، ہر صفحہ موجب سعادت، ہر لفظ حق وصداقت کا آئینہ دار، اسلوب تحریر شاندار، طرز استدلال زوردار۔ میری نظر میں فاضل مؤلف کی یہ علمی کاوش انکے لئے پایہ یادگار ہے۔ اسمیں حضور برہان رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس سے لیکر پائے مبارک تک کے خصائص و برکات، فضائل وحسنات محامد ومحاسن بیان کر دیئے گئے ہیں اور ساتھ ہی وہ تمام مسائل بھی حل کر دیئے گئے ہیں جو عقائد اہلسنت سے متعلق ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولیٰ کریم بطفیل نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم موصوف کی تبلیغی وتالیفی خدمات کو قبول فرما کر مزید خدمت دین متین کے لئے صحت وتوانائی عطا فرمائے تا کہ لوگ آپکی تقریر وتحریر سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم الرؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم و علیٰ الہ و اصحابہ اجمعین

الراقم: صاحبزادہ ابوالوقاص محمد عالم نقشبندی مجددی
سجادہ نشین درگاہ عالیہ قطب ربانی، غوث زمانی
حضرت مولانا غلام حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ
چک بھٹی شریف تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد
۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مقدمہ

متقدمین ومتاخرین کا اس پر اجماع ہے کہ خالق کائنات کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ افضل واکرم، اجمل واکمل حضور سیّد المرسلین، محبوب رب العلمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر نبی کو جو جو کمالات وفضائل انفرادی طور پر عطا ہوئے، وہ سب کے سب فضائل وکمالات حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع فرما دیئے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ ؎

لِكُلِّ نَبِيٍّ فِی الْاَنَامِ فَضِيْلَةٌ
وَجُمْلَتُهَا مَجْمُوْعَةٌ لِمُحَمَّد

یعنی آپ کی ذات عالی صفوت آدم، رفعت شیث، رقت نوح، خلّت ابراہیم، انقیاد و اطاعت اسمٰعیل، صبر و استقامت ایوب، شکر یعقوب، حسن و جمال یوسف، لحن داوٗد، حکومت سلیمان، حکمت لقمان، جلال موسیٰ، تواضع عیسیٰ علیہم السلام و جملہ خصائص حمیدہ کا مرقع ہے۔ ؎

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یوں تو دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم وبیش پیغمبر مبعوث ہوئے مگر کسی کے مکمل حالات یا صحیح خدو خال تاریخ عالم یا ذہن انسانی میں محفوظ نہیں۔ یہ فضیلت و خصوصیت صرف حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ آپ کی حیات اقدس، آپ کے خصائص وکمالات، آپ کے فضائل و برکات، آپ کی صورت و سیرت، آپ کی تبلیغی سرگرمیاں من وعن صفحات تاریخ پر ہی نہیں بلکہ لاکھوں ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے سر اقدس سے لیکر قدم مبارک تک کے اوصاف جمیلہ احادیث مبارکہ میں ایسی احتیاط کے ساتھ جمع ہیں، جن کو پڑھ کر عاشقان جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کی ذات گرامی چلتی پھرتی نظر آتی ہے۔

Marfat.com

آپ کی ذات اقدس حسن و جمال، زہد و تقویٰ، علم و فضل، شرافت و لیاقت، شجاعت و سخاوت، حکمت و اصابت، دیانت و امانت، تہذیب و شائستگی کا پیکر تھی۔ آپ کا ہر ہر عضو قدرت خداوندی کا مظہر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپکو ایسا بے مثل و بے نظیر بنایا تھا اور ایسے حسین سانچے میں ڈھالا تھا جس کی مثال ناممکن ہے۔

بیاں ہو کس سے کمال محمد عربی
ہے بے مثال جمال محمد عربی

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے سراپائے مقدس کو لفظی جامہ پہنا کر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ الفاظ مجبور ہیں۔ کائنات اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ محدود ہے اور آپ کے فضائل و برکات، خصائص و کمالات غیر محدود ہیں۔ اس لئے قلم، الفاظ، زبان آپ کے حقیقی خدوخال پیش نہیں کر سکتے۔ تاہم اپنی اپنی طاقت و وسعت کے لحاظ سے زمانہ کے ادباء، فصحاء، بلغاء، شعراء، صلحاء، علماء اور لاکھوں اہل قلم حضرات نے آپ کے سراپائے مقدس کا نقشہ الفاظ کے جامہ میں پیش کیا۔

لیکن اعتراف سب یہی کرتے ہیں کہ!

کس سے ممکن ہے ثنا حضرت رسول اللہ کی
جبکہ خود خالق کرے مدحت رسول اللہ کی

اب تک اردو زبان میں سیرت مبارکہ پر کافی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور مجموعی حیثیت سے آپ کی زندگی کا کوئی گوشہ باقی نہ رہا جو احاطۂ تحریر میں نہ آ چکا ہو۔ مگر میں کچھ اور چاہتا تھا۔ اور وہ ہے آپ کے جسم اطہر کے ایک ایک عضو مبارک کے فضائل و برکات، خصائص و کمالات!

الحمدللہ میں آج اس سعی ناتمام کو آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ تمام حوالہ جات حتی الامکان دیانت داری و ذمہ داری سے پیش کئے ہیں۔ تصحیح النقل میں کافی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم میں اپنے کو غلطی و خطا سے پاک نہیں سمجھتا اور اس پر کتابت و طباعت کی غلطیوں کا بھی امکان موجود ہے۔ قابل اصلاح اگر کوئی غلطی دیکھیں تو مطلع فرمائیں۔

Marfat.com

آخر میں مشائخ عظام و علماء کرام اہلسنت نفعنا اللہ ببرکاتہم (خصوصاً ان مقدس ہستیوں جن کے خرمن علمی سے بندہ نے خوشہ چینی کی ہے اور جن کے بحر علمیت سے چند قطرے حاصل کئے اور جن کی نگاہ فیض رسا اور صحبت بابرکت نے اس نالائق کو اس قابل بنایا) کی خدمات عالیہ میں اس سعی کو پیش کرتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ اپنی مخصوص دعاؤں میں خادم کو شامل رکھیں۔ جذبۂ صالحہ اور خاتمہ بالخیر کے لئے دعا فرمائیں۔

ننازم بسر مایۂ فضل خویش
بدریوزہ آوردہ ام دست و پیش

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَ اِلَیْہِ اُنِیْبُ۔ وَھُوَ حَسْبِیْ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ o

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ سیّدنا محمد و الہ و اصحابہ و بارک و سلم

خاکپائے اہل اللہ
ابوالطاہر محمد بشیر احمد عفی عنہ
رسول پور تارڑ تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد

Marfat.com

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَفِيۡعِ الدَّرَجَاتِ اَلۡمَقۡصُوۡدِ
بِالۡقُرَبَاتِ اَلۡمُتَمِمّ لِلصَّالِحَاتَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الۡمُعۡجِزَاتِ وَالۡمُؤَيَّدِ
بِالۡآيَاتِ الۡبَيِّنَاتِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحۡبِهٖ ذَوِى الۡمَقَامَاتِ
وَالۡكَرَامَاتِ وَالنَّاهِجِيۡنَ عَلٰى مَنۡوَالِهٖ اِلٰى يَوۡمِ الۡمَمَاتِ

اَمَّا بَعۡدُ!

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ○ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ○
يَاَيُّهَاالنَّاسُ قَدۡ جَاءَ كُمۡ بُرۡهَانٌ مِنۡ رَّبِّكُمۡ
وَاَنۡزَلۡنَا اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنَا۔ (المائده·

Marfat.com

ترجمہ

"اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل (سراپا معجزہ) یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں۔ اور نازل کیا ہم نے تمہاری طرف نور واضح۔"

فَجَاءَ مُحَمَّدٌ سِرَاجً مُنِيْرًا
فَصَلُّوْا عَلَيْهِ كَثِيْرًا كَثِيْرًا

برادران ملت

تمام مفسرین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں برہان سے مراد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہے۔ اور نور مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اس آیت میں حضور علیہ السلام کی ذات کو خداوند عالم نے برہان یعنی دلیل بتایا اور آپ کو معلوم ہے کہ دلیل کسی نہ کسی دعوی کی ہوا کرتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سا دعویٰ ہے کہ حضور علیہ السلام اس کی دلیل بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

برادران گرامی! آپ کو معلوم ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں تشریف لا کر یہ دعویٰ فرمایا کہ محمد الرسول اللہ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اب ظاہر بات ہے کہ ہر دعویٰ دلیل کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر دلیل تام ہوگی تو دعویٰ تام ہوگا۔ دلیل خام ہوگی تو دعویٰ خام ہوگا۔ تو پھر محمد الرسول اللہ بھی ایک دعویٰ ہے، لہٰذا اس کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔

رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ قَدْ جَاءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی اے دنیا والو! میرے حبیب علیہ السلام نے جو یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو اس دعویٰ کی دلیل خود ان کی ذات ہی ہے اور وہ تمہارے پاس خداوند عالم کی طرف سے اس دعویٰ کی دلیل بن کر تشریف لائے ہیں۔ یعنی اگر تم لوگ محمد الرسول اللہ کے دعویٰ پر دلیل طلب کرتے ہو تو محمد الرسول اللہ کی ذات کو دیکھ لو۔ بمصداق

Marfat.com

آفتاب آمد دلیل آفتاب

جس طرح سورج کی دلیل خود سورج کی ذات ہے، بلا تشبیہ و بلا مثال اسی طرح ''محمد الرسول اللہ کی دلیل خود محمد الرسول اللہ کی ذات ہے۔ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ سورج موجود ہے۔ کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ سورج کی ذات ہی سورج کے وجود کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ حضور علیہ السلام کی ذات ہی آپکی رسالت کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس طرح سورج کو ایک نظر دیکھنے والا یہ اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ سورج موجود ہے، اسی طرح جو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بین نگاہوں سے ایک مرتبہ بھی دیکھ لے گا تو اس کے قلب و دماغ میں آفتاب عالمتاب سے بڑھ کر یہ حقیقت روشن و آشکار ہو جائے گی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

معجزہ

یاد رہے کہ انبیاء و رسولوں کی نبوت و رسالت کی دلیلوں کو ''معجزہ'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ہر نبی و رسول کو ان کی نبوت و رسالت کے ثبوت کے لئے دلیل کے طور پر پروردگار عالم نے کچھ معجزات عطا فرمائے، جن کو پیش کر کے انبیاء و رسولوں نے دنیا والوں کے سامنے اپنی اپنی نبوت و رسالت کو ثابت کیا۔ مگر ہر نبی و رسول کا معاملہ یہ کہ ان کے معجزات انکی ذات سے الگ کچھ مافوق العادات اور تعجب میں ڈال دینے والے کمالات ہوتے رہے کہ جن کو دکھا کر انبیاء سابقین اپنی اپنی نبوت کو اپنی اپنی امتوں کے سامنے ثابت کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا کہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا الخ (قرآن حکیم ۱۲/۹)

ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف سے عطا کئے ہوئے معجزات کے ساتھ بھیجا۔

یعنی عصاء، ید بیضا، انشقاق البحر، پتھر پر لاٹھی مار کر پانی نکال دینا وغیرہ معجزات لیکر حضرت موسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائے۔ اسی طرح دیگر انبیاء و رسولوں کے بارے میں خداوند عالم جل جلالہٗ نے فرمایا کہ

Marfat.com

جَاءَ تْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيْرِ۔ (قرآن حکیم ۲۲/۱۵)

یہ ان کے پاس ان کے رسول معجزات، صحیفے اور روشن کتاب لے کر آئے۔

غرض ہر نبی و رسول کے بارے میں یہی دستور خداوندی رہا کہ ان کے معجزات ان کی ذات سے الگ کچھ محیر العقول چیزیں ہوا کرتی تھیں، جن کو لے کر انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔ اور انہی معجزات کو دکھا کر انبیاء اپنی اپنی نبوتوں کو دنیا کے سامنے ثابت کرتے تھے۔ یہی معجزات ان کی نبوت کی دلیل ہوا کرتے تھے۔ مگر سیّد المرسلین خاتم پیغمبراں کی معجزانہ شان تمام انبیاء و رسولوں سے انوکھی اور نرالی ہے کہ آپ کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ آپ اپنی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے چند معجزات بطور دلیل لیکر تشریف لائے بلکہ یہ فرمایا کہ قَدْ جَاءَ كُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی نبیء آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی نبوت کی دلیل بن کر تشریف لائے، اور آپ کی ذات ہی سراپا آیات بینات و مخزن معجزات ہے اور اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات، ان کی ہر ادا، ہر بات بلکہ ان کے تن اقدس کا رونگٹا رونگٹا اور ان کے جسم منور کا بال بال سراپا کمال و معجزہ بے مثال ہے۔

خدا نے دیئے معجزے ہر نبی کو، ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا
ہزاروں گل کھلے تھے چمن میں، بہار آئی جب مصطفیٰ بن کے آیا

اگر کوئی انسان ایک نظر بھر جمال نبوت کا نظارہ کر لے تو وہ آپ کی نبوت و رسالت کے اقرار پر مجبور ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ جمال نبوت کا دیدار کیا مگر ایک ہی نظر میں میری دنیائے دل کے اندر ایسا انقلاب عظیم پیدا ہو گیا کہ

وَاللّٰهِ لَقَدْ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔ (ترمذی شریف۔ المستدرک صفحہ ۱۶۰۴)

خدا کی قسم میں نے جان لیا اور پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔

ہاں البتہ وہ بدنصیب انسان جن کے دلوں میں کفر و انکار کی مہر لگ چکی ہے۔ اور جو اپنی آنکھوں پر بغض و عناد کی عینک لگائے ہوئے ہیں۔ وہ اگر لاکھوں بار بھی جمال نبوت کے جلوے دیکھیں، پھر بھی انہیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت و صداقت اور نبوت

Marfat.com

ورسالت کا آفتاب نظر نہیں آسکتا۔ حضرت شیخ سعدی نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم

چشمۂ آفتاب راچہ گناہ؟

یعنی اگر دن میں چمگاڈر کی آنکھ سورج کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا گناہ ہے؟ سورج تو اپنی آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔ یہ چمگاڈر کی آنکھ کا قصور ہے کہ وہ سورج کی روشنی کا جلوہ دیکھنے سے محروم ہے۔ اسی طرح حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کے ذرے ذرے میں معجزات نبوت کے ہزاروں آفتاب روشن ودرخشاں ہیں مگر کافروں اور منافقوں کی آنکھیں، جن پر کفر ونفاق کی پٹیاں بندھی ہوئی ہیں، اگر انہیں پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات نبوت کے آفتاب وماہتاب نظر نہیں آتے تو یہ ان بدبخت آنکھوں کا قصور ہے، ورنہ آفتاب نبوت کی تجلیاں تو زمین وآسمان کے ذرے ذرے کو رشک آفتاب وماہتاب بنا رہی ہیں۔

انہی کی بو، مایہ سمن ہے، انہی کا جلوہ چمن چمن ہے
انہی سے گلشن مہک رہے ہیں، انہی سے رنگت گلاب میں ہے

برادران اسلام

میں عرض کر رہا تھا کہ حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کا ذرہ ذرہ معجزات نبوت کا ایک عالم ہے اور آپ کی ذات بابرکات سراپا معجزات ہی معجزات ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپکو حضور علیہ السلام کے اعضاء مبارکہ کے چند معجزات کا نظارہ بھی کرادوں کہ کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سراپا معجزات ہے۔

رسول اللہ توں صدقے جان واری — پڑھاں صلوٰۃ ہر مو لکھ واری
جیویں حلیہ مبارک لکھیا پانواں — میں سر تا پیراں تیکر لکھ سناواں
نبی دے جتنے اعضا نقش عالی — سبھے پر معجزہ کوئی نہ خالی
تمامی عضو جیوں جیوں لکھ گزرساں — میں نالو نال معجزے ذکر کرساں
نہ مکے جے کراں سبھناں دی تفسیر — قدر مطلب اشارت کرساں تحریر

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱

سَرِ مُبارک

جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

نقطہ سر وحدت پہ یکتا درود
مرکز دور کثرت پہ لاکھوں سلام

مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام

ماہ لاہوت خلوت پہ لاکھوں درود
شاہ ناسوت جلوت پہ لاکھوں سلام

شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درود
عطر جیب نہایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

نبی اکرم، تاجدار عرب وعجم، فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ و الثناء اپنی ذات میں عظیم، نظروں میں معظم، چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح روشن، قد مبارک اعتدال کے ساتھ دراز اور سر مبارک اعتدال کے ساتھ کلاں تھا۔ (نشر الطیب۔ ص ۱۴۳)

یہی وہ سر انور ہے جو حقائق رحمانیہ و معارف ربانیہ کا گنجینہ، نبوت و حکمت سے لبریز اور علم لدنی و نور ربی سے معمور ہے۔

نبی دا گول وڈا سر معظم　　خزانہ عقل دا پر سب تھیں اعظم
خدا اس سر دے وچ عقل پایا　　تمام دین دنیا تھیں سوایا

کمال عقل

برادران ملت! یہ تو سب کو معلوم ہے کہ علوم و معارف بلکہ تمام انسانی کمالات کا دارومدار عقل پر ہے۔ جس قدر کسی کی عقل کامل ہوگی۔ اسی قدر وہ صاحب کمال ہوگا۔ لہٰذا مناسب ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے کمال عقل کے بارے میں کچھ عرض کیا جائے۔

○۔۔ ابو نعیم نے "حلیہ" میں اور ابن عساکرؒ نے حضرت وہب سے روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام لوگون یعنی کل مخلوق و بنی آدم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ایک ذرہ حقیر کے برابر فہم و دانش عطا فرمائی۔ اس میں شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل و حکمت میں سب سے زیادہ ہیں۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۱۶۶)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَرَأْتُ فِیْ اَحَدٍ وَّ سَبْعِیْنَ کِتَابًا فَوَجَدْتُّ فِیْ جَمِیْعِهَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یُعْطِ جَمِیْعَ النَّاسِ مِنْ بَدْءِ الدُّنْیَا اِلٰی اِنْقِضَائِهَا مِنَ الْعُقَلْ فِیْ جَنْبِ عَقْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ اِلَّا کَحَبَّةِ رَمْلٍ مِّنْ بَیْنِ رِمَالِ الدُّنْیَا۔ (شفا شریف ص ۳۳)

میں نے اکہتر کتابوں کو پڑھا تو سب میں مجھے یہی مضمون ملا کہ شروع دنیا سے قیامت تک اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو جو عقلیں عطا فرمائی ہیں۔ اگر ان سب لوگوں کی عقلوں کے مجموعہ کا حضور علیہ السلام کی عقل مبارکہ سے موازنہ کیا جائے تو تمام انسانوں کی عقلوں کے مجموعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل مبارکہ

Marfat.com

سے وہی نسبت ہوگی جو ریت کے ایک ذرہ کو
تمام دنیا کے ریگستانوں کے مقابلہ میں ہے۔

غور کیجئے! دنیا کی ابتداء سے قیامت تک کیسے کیسے باکمال صاحبان عقل پیدا ہوئے اور ہوں گے مگر ان تمام عقلاء کی عقلیں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کے مقابلہ میں ایسی ہیں کہ جیسے ریگستان دنیا کے مقابلہ میں ایک ذرہ سبحان اللہ! جب سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل کا کمال اتنا بلند و بالا اور عظمت والا ہے تو پھر آپ کے علوم و معارف کے کمالات کی عظمت و رفعت کا کیا عالم ہوگا۔

سر بزرگ محبوب الٰہی، گنجینہ الطاف خدائی
پر اسرار سرائر شاہی، صلی اللہ علیہ وسلم

علوم و معارف

میرے ناقص علم کی کیا تاب و طاقت کہ میں مرکز نبوت کے علوم و معارف کے بحر ناپیدا کنار کا کچھ اظہار کر سکوں، لیکن حضرت علامہ قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرتا ہوں جس سے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم و معارف کا ایک خاکہ آپکی نظروں کے سامنے آجائے گا۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وَبِحَسْبِ عَقْلِهٖ كَانَتْ مَعَارِفُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى سَائِرِ مَا اَعْلَمَهُ اللّٰهُ وَاَطْلَعَهٗ عَلَيْهِ مِنْ عِلْمِ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنَ وَ عَجَائِبِ قُدْرَتِهٖ وَ عَظِيْمِ مَلَكُوْتِهٖ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًاo حَارَتِ الْعُقُوْلُ فِيْ تَقْدِيْرِ فَضْلِهٖ عَلَيْهِ وَ حَرَسَتِ الاسُنُ رُوْنَ وَصْفٍ يُحِيْطُ بِذَالِكَ اَرْ يَنْتَهِيْ اِلَيْهِ۔ (الشفا شریف ص ۴۶)

آپ کی عقل ہی کے مطابق آپکے وہ علوم ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے آپکو مطلع فرمایا اور سکھایا یعنی ابتدائے عالم سے اب تک جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت تک ہوگا۔ قدرت خداوندی کے عجائبات اور عالم ملکوت کی بڑی بڑی نشانیاں سب کا علم خداوند عالم نے آپکو عطا فرمایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب! آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے۔ وہ سب کچھ خدا نے آپ کو سکھا دیا اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت ہی بڑا افضل ہے۔ تمام دنیا

Marfat.com

کی عقلیں آپ کے فضل و کمال کا اندازہ
کرنے سے حیران ہیں اور آپکے پورے
کمالات کو بیان کرنے سے تمام جہان کی
زبانیں گونگی ہیں، یعنی قاصر ہیں۔

سرمدور گول نورانی، چمکے نور اندر پیشانی
نہ کوئی ہویا اس دا ثانی صلی اللہ علیہ وسلم

(جام کوثر ص ۲۴)

برادران ملت! حضرت آدم علیہ الکلام کے بارے میں ارشاد باری ہوتا ہے۔

وَ عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا۔ (بقرۃ:۳۱) اور اُس (اللہ) نے آدم کو جمیع اشیاء کا علم سکھا دیا۔

مندرجہ بالا آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر بطور شاگرد ربانی کے فرمایا گیا ہے جس سے آپ کی یہ فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جس نفس قدسی کی تعلیم خود علام الغیوب نے فرمائی ہو۔ اس کا علم و فضل کیسا کامل، اکمل و مکمل ہوگا اور حضور علیہ السلام کی شان میں بھی لفظ علّم وارد ہوا ہے اور آپکو تلمیذ رب العالمین ہونے کا فخر و شرف حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ فرماتا ہے۔

وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا. (قرآن پاک ۵/۱۴) محبوب جو آپ نہ جانتے تھے۔ آپ کو سکھا دیا اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کو صرف اسماء کی تعلیم ہوئی تھی مگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسم و مسمی دونوں کی تعلیم دی گئی ہے کیونکہ لفظ عَلَّمَکَ اس پر دلالت کر رہا ہے اور آپ کو اُمی کہنے کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپکی تعلیم خطیرہ قدس میں تکمیل کو پہنچی ہے اور آپ نے کسی کے آگے زانوے ادب طے نہیں فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ جب علام الغیوب نے آپ کو اپنے تلمذ میں لے لیا تو آپ نے جملہ علوم و معارف کے دفتر کے دفتر کھول دیئے۔

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

Marfat.com

حضور معلم عالم ہیں

حضرت آدم علیہ السلام کی فضیلت یہ کہہ کر ظاہر فرمائی گئی ہے کہ آپ شاگرد ربانی ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعزاز واکرام ہے کہ آپ نہ صرف شاگرد ربانی ہیں بلکہ معلم عالم بھی ہیں۔

وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ۔ یہ نبی تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

(بقرہ:۱۵۱)

اس آیت میں حضور علیہ السلام کا ذکر بطور معلم عالم فرمایا گیا ہے، یعنی ہمارے نبی شاگرد رب العالمین اور معلم عالم ہیں۔ کتاب سے مراد شرائع الٰہیہ اور لفظ حکمت میں تمام علوم وفنون داخل ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم معلم عالم اور دانائے جملہ علوم وفنون ہیں۔

امی لقب دقیقہ دان عالم
بے سایہ و سایہ بان عالم

علم آدم کی وسعت

جمہور مفسرین کرام عَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّھَا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

عَلَّمَہٗ جَمِیْعَ اَسْمَاءِ الْمُسَمَّیَاتِ بِکُلِّ اللُّغَاتِ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السام کو تمام مسمیات کے اسماء ہر لغت اور ہر زبان میں سکھائے۔ (تفسیر کبیر ص ۱۳۴)

ہر قسم کی صنعت وحرفت، ماکولات ومشروبات، حیوانات، جمادات، نباتات و معدنیات، فلکیات وعنصریات اور آپکی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد، شہر وقریہ، بستیاں، نعیم جنت غرضیکہ دنیا کی ہر چیز کے نام سکھائے، اور نہ صرف اسماء کی تعلیم ہوئی بلکہ ان اشیاء کے بنانے کا طریقہ ان کی صفتیں، خاصیتیں، ان کا دینی ودنیاوی نفع ونقصان، انکی حقیقت اور ماہیت اور ان کا طریق استعمال بھی تعلیم فرمایا۔ حضرت علامہ حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ سات لاکھ زبانیں اور ایک سو پیشوں میں ماہر تھے۔

(تفسیر خازن۔ کبیر۔ روح البیان۔ اشرف التفاسیر ص ۲۹۰)

Marfat.com

برادران ملت! حضرت آدم علیہ السلام کا علم اس قدر وسعت کے باوجود ہمارے نبی سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے دریا کا قطرہ ہے۔ کیونکہ ان کا علم ہر اس چیز کو گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں تک الفاظ اور ناموں کی رسائی ہے، لیکن شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ان چیزوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے کہ جہاں الفاظ و نام بلکہ کسی کا خیال بھی نہیں پہنچتا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ یہاں نہ اسم کی قید ہے، نہ الفاظ و حروف کی پابندی، نیز آیت مذکورہ میں لفظ ما عام ہے جس کے عموم و اطلاق میں علم آدم بھی داخل ہے۔

کُلَّھَا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نام بھی آدم علیہ السلام کے علم سے باقی نہ بچا۔ جیسے خالق کل شیء سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا ہر چیز کا خالق ہے۔ ایسے ہی یہاں کلھا سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام ہر نام والی چیز کے عالم ہیں۔

ناظرین گرامی! یہ تو سب جانتے ہیں کہ دنیا میں اوّل سے آخر تک لاکھوں زبانیں بولی گئیں اور ہر زبان کے حروف نقش اور ان کے الفاظ علیحدہ علیحدہ پھر ہر زبان میں کروڑوں لغات۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں کروڑوں چیزیں اور ہر چیز کی لاکھوں صفات اور ہر صفت کے لاکھوں نام اور نام لکھنے اور بولنے کے لاکھوں طریقے۔ مثلاً الف لکھنے کا انگریزی میں اور طریقہ ہے۔ اردو میں اور، عربی میں اور۔ پھر مثلاً پانی کو اردو میں پانی، فارسی میں آب، عربی میں ماء ہندی میں جل، انگریزی میں واٹر اور نہ معلوم کس کس زبان میں کیا کیا کہتے ہوں گے پھر اگر لفظ پانی کو لکھا جائے تو ہر زبان کی عبارت میں علیحدہ طریقے سے مثلاً انگریزی میں (water) اور ہندی میں ( ) اور گجراتی میں ( ) اردو میں (پانی) عربی میں (ماء) وغیرہ وغیرہ طریقوں سے پھر اس پانی کے ہزاروں حالات اور ہزاروں قسمیں ہیں۔ ٹھنڈا، گرم، صاف، میلا، کھارا، میٹھا، بھاری، ہلکا، گاڑھا، پتلا، سفید، کالا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب علوم سیّدنا آدم علیہ السلام کو دیئے گئے۔ بھلا خیال تو کرو، اس علم کی کوئی حد ہے۔ نیز کُلَّھَا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات کے سارے نام

Marfat.com

بھی ان کو تعلیم فرمائے تھے۔ (اشرف التفاسیر ص ۱ /۲۹۱)

عالم اسماء

دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابورافعؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میرے لئے پانی اور مٹی کے درمیان پیش کی گئی۔

وَعُلِّمْتُ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا کَمَا عُلِّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ کُلَّهَا۔ (موہب اللدنیا ص ۳۸۰/۹)

اور میں نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح جمیع اشیاء کے نام جان لئے۔

معلوم ہوا کہ اگر آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم ہوئی تھی تو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہر شئی کے نام ہر لغت اور ہر زبان میں تعلیم ہوئے اور آپ آدم علیہ السلام کی اس صفت علم کے بھی جامع ہیں۔

لاریب ہر غائب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر، بے خبر دیکھتے ہیں

حضور کی تعلیم

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَدَّبَنِیْ رَبِّی فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ قَالَ الزَّرْقَانِیْ اَیِّ عَلَّمَنِیْ۔ (جواہر البیان۔ ص ۱/۶۷۳)

مجھے میرے رب نے پڑھایا اور بہترین تعلیم دی۔

برادران گرامی! آیات واحادیث سے روشن ہو گیا کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم خطیرہ قدس کے متعلم ہیں۔ انہیں ان کے رب نے تعلیم دی ہے اور بہترین تعلیم سے نوازا ہے۔ ذرا استاد اور شاگرد کی خاتوں کو ملاحظہ کیجیئے پڑھنے والے رحمت اللعالمین، اور پڑھانے والا رب العالمین۔ رحمٰن نے اپنے عبد خاص کو کیا پڑھایا، کتنا پڑھایا اور کتنے علوم ودیعت فرمائے۔ یہ کون بتا سکتا ہے اور کون آپ کے علم ناپیدا کنار کا ادراک کر سکتا ہے۔

ایسا امی کس لئے منت کش استاد ہو
کیا کفایت اسکو اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ نہیں

Marfat.com

حال و مستقبل کا علم

عدی بن حاتم طائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے شام سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لائے، اور بیٹھنے کے لئے تکیہ دیا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ عدی نے عرض کی کہ اس پر آپ تشریف رکھیں، لیکن رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا تو عدی اس تکیہ پر بیٹھ گئے اور خود حضور علیہ السلام زمین پر تشریف فرما ہوئے۔ عدی نے دل میں سوچا کہ یہ بادشاہ نہیں ہو سکتے کیونکہ بادشاہوں میں اس طرح کی تواضع دیکھنے میں نہیں آتی۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے عدی! تم عیسائیت اور صابیت کے درمیان کا اعتقاد نہیں رکھتے ہو (اور واقعی ان کا یہی اعتقاد تھا) انہوں نے عرض کی بیشک آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے عدی بن حاتم! تم اپنی قوم سے غنیمتوں کا چوتھا حصہ بھول کر نہیں کھاتے ہو اور یہ کھاتے تھے) کہنے لگے۔ ہاں، آپ نے سچ فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ حالانکہ یہ تمہارے دین میں جائز نہیں۔ کہنے لگے کہ بیشک آپ نے سچ فرمایا۔ (عدی کہتے ہیں کہ یہ خفیہ باتیں تھیں، جن کا حضور کو علم ہو گیا۔ اور

عَرَفْتُ اِنَّهٗ نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا یُجْهَلُ۔ میں نے دل سے پہچان لیا کہ یہ خدا کے بھیجے ہوئے نبی ہیں جو غیب کی باتیں جانتے ہیں۔

یُجْهَلُ کے معنی نامعلوم بات، جسے کوئی نہ جانتا ہو، یعنی غیب کی بات) پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عدی بن حاتم! میں بتاؤں کہ اسلام کی طرف تمہاری رغبت ہے مگر تم اسلام کیوں قبول نہیں کر رہے؟ لو سنو! تم اس لیے اسلام قبول نہیں کر رہے کہ تمہیں مسلمانوں میں مالی کمزوری نظر آتی ہے۔ خدا کی قسم! ایک وقت آئے گا کہ مسلمانوں کے پاس دولت پانی کی طرح بہتی ہوگی، حتی کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۲۔ اور تم اسلام کو اس لیے بھی قبول نہیں کر رہے ہو کہ تمہیں مسلمان تھوڑے اور ان کے دشمن کفار زیادہ تعداد میں نظر آتے ہیں۔ خدا کی قسم! ایک وقت آئے گا کہ چار دانگ عالم میں اسلام ہی کا چرچا ہوگا اور گرد و پیش سے لیکر اس قدر دور تک کے ممالک مسلمانوں کے

Marfat.com

زیر نگیں ہوں گے کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حتی کہ عورتیں تنہا اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر قادسیہ سے چل کر اس گھر کی زیارت کو آئیں گی۔

۳۔ اور تم اس خیال سے اسلام قبول نہیں کر رہے ہو کہ تمہیں مسلمانوں میں بادشاہ نظر نہیں آتے، بلکہ کافروں کے بادشاہ ہیں۔ خدا کی قسم! ایک وقت آئے گا کہ زمین بابل تک کے شاہی محلات مسلمانوں کے ہاتھ فتح ہوں گے۔ حضرت عدی کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔ اور حضور علیہ السلام نے جو تین عظیم پیش گویاں مجھے دی تھیں، ان میں سے دو کو میں نے دیکھ لیا ہے۔ وہ میری زندگی میں پوری ہو چکی ہیں اور تیسری باقی ہے، خدا کرے کہ میری زندگی میں ہی وہ بھی پوری ہو جائے۔ میں نے دیکھا کہ بابل کے سفید شاہی محل (Wightnouss) مسلمانوں کے ہاتھوں فتح ہوئے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ عورت تنہا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بے خوف و خطر چلتی ہے (اور کئی دنوں کا سفر تنہا کر کے) بیت اللہ تک پہنچتی ہے۔

تفسیر ابن کثیر ۲/۳۴۸، طبقات ابن سعد ص ۱/۶۰، قسم ثانی۔ اصابہ ص ۲/۲۶۱، اسد الغابہ ص ۳/۳۹۲، البدایہ ص ۸/۵۶۴، سیرت ابن ہشام ص ۵۷۸، قسم ثانی۔ سنن البیہقی ص ۵/۲۲۵، بخاری ص ۵/۲۳۹۔ معجزات مصطفیٰ ص ۱۸۶

غیب کی بات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں شرکت فرما کر واپس تشریف لا رہے تھے کہ ایک عورت کا قاصد آ گیا۔ اور عرض کی کہ آپ اس کے گھر تشریف لے جائیں اور کھانا کھائیں۔ آپ تشریف لے گئے کھانا لایا گیا، آپ نے کھانے پر ہاتھ رکھا اور لوگوں نے بھی ہاتھ بڑھائے۔ اچانک حاضرین نے دیکھا کہ آپ نے بوٹی منہ میں رکھتے ہی فرمایا کہ

اَخَذْتُ بِغَیْرِ اِذْنِ اَھْلِھَا۔ جس بکری کا یہ گوشت ہے اسے مالک کی اجازت کے بغیر ذبح کیا۔

اس دعوت والی عورت نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں نے بقیع کی طرف گوشت کے لئے کسی کو بھیجا تھا، نہ ملا۔ ہمارے پڑوسی کی ایک بکری کا مجھے خیال آیا۔ میں نے اسے خریدنا چاہا، لیکن بکری کا مالک گھر پر نہ تھا، اسکی بیوی نے وہ بکری کھول کر ہمارے پاس بھیج دی۔ ہم نے اس خیال سے اسے ذبح کر دیا کہ مالک کو راضی کر لیں گے اور قیمت دے دیں گے۔

Marfat.com

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ اَطْعِمِیْہِ الْاُسَارٰی۔

آپ نے فرمایا اس بکری کا گوشت قیدیوں کو کھلا دو ہم نہیں کھاتے۔

(الاصابہ ص ۲/۲۴۹، البدایہ ص ۱/۱۹۱)

خدا مطلع ساخت برجملہ غیب — علی کل شی ء خبیر آمدی
نیا مد مثال تو در دوجہاں — نذیر آمدی بے نظیر آمدی

خفیہ خط

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنا چکے تھے اور روانگی ہونے والی تھی کہ حضرت حاطب بن بلتعہ نے ایک عورت کے ساتھ اجرت طے کر کے اسے قریش کی طرف خط دیکر روانہ کیا۔ جس میں حضور علیہ السلام کے مکہ پر حملہ کرنے کی خبر تھی۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں رکھ کر کچھ اس طرح گوندھ دیا کہ کسی کو وہاں خط کے ہونے کا وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نبی سے جس کا رابطہ علام الغیوب کے ساتھ برابر جاری ہو، یہ بات کیسے مخفی رہ سکتی تھی۔ آپ نے حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ فرما کر روانہ کیا کہ مکہ کے راستے پر ایک عورت جا رہی ہے، اسے فوراً ملو اور وہ خط واپس لو، اور یہ خط حاطب بن بلتعہ نے بھیجا ہے۔ جس میں قریش کو ہمارے پروگرام کی اطلاع بھیجی جا رہی ہے۔ یہ دونوں حضرات فوراً روانہ ہوئے اور اسے خلیقہ کے مقام پر جا لیا۔ اسے اونٹ سے نیچے اتارا اور اسکی تلاشی لی مگر خط نہ نکلا۔ حضرت باب العلم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ تو آپ ہی خط نکال دے ورنہ ہم تیرے لئے باعث تکلیف ثابت ہوں گے۔ چنانچہ اس عورت نے اپنے سر کے بالوں کو ایک طرف ہو کر کھولا اور وہ خط نکال کر دے دیا۔ حضرت زبیر و علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما وہ خط لیکر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کو بلایا اور فرمایا۔ اے حاطب! تو نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت حاطب نے عرض کی۔ اے اللہ کے رسول! خدا کی قسم میں اللہ و رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرے یقین و ایمان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، لیکن واقعہ یہ ہے کہ میرا

Marfat.com

وہاں مکہ میں کوئی نہیں، صرف تنہا اہل وعیال ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ اس بہانے قریش کو میرے بچوں سے ہمدردی ہو جائے گی۔

حضرت فاروق اعظم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! یہ شخص منافق ہو گیا ہے۔ مجھے اجازت دیجیئے کہ میں اسکی گردن اڑادوں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! تجھے خبر نہیں کہ حاطب بدری مجاہدین میں سے ایک مجاہد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے بدریوں کے بارے میں فرمایا۔

اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ — یعنی جو چاہو کرو۔ ہم نے تمہیں بخشش کی پیشگی ڈگری دے دی۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّ كُمْ اَوْلِیَاءَ۔ (ممتحنة : ۱) — اے ایمان والو! تم اپنے اور میرے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطب کو ایھا الذین امنوا کہہ کر مخاطب فرمایا:

تفسیر ابن کثیر ص ۳۰۱/۲، المغازی للواقدی ص ۷۹۹/۲، اسد الغابہ ص ۳۶۱/۱، اصابہ ص ۲۹۹/۱، الاستیعاب ص ۳۱۳/۱، قسم اول سنن البیہقی ص ۱۴۶، سیرت ہشام ص ۳۹۷، قسم ثانی۔ البدایہ والنہایہ ص ۲۸۳/۴، صحیح البخاری ص ۷۲/۴

صدقے اس انعام کے قربان اس اکرام کے
ہو رہی ہے دونوں عالم میں تمہاری واہ واہ

خفیہ گفتگو

امام ہشام لکھتے ہیں کہ محبوب کریم، رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فتح مکہ کے موقعہ پر کعبہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے ان کو اذان کہنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابوسفیان بن حرب، عتاب بن اُسید، حارث بن ہشام (جو اس وقت مسلمان نہ تھے) صحن کعبہ میں بیٹھے تھے۔ عتاب بن اُسید نے کہا کہ میرے باپ اُسید کو اللہ تعالیٰ نے اس آواز کے سننے سے بچالیا، ورنہ وہ (اپنے دین کے خلاف آواز سن کر) غضبناک ہوتے۔ حارث بن ہشام بولے۔ خدا کی قسم! میں اگر یہ سمجھتا کہ یہ (محمد صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم) حق پر ہے تو میں اس کا پیروکار ہو جاتا۔ ابوسفیان بولے میں کوئی بات نہیں کہتا کیونکہ اگر میں نے کوئی بات کہہ دی تو یہ کنکریاں جو ہمارے آس پاس ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر کر دیں گی۔ اتنے میں حضور علیہ السلام ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: جو کچھ تم نے یہاں کہا، مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ پھر آپ نے ان کی کہی ہوئی ایک ایک بات بیان کر دی۔ حارث وعتاب کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

نَشْهَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ مَااَطَّلَعَ عَلٰی هٰذَا اَحَدٌ کَانَ مَعَنَا فَنَقُوْلُ اَخْبَرَکَ۔ (نوٹ: مغازی میں خالد بن ولید ہے۔)

ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ خدا کی قسم ہمارے ساتھ کوئی غیر نہ تھا۔ جس نے یہ بات سن کر آپ کو بتائی ہو۔

ابن کثیر ص ۲/ ۷۳، البدایہ والنہایہ ص ۴/ ۳۰۳، اصابہ ۲/ ۴۴۴، المغازی ص ۲/ ۸۴۶، سیرت ابن ہشام ص ۳۴۳ قسم ثانی۔

آنکہ واقف گشت براسرار ہو
سر مخلوق چہ باشد پیش او

ابوعیاش کا گھوڑا

جب عینیہ بن حصن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ لے بھاگا تو حضرت ابن الاکوع نے شور مچایا۔ حضور علیہ السلام نے اس کا شور سن کر خطرہ کا اعلان فرما دیا، صحابہ کرام میں سے حضرت مقداد بن اسود، عباد بن بشیر، سعد بن زید، اسیّد بن ظہیر، عکاشہ بن محصن، محرز بن فضلہ، ابوقتادہ، حارث بن زبعی، ابوعیاش وعبید اللہ بن زید بن صامت علی الترتیب گھوڑوں پر سوار ہو کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن زید کو امیر مقرر فرما کر فرمایا کہ تم دشمن کے تعاقب میں چلو۔ میں لوگوں کو اپنے ساتھ لئے تمہیں آ ملوں گا۔ اور ابوعیاش سے فرمایا کہ اے ابوعیاش! کیا اچھا ہوتا اگر تم یہ گھوڑا کسی ایسے شخص کو دیتے جو تم سے بڑھ کر سواری کا ماہر ہوتا تو ابوعیاش کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! میں سب سے بڑھ کر گھوڑے کی سواری کا ماہر ہوں۔ اس کے بعد میں نے گھوڑا دوڑایا۔

فَوَ اللّٰهِ مَاجَرٰی بِیْ خَمْسِیْنَ ذِرَاعًا حَتّٰی طَرَحَنِیْ۔

خدا کی قسم! بہ مشکل پچاس قدم چلا ہونگا کہ مجھے گھوڑے نے گرا دیا۔

Marfat.com

اس کے بعد مجھے سمجھ میں آیا کہ حضور علیہ االسلام اسلئے فرمارہے تھے کہ کیا اچھا ہوتا کہ تم گھوڑا کسی ایسے شخص کو دیتے جو تم سے بڑھ کر گھوڑے کی سواری کا ماہر ہوتا (یعنی آپ کو پہلے ہی معلوم تھا کہ گھوڑے سے گر جاؤں گا)۔

ثُمَّ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَخَذَ الْفَرَسَ مِنْ اَبِیْ عَيَاشٍ وَ اَعْطَاهُ مَعَاذُ بِنْ مَاعِض۔ (معجزات مصطفیٰ ص ۱۱۱)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عیاش سے گھوڑا لے کر معاذ بن ماعض کو عطا فرمایا۔

سبق

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں اور یہ کہ آپکو ہر شخص کی باطنی صلاحیتوں کا اس شخص سے زیادہ علم ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ غلاموں کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور وہ شرمندہ نہ ہوں، ستاری وچشم پوشی فرماتے ہیں۔

چشم پوشی و کرم شان شما
کارما بے باکی و اصرار ہم

کل کی خبر

یزید بن شیبہ کہتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں ایک عورت میرے قریب سے گزری تو میں نے اسکی کمر کو پکڑ کر اس کے کان سے ایک بالی کو کھینچا۔ پھر صبح کو مسجد نبوی میں گیا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بیعت فرمارہے تھے۔ میں بھی آپ کے قریب ہوا اور بیعت کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے۔ لیکن حضور علیہ السلام نے مجھ سے اپنا ہاتھ مبارک کھینچ لیا اور فرمایا: تو وہ ہی شخص نہیں جس نے کل رات گلی سے گزرنے والی ایک خاتون کو تنگ کیا۔ اور اسکی بالی نوچ لی؟ میں نے عرض کی یارسول اللہ!

اَبَا يَعْنِیْ فَوَ اللّٰهِ لَا اَعُرْدُ بَعْدَهَا اَبَدًا

اے خدا کے رسول! مجھے بیعت کر لیجئے۔ خدا کی قسم! میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

دامن میں چھپا لو مجھے دامن میں چھپا لو
پردہ مرے عیبوں کا نہ کھل جائے محمدؐ

Marfat.com

یزید بن شیبہ کہتے ہیں کہ

فَبَایَعَنِیْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ پھر آپ نے مجھے بیعت فرمالیا۔

البدایہ ص ۱۹۰/۶، الاستیعاب ص ۶۹، القسم الرابع، الاصابہ ص ۱۰۴/۵، معجزات مصطفیٰ ص ۱۵۲۔

سبق

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر غیب ونہاں کا علم عطا فرمایا ہے۔ اسلئے خفیہ طور پر بھی غلط کام کرنے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اس سے روز قیامت خدا تعالیٰ ورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور شرمندگی ہوگی۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم مصطفیٰ کے سامنے

نوٹ: علوم ومعارف کی مزید تفصیل کے لئے باب قلب مبارک وسینۂ اقدس دیکھئے۔

بادل کا سر پر سایہ کرنا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب حواریوں سے یہ بات کہی اور حضور علیہ السلام کی آمد آمد کی بشارات سنائیں اور جھوٹے مدعیان نبوت سے بچنے کی تلقین فرمائی، تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری اندریاس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کے متعلق عرض کیا۔ انجیل میں اس عرض کا تذکرہ یوں ہے کہ

Then said Andrew, "Master! tell us some sign, that we may know him."
Jesus answered, "He will not come in your time, but will come some the years" after you. when my gaspel shall be annulled, insomuch that there a shall be scarcely thirty faithful. At that time God will have mercy on world and so he with send his messenger, over whose head will rest white cloud, where by he shall be known of one elect of God, and shall be by him manifested to the world.
He shall come with great power against the ungodly, and shall destroy upon the earth. And it regoicath me because that though him over God shall be known and glorified, and I shall be known to be true.

Marfat.com

''تب اندریاس نے کہا۔ استاد! ہمیں کوئی نشانی بتا کہ ہم اسے جان لیں۔ یسوع نے جواب دیا۔ وہ تمہارے وقت میں نہ آئے گا بلکہ تمہارے چند سال بعد آئے گا۔ جب میری انجیل کالعدم کردی جائے گی۔ یہاں تک کہ بمشکل تیس (۳۰) ایماندار رہ جائیں گے۔ اس وقت خدا دنیا پر رحم فرمائے گا تو وہ اپنا رسول بھیجے گا، جس کے سر کے اوپر سفید بادل چھایا رہے گا (سایہ کرے گا) جس سے وہ خدا کا برگزیدہ جان لیا جائے گا اور خدا اسی کے ذریعے دنیا پر ظاہر ہوگا اور وہ بے دینوں پر بڑی طاقت کے ساتھ آئے گا اور زمین پر بت پرستی کو نیست ونابود کردے گا۔ اور مجھے مسرت ہے کیونکہ اسی کے ذریعے ہمارے خدا کی معرفت اور تمجید ہوگی اور میرا سچا ہونا معلوم ہوگا''۔ (انجیل برنباس ص ۸۴، باب ۷۲)

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تین سال کے ہوئے تو آپ نے اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں جانے کی خواہش کی۔ چنانچہ آپ ہر روز عصاء ہاتھ میں لیکر اپنے بھائیوں کے ساتھ نہایت شاداں وفرحاں چراگاہ جاتے اور بہ نہایت خوشی واپس آتے۔ ایک دن بہت گرم ہوا چل رہی تھی۔ مجھے افسوس ہوا کہ آپ اس تشویشناک موسم میں باہر جائیں تو آپ کی رضاعی بہن حضرت شیما رضی اللہ عنہا بولیں: امی جان! غم نہ کیجئے، جب میں آپ کے ساتھ جارہی تھی تو میں نے برکان کے درمیان ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو آپ کے سر پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ آپ جس طرف جاتے، وہ آپ کے ساتھ ساتھ اسی طرف ہولیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۶۴، قصیدۃ النعمان ص ۶۹)

بدل اک سائبان اوپر سی رہندا　　حرارت شمس دی کولوں وی بچاندا
پکھیرو اس سردا ادب کر دے　　ناں اوہدے وچ ہوا اتوں گزردے
رکھن سر سجدے جن حیوان سارے　　ملائکہ سر اپنے اس سر توں وارے

شاعر اہلسنت جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔

رفعتیں بہر سجدہ جہاں خم رہیں　　روز و شب کعبہ و لامکاں خم رہیں
بہر آداب کرو بیاں خم رہیں　　جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

فوائد

۱۔ یہ کہ آپ کا سر انور بعطائے الٰہی علوم غیبیہ کا معدن ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کا علم حضرت آدم واولاد آدم بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ ہے۔

۳۔ یہ کہ آپ لوگوں کی باطنی صلاحیتوں اور یوم غد کا باعلام اللہ علم رکھتے ہیں۔

۴۔ یہ کہ جانور اور طیور آپ کا انتہائی ادب کرتے تھے۔

۵۔ یہ کہ دھوپ میں آپ کے سر پر بادل سایہ کرتا تھا۔

Marfat.com

باب ۲

موئے مبارک

وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا　　لکۂ ابر رافت پہ لاکھوں سلام
لیلۃ القدر میں مطلع الفجر حق　　مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام
لخت لخت دل ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد الکونین، رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کے مبارک بال نہ بہت گھونگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے بلکہ دونوں کے بین بین۔ ان بالوں کی درازی میں مختلف روایات ہیں۔ کانوں تک، کانوں کے نصف تک، کانوں کی لو تک، شانوں تک، شانوں کے نزدیک تک۔

چنانچہ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطِطُ وَلَا بِالسَّبْطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا۔

(جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص ۲۶)

حضور علیہ السلام کے مبارک بال نہ تو بالکل گھونگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے بلکہ تھوڑی سی پیچیدگی لئے ہوئے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ شَعْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى نِصْفِ اُذُنَيْهِ۔ (جمع الوسائل ص ۷۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک نصف کانوں تک تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

عَظِيْمَ الْجُمَّةِ اِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ۔ (جمع الوسائل ص ۱/۱۷)

آپ کے مبارک بال بہت گنجان تھے اور کانوں کی لو تک آتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ وَ دُوْنَ وَفْرَةٍ۔ (جمع الوسائل ص ۱/۷۶)

آپ کے مبارک بال کانوں کی لو سے کچھ بڑے اور شانوں سے کم تھے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَهٗ شَعْرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ۔ (جمع الوسائل ص ۱/۲۰)

آپ کے بال مبارک کندھوں پر پڑتے تھے۔

ان روایات میں تطبیق یوں ہو سکتی ہے کہ ان کو مختلف اوقات و احوال پر محمول کیا جائے۔ یعنی جب آپ بال کٹوا دیتے تو کانوں تک رہ جاتے، پھر بڑھ کر نصف گوش، نرمۂ گوش اور کبھی شانہ مبارک تک پہنچ جاتے۔ آپ ان بالوں کے دو حصے فرماتے اور سیدھی مانگ نکالا کرتے۔ دائیں طرف سے شروع فرماتے، مانگ نکالتے وقت بالوں سے

Marfat.com

نورانی چمک نکلتی اور اکثر زیتون کا تیل استعمال فرماتے سفید بال کل سترہ یا بیس تھے۔

(انوار محمدیہ، شمائل ترمذی ص ۴۵، نشر الطیب ص ۴۳)

بہت باریک زلفاں وال کالے — کوٗ دا تیل لا الفت تھیں پالے
پھیرن کنگھی تے چمکے روشنائی — سجی طرفوں اول کر دے صفائی
ناں سدھے بہت تے ناں پیچ بہتے — کنا تے موڈھیاں تیک رہن پہئے

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وال مبارک بہتے کالے — ناں سدھے نہ گھنڈ ہڑیالے
زیتون دے آہے پالے — صلی اللہ علیہ و سلم
واللیل بیان زلفاں دا آیا — حامیماں دا حلقہ پایا
عجب عجیب کمند بنایا — صل اللہ علیہ و سلم
خم حم اشارت دسے — خ۔ ح۔ ج خوشی تھیں ہسے
نور الٰہی چھم چھم وسے — صل اللہ علیہ و سلم
کدی معلق کناں تائیں — موڈھیاں تیک بھی آکھ سنائیں
کدی وچکار اونہاندیاں جائیں — صل اللہ علیہ و سلم

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دیکھو قرآن میں شب قدر ہے تا مطلع الفجر
یعنی نزدیک ہیں عارض کے وہ پیارے گیسو
بھینی خوشبو سے مہک جاتی ہیں گلیاں واللہ
کیسے پھولوں میں بسائے ہیں تمہارے گیسو
گوش تک سنتے تھے فریاد اب آئے تا دوش
کہ بنیں خانہ بدوشوں کو سہارے گیسو
شانہ ہے پنجۂ قدرت ترے بالوں کے لئے
کیسے ہاتھوں نے شہا تیرے سنوارے گیسو

Marfat.com

تیل کی بوندیں ٹپکتی نہیں بالوں سے رضا
صبح عارض پہ لٹاتے ہیں ستارے گیسو

چشمِ سُرمگیں

جب حضور علیہ السلام صبح کو نیند سے بیدار ہوتے اور جناب ابو طالب کے بچوں کی مجلس کو اپنے جمال جہاں آرا سے آراستہ کرتے تو اسوقت ان سب کے بال بکھرے ہوئے ہوتے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گیسوئے عنبریں بغیر کنگھی کئے آراستہ ہوتے اور بغیر سرمہ ڈالے چشم عالم بین سرمگیں ہوتیں۔ (شواہد النبوۃ ص ۷۴)

برادران ملت! کافروں نے ایک مرتبہ یہ بات اڑادی کہ

اِنَّ مُحَمَّدَ وَدَّعَهُ رَبُّهُ وَقَلَاهُ۔ (روح البیان ص ۴/۶۶۱)

تحقیق محمد کو اسکے رب نے چھوڑ دیا اور دشمن بنالیا۔

اس بکواس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی۔ (پ ۳۰ رکوع ۱۸)

چاشت کی قسم، اور رات کی قسم، جب وہ پردہ ڈالے کہ تم کو تمہارے رب نے نہ چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

سبحان اللہ! محبوب کی شان وعزت بڑھانے کو جب بھی کچھ ارشاد فرمایا۔ قسم کھا کر فرمایا۔ اور یہ جو وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ۔ اِذَا سَجٰی میں قسم فرمائی۔ ایک تو اسکا یہ معنی ہے کہ چاشت کی اور رات کی قسم، لیکن مفسرین کرام نے اسکا ایک اور معنی بھی لکھا ہے کہ

واللیل زلف عنبرین

اشارت است بروشنی روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وکنائست از سیاہی موئے وے۔ (روح البیان ص ۴/۴۶۳) مطلب یہ کہ والضحیٰ سے مراد آپ کا چہرہ انور اور واللیل سے مراد آپ کی زلف معنبر ہے۔

وَالضُّحٰی بِوَجْهِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّیْلِ بِشَعْرِهٖ۔ (زرقانی ص ۶/۲۱۰)

والضحیٰ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور اور واللیل سے آپ کے موئے مبارک مراد ہیں۔

Marfat.com

لَا اِسْتَبْعَادَ لِمَایَذْکُرُہُ الْوَاعِظُ مِنْ تَشْبِیْہِ وَجْہِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ بِالضُّحٰی وَ شَعْرِہٖ بِاللَّیْلِ۔

(تفسیر نیشاپوری ص ۱۰۷/۳)

میرے نزدیک یہ کوئی اچنبا اور حیرت کی بات نہیں جو عام واعظ حضرات حضور علیہ السلام کے رخ انور کو ضحیٰ سے اور زلف عنبریں کو واللیل سے تشبیہ دیتے ہیں۔

اے کہ شرح والضحی آمد جمال روئے تو
نکتہ واللیل وصف زلف عنبر بوئے تو

(خزائن العرفان)

قسم ہے اے حبیب تیرے رخ انور کی اور قسم ہے تیری سیاہ زلفوں کی جب وہ چہرہ انور پر پھیل جائیں۔ (تفسیر سراج منیر ص ۴۴)

ھَلْ اَحَدُ الْمُذَکِّرِیْنَ فَسَّرَ الضُّحٰی بِوَجْہِ مُحَمَّدٍ وَ اللَّیْلِ بِشَعْرِہٖ؟ اَلْجَوَابُ نَعَمْ وَلَا اِسْتَبْعَا وَ فِیْہِ۔

(تفسیر کبیر ص ۵۹۶/۸)

کیا علمائے کرام میں سے کسی نے ضحیٰ کی تفسیر حضور علیہ السلام کے رخ انور اور واللیل کی تفسیر آپکی زلف عنبرین سے بھی کی ہے؟ کیوں نہیں۔ ضحیٰ سے رخ انور اور واللیل سے زلف عنبریں مراد ہے اور اس تفسیر میں کوئی اعتراض وخدشہ نہیں ہے۔

گویا خدا تعالیٰ نے یوں فرمایا کہ اے حبیب تیرے اس رخ انور کی قسم، اور ان سیاہ زلفوں کی قسم جبکہ وہ بکھر کر چہرہ تاباں کو ڈھانپ لیں۔ تمہارے رب نے نہ تمہیں چھوڑا اور نہ دشمن بنایا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی لئے فرمایا۔

ہے کلام الٰہی میں شمس وضحیٰ ترے چہرہ نور فزا کی قسم
قسم شب تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلف دوتا کی قسم

شیخ المشائخ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مکھ چن بدر شاہ شانی ایں متھے چمکے لاٹ نورانی ایں
کالی زلف تے اکھ مستانی ایں مخمور اکھیں ہن مد بھریاں

Marfat.com

شاعر اہلسنت جناب اختر الحامدی صاحب کہتے ہیں۔

شام فردوس کی نور واللیل کا　　پرتو مرحمت رحمت کبریا
وہ سحاب عطا ظل لطف خدا　　وہ کرم کی گھٹا گیسوئے مشک سا
لکۂ ابر رحمت پہ لاکھوں سلام

بوند جو بھی گری زلف نمناک سے　　کردیئے اس نے پیدا گہر خاک سے
ہیں عیاں رحمتیں گیسوئے پاک سے　　لخت لخت دل ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی عادت پہ لاکھوں سلام

حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر نہ واسطۂ روئے و موئے او بودے　　خدائے نہ گفتے قسم بہ لیل و نہار

ایک اور شاعر لکھتا ہے۔

یوں زلف جلوہ گر ہے رخ پر ضیا کے پاس
واللیل جس طرح ہو لکھی والضحیٰ کے پاس

موئے مبارک کی تعظیم

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ ھُوَ اَخَذَ شَعْرَۃً یَقُوْلُ مَنْ اَذیٰ شَعْرَۃً مِنْ شَعْرِیْ فَالْجَنَّۃَ عَلَیْہِ حَرَامٌ۔

میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے، درآنحالیکہ حضور اپنا ایک بال مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے فرما رہے ہیں: جس نے میرے ایک بال کی بھی بے ادبی کی تو جنت اس پر حرام ہے۔

(کنز العمال ص ۲۷۶/۲۔ جامع صغیر ص ۱۴۵ جلد ثانی)

صحابہ کرام علیہم الرضوان، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے اور انہیں دنیا و مافیہا سے محبوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت محمد بن سہرین تابعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

قُلْتُ بِعُبَيْدَةَ عِنْدَ نَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ اَحَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ قِبَلِ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لِاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا۔

(بخاری ص ۳۹)

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے ملے ہیں۔ (یہ سن کر) حضرت عبیدہ نے کہا کہ میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کو ہونا دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہے۔

اک وال مبارک جے ہتھ آوے
تاں بھی ستا اوہ وکاوے
دو عالم اس دی قیمت پاوے
صلی اللہ علیہ و سلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَأَیْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّم وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهٗ وَطَافَ بِهٖ اَصْحَابُهٗ فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ يَدِ رَجُلٍ۔

(مسلم شریف، کتاب الفضائل ص ۲۵۶/۳)

میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپکے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔ وہ یہی چاہتے تھے کہ آپکا جو بال بھی گرے، وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

حضور کا موئے مبارک تقسیم فرمانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (مزدلفہ سے) منیٰ میں تشریف لائے اور جمرۃ العقبہ پر کنکریاں ماریں، پھر قربانی کر کے اپنے مکان میں تشریف لائے۔

ثُمَّ دَعَا بِالْحَلَّاقِ وَنَالَ الْحَالِقَ شِقَّهُ الْاَيْمَنَ فَحَلَقَهٗ ثُمَّ دَعَا اَبَا طَلْحَةَ الْاَنْصَارِیْ فَاَعْطَاهُ ثُمَّ نَاوَلَ الشِّقَّ الْاَيْسَرَ فَقَالَ اَحْلِقْ فَحَلَقَهٗ فَاَعْطَاهُ اَبَا طَلْحَةَ فَقَالَ اَقْسِمْهُ بَيْنَ النَّاسِ۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۲۳۲)

پھر آپ نے حجام کو بلایا اور سر مبارک کے داہنی طرف کے بال مبارک منڈوائے اور ابو طلحہ انصاری کو بلا کر عطا فرمائے، بعد ازاں حضور نے بائیں طرف کے بال مبارک منڈوائے اور وہ بھی ابو طلحہ کو عنایت کئے اور فرمایا کہ ان تمام بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔

Marfat.com

ان روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک بالوں کو اس غرض سے حاصل کیا کرتے تھے کہ بطور تبرک انکو اپنے پاس رکھیں اور ان سے برکت حاصل کریں۔ حضور علیہ السلام بھی ان کو اس سے روکتے نہیں تھے بلکہ خود اپنے بال مبارک ان میں تقسیم فرماتے تا کہ یہ لوگ میرے بالوں سے برکت و رحمت حاصل کریں۔

ہمیشہ رکھے سر دے وال سارے
منائے حج ادا کر کے دودارے
تے اصحاباں نوں خود کر کے تقسیم
لئی برکت رکھے جس نال تعظیم

موئے مبارک سے شفاء

حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دیکر ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی، کیونکہ ان کے پاس حضور علیہ السلام کا موئے مبارک تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلِّم كَانَتْ تُمْسِكُهُ فِيْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ مَخَضْ حَنَفَتْهُ لَهٗ فَشَرِبَاتِ مِنْهُ۔

(بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۱)

تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا (جس سے اس کو شفاء ہو جاتی)۔

مقام حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجامت بنوا کر تمام بال ایک سبز درخت پر پھینک دیئے۔ تمام صحابہ کرام اسی درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور بالوں کو ایک دوسرے سے چھیننے لگے۔ حضرت ام امارہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی چند بال حاصل کر لئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب کوئی بیمار ہوتا تو میں ان مبارک بالوں کو پانی میں ڈبو کر پانی مریض کو پلاتی تو رب العزت اسے صحت عطا کر دیتا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۸)

شاہ ہرقل کو دردسر رہتا تھا۔ کئی علاج کئے مگر شفا نہ ہوئی۔ خوش قسمتی سے اسے حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک ملا، اسے ٹوپی میں سلا کر سر پر رکھا۔ فوراً درد

Marfat.com

کافور ہوا اور شفا حاصل ہوگئی۔ (مدارج النبوت۔ اشرف التفاسیر ص ۱۳۸)

ہو سلسلہ الفت کا جسے زلف نبی سے
الجھے نہ کوئی کام نہ پابند بلا ہو

موئے مبارک کی برکت سے فتح

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خوش قسمتی سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی کے بال میرے پاس تھے۔ میں نے انکو اپنی ٹوپی میں آگے کی طرف سی رکھا تھا۔ ان بالوں کی برکت سے عمر بھر ہر جنگ میں مجھ کو فتح و نصرت حاصل ہوتی رہی۔

(شمس التواریخ۔ اصابہ شریف)

کہے خالد میں سیتے ٹوپی اندر
طفیل انہاندی فتح ہوندی میسر

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنی شجاعت بیان فرماتے ہیں کہ وہ لشکر کفار کی طرف بڑھے، ادھر سے ایک پہلوان نکلا جس کا نام نسطور تھا۔ دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر گیا اور حضرت خالد اس کے سر پر آ گئے اور ٹوپی زمین پر جا پڑی۔ نسطور موقع پا کر آپکی پشت پر آ گیا۔ اس وقت حضرت خالد پکار پکار کر اپنے رفقاء سے فرما رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو، خدا تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپکی قوم مخزوم میں سے تھا، وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی آپکو دی۔ آپ نے اسے پہن لیا اور نسطور کا مقابلہ کیا، یہاں تک کہ اسکو قتل کر دیا۔ لوگوں نے اس واقعہ کے بعد آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کیا کی کہ دشمن تو پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگ گئے۔ جو شاید دو چار آنے کی ہوگی۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی مبارک کے بال ہیں، جو مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے فتح یاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ مبادا ان کی برکت میرے پاس نہ رہے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔

(شفا شریف۔ ص ۲۴۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶)

Marfat.com

ایک مرتبہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھوڑی سی فوج لیکر ملک شام میں "جبلہ بن الیہم" کی قوم کے مقابلے کے لئے تشریف لے گئے اور ٹوپی گھر میں بھول گئے۔ جب مقابلہ ہوا تو رومیوں کا بڑا افسر مارا گیا۔ اسوقت جبلہ نے تمام لشکر کو حکم دیا کہ مسلمانوں پر یکبارگی سخت حملہ کردو۔ حملہ کے وقت صحابہ کرام کی حالت نازک ہوگئی۔ یہاں تک کہ رافع بن عمر طائی نے حضرت خالد سے کہا کہ آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی۔ حضرت خالد نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ میں آج ٹوپی گھر بھول آیا ہوں جس میں حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ہیں۔

تار شیرازہ مجموعہ کونین ہیں یہ
حال کھل جائے جو اک دم ہوں کنارے گیسو

ادھر یہ حالت تھی اور ادھر اسی رات رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوعبیدہ کو، جو اسلامی افواج کے امیر تھے، خواب میں ملے اور فرمایا: تم اس وقت سو رہے ہو، اٹھو اور خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو، کفار نے انکو گھیر لیا ہے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اسی وقت اٹھے اور لشکر میں اعلان کروادیا کہ فوراً تیار ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ فوراً تیار ہوکر مع لشکر اسلام بڑی تیزی سے چلے راستے میں انہوں نے ایک سوار کو دیکھا جو گھوڑا دوڑاتے ہوئے ان کے آگے جارہا تھا چند تیز رفتار سواروں کو حکم دیا کہ اس سوار کا حال معلوم کرو۔ سوار جب قریب پہنچے تو پکار کر کہا۔ اے جواں مرد سوار ذرا ٹھہرو۔ یہ سنتے ہی وہ ٹھہر گیا۔ معلوم کیا تو وہ حضرت خالد بن ولید کی بیوی تھیں۔ حضرت ابوعبیدہ نے ان سے سفر کی وجہ پوچھی تو کہا: اے امیر! جب رات کو میں نے سنا کہ آپ نے لشکر اسلام میں اعلان کروایا کہ خالد بن ولید کو دشمنوں نے گھیر لیا ہے، فوراً تیار ہو جاؤ تو میں نے خیال کیا کہ وہ کبھی ناکام نہ ہوں گے، کیونکہ ان کے ساتھ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ لیکن جونہی میں نے دیکھا تو میری نظر انکی ٹوپی پر پڑی جس میں موئے مبارک تھی۔ نہایت افسوس ہوا اور اسی وقت چل پڑی کہ کسی طرح اسکو ان تک پہنچاؤں۔ حضرت ابوعبیدہ نے فرمایا: خدا تمہیں برکت دے۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ شریک لشکر ہوگئیں۔

Marfat.com

حضرت رافع بن عمرو، جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے، فرماتے ہیں کہ حالت یہ تھی کہ ہم اپنی زندگیوں سے بالکل مایوس ہو گئے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز آئی، حضرت خالد نے دیکھا کہ یہ آواز کدھر سے آئی ہے۔ جب رومیوں کے لشکر پر نظر پڑی تو کیا دیکھا کہ چند سواران کا پیچھا کئے ہوئے ہیں اور وہ بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے ہیں۔ حضرت خالد گھوڑا دوڑا کر ایک سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ اے مرد سوار: تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی ام تمیم ہوں، تمہاری ٹوپی لائی ہوں، جس کی برکت سے دشمنوں پر فتح پایا کرتے ہو۔ تم اسی وجہ سے اسکو بھول آئے تھے کہ یہ مصیبت تم پر آنی تھی۔ الغرض وہ ٹوپی انہوں نے دی اور حضرت خالد نے اسکو پہن لیا۔

راوی حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید نے ٹوپی پہن کر جب کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہو گئی۔ ملخصا (تاریخ واقدی)

برادران ملت! ان احادیث میں غور و فکر کے ساتھ اندازہ کیجئے کہ صحابہ کرام کے نزدیک ان مقدس بالوں کی کتنی قدر و منزلت تھی اور پھر وہ جلیل القدر صحابی خالد بن ولید، جن کی شان میں خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ یعنی خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔

ان کی یہ حالت ہے کہ ایسے نازک وقت میں، جب دشمن خنجر بکف ان کے سر پر تھا۔ بڑی بیتابی سے ٹوپی طلب فرما رہے تھے اور صاف صاف فرما رہے ہیں کہ میری ساری فتوحات کا باعث یہی ٹوپی ہے جس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ ایسا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے کیا انکو مشرک و بدعتی کہا جا سکتا ہے؟ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

اہل انصاف اگر توجہ فرمائیں تو مسئلہ استعانت اور وسیلہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتا ہے۔

ہے جہاں میں جنکی چمک دمک ہے چمن میں جن کی چہل پہل
وہ ہی اک مدینہ کے چاند ہیں سب انہیں کے دم کی بہار ہے

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر حضور علیہ السلام کا بال مبارک لے گئے اسکی برکت سے تمام رات انہوں نے فرشتوں کی تسبیح و تہلیل سنی۔ (مدارج النبوۃ)

Marfat.com

کفن میں موئے مبارک

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال اور ناخن مبارک منگوائے اور وصیت کی یہ میرے کفن میں رکھ دیئے جائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (طبقات ابن سعد ص ۳۰۰/۵)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ میرے کفن میں رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے بال شریف رکھ دیئے جائیں۔ (مواہب اللدنیا)

حضور علیہ السلام کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں سے ایک بال ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسکو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ چنانچہ حسب وصیت ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا گیا اور وہ اسی حالت میں دفن کئے گئے۔ (اصابہ ترجمہ انس بن مالک)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ مجھے غسل دیکر میری آنکھوں اور لبوں پر محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک رکھے جائیں تا کہ حساب قبر سے آسانی ہو۔ (مدارج النبوت۔ شان حبیب الرحمٰن ص ۴۲)

اہل ایمان پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل و کمالات مخفی نہیں ہیں۔ باوجود اسکے ان کا یہ خیال کہ تبرکات کو قبر میں اپنے ساتھ لے جائیں تا کہ حساب قبر سے آسانی ہو، تبرکات کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس قسم کی باتوں کو جو لوگ بت پرستی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں، یہ انکی زیادتی ہے۔ اصل میں یہ لوگ اسرار محبت سے ناآشنا ہیں۔

موئے مبارک کی تعظیم سے فائدہ

مولوی سیّد حسن بن نبیہ حسن مدرس مدرسہ دیوبند "ھب النسیم علیٰ نفحات الصلوٰۃ والتسلیم،" جس پر دیوبندی علماء کے اکابروں میں سے مولوی اعزاز علی و مولوی محمد شفیع کی تقاریظ ہیں اور اس کتاب کا نام "ھب النسیم" اشرف علی تھانوی صاحب نے رکھا ہے، کے صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

ایک بلخ کا رہنے والا تاجر بہت دولتمند تھا۔ علاوہ دولت کے اس کے پاس حضور علیہ السلام کے تین بال مبارک بھی تھے۔ اسکے دولڑکے تھے جب تاجر کا انتقال ہوگیا تو کل مال دونوں لڑکوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ جب ایک ایک بال مبارک دونوں نے لے لیا تو بڑا بولا کہ تیسرے بال کے دو ٹکڑے کر کے وہ بھی تقسیم کیا جائے۔ اس پر چھوٹے لڑکے نے کہا کہ میں ہرگز ہرگز گوارا نہ کروں گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے۔ بڑا لڑکا بولا۔ اگر تم کو موئے مبارک سے ایسی ہی محبت وعقیدت ہے تو ایسا کرو کہ سب مال و دولت جو تمہارے حصہ میں آیا ہے، مجھے دے دو اور تینوں بال مبارک لے لو۔ چھوٹا لڑکا اس تبادلہ پر بخوشی راضی ہوگیا اور اپنا سب مال دیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی بال لے لئے۔

اب اس کا یہ کام ہوگیا کہ ہر روز حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں کی زیارت کرتا اور کثرت سے درود شریف پڑھتا۔ قدرت باری تعالیٰ کا کرشمہ دیکھیئے کہ بڑے لڑکے کا مال دن بدن گھٹنا شروع ہوگیا اور چھوٹے کے مال میں بہ برکت موئے مبارک دن بدن ترقی ہونی شروع ہوگئی۔ کچھ دنوں کے بعد وہ چھوٹا لڑکا فوت ہوگیا۔ اس زمانہ کے ایک بزرگ خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے ان سے فرمایا لوگوں سے کہہ دو کہ جس کو کوئی حاجت حق تعالیٰ سے ہو تو وہ اس تاجر کے بیٹے کی قبر پر جائے اور اپنے حصول مدعا کے لئے وہاں جا کر دعا کرے تو اس کا مقصد پورا ہوگا۔

اس واقعہ کے بعد لوگوں میں اس لڑکے کے مزار کی بڑی عظمت ہوگئی اور لوگ وہاں جانے لگے۔ یہاں تک اس مزار کی عزت وتوقیر ہوئی کہ بڑے بڑے لوگ بھی وہاں سے سوار ہو کر نہیں گزرتے تھے بلکہ بوجہ غایت ادب پیدل چلتے تھے۔

ناظرین گرامی! اگر بہ نظر عمیق غور کیا جائے تو موجودہ دور کے نزاعی مسائل مزارات پہ جانا اور انکی تعظیم کرنا، تبرکات سے توسل وغیرہ وغیرہ اسی ایک واقعہ سے حل ہو سکتے ہیں۔

سوکھے دہانوں پہ ہمارے بھی کرم ہو جائے
چھائے رحمت کی گھٹا بن کے تمہارے گیسو

Marfat.com

ہم سیہ کاروں پہ یا رب تپش محشر میں
سایہ افگن ہوں تیرے پیارے کے پیارے گیسو

فوائد

۱۔ یہ کہ اس بے مثل محبوب کے بال مبارک بھی بے مثل ہیں۔
۲۔ یہ کہ صحابہ کرام حضور کے مقدس بالوں کو بھی بے مثل و بے نظیر مانتے تھے۔
۳۔ یہ کہ صحابہ کرام ان بالوں کو بہت ہی بابرکت اور قابل تکریم و تعظیم سمجھا کرتے تھے۔
۴۔ یہ کہ صحابہ کرام ان مبارک بالوں میں سے ایک بال کا اپنے پاس ہونا دنیا و مافیہا سے بہتر سمجھتے تھے۔
۵۔ یہ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو ایسا عقیدہ رکھنے سے منع نہ فرماتے بلکہ خود اپنے بالوں کو ان میں تقسیم کرنے کا حکم فرماتے۔

معلوم ہوا کہ انبیاء کرام و بزرگان دین کے تبرکات بطور تبرک رکھنا، ان کی تعظیم کرنا، ان سے نفع و برکت و حساب قبر کی آسانی کی اُمید رکھنا جائز ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔ جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ اگر شرک و بدعت ہوتا، تو صحابہ کرام و بزرگان دین ایسا کبھی نہ کرتے۔

Marfat.com

باب ۳

چہرہ مبارک

چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درود　　نمک آ گیں صباحت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا　　اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام
جن کے آگے چراغ قمر جھلملائے　　ان عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے　　اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

شبنم باغ حق یعنی رخ کا عرق
اسکی سچی براقت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور پُرنور، نورعلیٰ نور صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ تاباں نہایت خوبصورت رنگ مبارک چمکدار، پیشانی فراخ، ابروخم دار بالوں سے پُر اور باہم پیوستہ نہ تھیں، بلند بینی، بینی مبارک پر ایک نور نمایاں۔

چٹا چہرہ تے سرخی مارے لاٹاں　　چلن راتیں تے روشن ہون واٹاں
اوہ چہرہ نور دے شعلے ابھارے　　عجب گوشت بھرے رخسار سارے
کشادہ صاف پیغمبر دا متھہ　　دسے جیونکر صفا چاندی دا تختہ

آپ حسن کل ہیں اور حسن یوسف حسن محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تابش تھی۔ دنیا بھر کے حسین وجمیل حسن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک ہیں۔

خالق کائنات جل جلالہ الکریم نے اپنے محبوب علیہ السلام کو وہ حسن و جمال لانظیر و بے مثال عطا فرمایا کہ جس کی تعریف وتوصیف سے زبان عاجز اور قلم مجبور ہے اور آپکے حسن و جمال کی حقیقت وماہیت سمجھنے سے چشم عالم قاصر ہے۔

نبیون میں نبی ایسے امام الانبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسین ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

رب تعالیٰ غفور الرحیم اور پیارے مصطفیٰ رؤف الرحیم۔ شریک قادر قدیر کا بھی نہیں، نظیر سراج منیر کا بھی نہیں۔ ریب غفور میں بھی نہیں، عیب حضور میں بھی نہیں، رب العالمین بھی بے مثل، رحمت اللعالمین بھی بے مثل۔ وہ خدا خدائی میں بے مثال، یہ مصطفیٰ مصطفائی میں بے مثال اور پھر محبّ اس جیسا کوئی نہیں، محبوب اس جیسا کوئی نہیں۔ خالق خدا جیسا کوئی نہیں، مخلوق میں مصطفیٰ جیسا کوئی نہیں۔ طالب اس جیسا کوئی نہیں، مطلوب اس جیسا کوئی نہیں وہ بھی لاجواب، یہ بھی لاجواب، خدائی میں اس کا جواب نہیں، مصطفائی میں اس کا جواب نہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ محبوب علیہ السلام کو کسی نے پہچانا ہی نہیں جیسا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں۔

يَا اَبَابَكْرٍ وَالَّذِىْ بَعَثَنِىْ بِالْحَقِّ لَمْ يَعْرِفْنِىْ حَقِيْقَةً غَيْرُ رَبِّىْ۔

اے ابوبکر! مجھے میرے رب کے سوا حقیقتاً کسی نے پہچانا ہی نہیں۔

(مطالع المسرات ص ۱۲۹)

Marfat.com

محمد سر وحدت ہے رمز اسکی خدا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

جمالی مستور

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد شاہ عبد الرحیم رحمتہ اللہ علیہ نے حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو عرض کی۔ یا رسول اللہ! حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ قَطَّعْنَ اَیْدِیَھُنَّ پ۱۲ اور بعض اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں، لیکن آپکو دیکھ کر کسی کی ایسی حالت نہیں ہوئی، یہ کیا بات ہے؟

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنْ اَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ لَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ اَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَاَوْ یُوْسُفَ۔ (درثمین فی مبشرات النبی الامین ص ۷)

تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے، اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو، جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

یعنی فرمایا کہ میں اللہ کا محبوب ہوں اور محب کی غیرت کا یہ تقاضا ہوتا ہے کہ اس کے محبوب کو سوائے اسکے اور کوئی نہ دیکھے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے حسن و جمال کو صرف اپنے دیکھنے کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپا رکھا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اے سیّد ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَابَعَثَ نَبِیًّا اِلَّا حَسَنَ الصَّوْتِ حَسَنَ الْوَجْہِ وَکَانَ نَبِیُّکُمْ اَحْسَنُھُمْ وَجْھًا وَ اَحْسَنُھُمْ صَوْتًا اَقُوْلُ وَاَمَّا عَدَمُ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز و خوش صورت نہ ہو اور تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صورت شکل میں اور

Marfat.com

تَعَشُّقِ الْعَوَامِ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ عَلٰى يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلِغَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَهٗ كَمَا هُوَ عَلٰى غَيْرِهٖ كَمَا اَنَّهٗ لَمْ يُظْهِرْ جَمَالَ يُوْسُفَ كَمَا هُوَ عَلٰى يَعْقُوْبَ اَوْ زَلِيْخَا۔ (نثر الطیب ص ۱۷۸)

آواز میں بھی ان سب سے احسن تھے۔ میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا، جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے، بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا، غیروں پر ظاہر نہیں کیا۔ جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا، وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا گیا۔

بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کہتے ہیں۔

زہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی ص ۵)

کسی کو کما حقہ حسن محمدی کے دیکھنے کی طاقت نہیں

حسن محمدی حسن مکمل ہے۔ آپ کا مکمل حسن ظاہر نہیں کیا گیا۔ حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

فَاَعْطَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمُ اَلْحُسْنُ كُلًّا قَالَ الْقُرْطُبِيُّ لَمْ يَظْهَرْ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلِّمْ رَفَقًا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّهٗ لَوْ ظَهَرَ لَنَا تَمَامُ حُسْنِهٖ لَمَا طَاقَتْ اَعْيُنُنَا رَؤْيَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلِّمْ۔ (انوار محمدیہ ص ۸۷۔ زرقانی شریف ص ۱۹۸/۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو حسن تمام عطا فرمایا ہے۔ امام قرطبی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے، ورنہ ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھتیں۔

Marfat.com

ہے انہیں کے نور سے سب عیاں ہے انہیں کے جلوہ میں سب نہاں
بنے صبح تابش مہر سے رہے پیش مہر یہ جاں نہیں

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ جَمَالُ نَبِیُّنَاصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمُ کَانَ فِیْ غَایَۃِ الْکَمَالِ وَ اَنَّ جُمْلَۃِ صَفَائِہِ وَ کَثِیْرَۃَ ضِیَائِہِ مَارُوِیَ اِنْ صُوْرَتَہٗ کَانَ یَقَعُ نُوْرَھَا عَلَی الْجِدَارِ لٰکِنَّ اللّٰہ سَتَرَ عَنْ اَصْحَابِہٖ کَثِیْرًا مِنْ ذٰالِکَ الْجَمَالِ الذَّاھِرِ وَ الْکَمَالِ الْبَاھِرِ اِذْ لَوْ بَرَزَ اِلَیْھِمْ لَصَعَبَ الْنَظَرَ اِلَیْہِ عَلِیْھِمْ۔

(جمع الوسائل بشرح الشمائل ص ۶۷)

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال انتہائی درجہ کمال پر تھا اور یہ روایت آپ کی انتہائی رعنائی اور کثرت نورانیت پر دال ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر منیر کا نور دیواروں پر پڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کے روشن جمال اور نورانی کمال کو اصحاب کی نگاہوں سے پوشیدہ رکھا۔ اگر پوری آب و تاب سے جلوہ فگن ہوتا تو صحابہ کرام کو آپ کے چہرہ انور کی طرف دیکھنا مشکل ہو جاتا۔

کہاں وہ مرتبہ کہاں وہ عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار

(قصائد قاسمی ص ۵)

حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ بَعْضَ الصُّوْفِیَۃِ اَکْثَرَ النَّاسِ عَرَفُوْ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَا عَرَفُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّم لِاَنَّ حِجَابَ الْبُشْرِیَّۃِ عَظٰی اَبْصَارِھِمْ

(جمع الوسائل بشرح الشمائل ص ۹ سراج میز ص ۱۰)

صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اکثر لوگوں کو حاصل ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت تامہ کسی کو بھی حاصل نہیں۔ اس لیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بشری حجاب انکی آنکھوں کیلئے پردہ ہے یعنی آپکا بشری لباس آپکی حقیقت نفس الامری کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرق تا بقدم ہمہ نور بود کہ دیدہ ء حیرت در جمال وکمال خیرہ می شود و مثل ماہ و آفتاب تاباں و روشن بود۔ اگر نقاب بشریت نپوشیدہ بودے ہیچ کس را مجال نظر و ادراک حسن او ممکن نہ بودے۔

(مدارج النبوۃ۔ جلد اول ص ۱۰۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک سے لے کر قدم مبارک تک بالکل نور تھے۔ آپکے جمال وکمال کو دیکھنے سے آنکھ چندھیا جاتی تھی، چاند اور سورج کی مانند روشن اور چمکدار تھے۔ اگر آپ لباس بشری میں نہ ہوتے تو کسی کا آپکی طرف نظر بھر کر دیکھنا اور آپکے حسن کا ادراک ممکن نہ ہوتا۔

طور کی مانند جل کر راکھ ہوتا سارا جہاں
گر یہ آتا بشریت کا جامہ چھوڑ کر
پتھر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں
معلوم ان کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں

اگر جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک پردہ اٹھ جائے تو عالم کی کیا مجال جو ان کی تجلیات وانوار کی تاب لا سکے۔

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

مگر اس کے باوجود اس حجاب سے جو حسن کی کرنیں ظاہر ہوتی تھیں، وہ بھی حسن یوسف سے بدرجہا افضل واعلیٰ تھیں۔ کوئی انہی کرنوں کو دیکھ کر چہرہ اقدس کو چاند کہتا ہے اور کوئی سورج اور کوئی وصف رخ سے عاجز آ کر مقام حیرت میں یہ جملے زبان پر لاتا ہے۔

لَمْ اَرَ مِثْلَهٗ وَ لَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔

(ترمذی۔ مشکوۃ ص ۵۱۷)

ایسا حسین وجمیل نہ تو ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد۔

بلبل نے گل انکو کہا قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں

حسن حضور

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر مسرت وخوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرہ ء اقدس ایسا چمکدار ہو جاتا۔

Marfat.com

كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ۔ گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

(بخاری۔ مسلم۔ خصائص کبریٰ ص ۱۔۲۷)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام کا حسن نرالا تھا۔ بدن کا رنگ نورانی تھا اور

لَمْ يَصِفْهُ وَصْفٌ قَطُّ اِلَّا شَبَّهُ وَجْهَهٗ بِالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۶۷۔ زرقانی علی المواہب ۴/۲۲۵) جو بھی آپ کا وصف بیان کرتا چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا ہے۔

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ہے ابروئے حبیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور لامع النور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ

كَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ فِيْ وَجْهِهٖ۔ آفتاب چہرہ مبارک میں جاری ہے۔

(حجۃ اللہ ص ۴۷۹۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔ عصیدۃ الشہدہ ص ۱۰۴۔ ترمذی ص ۲/۲۰۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۱۸۰۔ انوار محمدیہ ص ۱/۸۰)

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک لمبا تھا؟ آپ نے جواباً فرمایا۔

لَابَلْ مِثْلُ الْقَمَرِ وَالشَّمْسِ مُسْتَدِيْرًا۔ نہیں بلکہ چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

مسلم ص ۲/۲۵۸۔ بخاری ص ۲/۲۰۴۔ خصائص کبریٰ ۱/۱۷۸۔ مواہب اللدنیا ص ۱/۲۴۹۔ انوار المحمدیہ ص ۱۲۴۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱/۱۵۱۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۸۔ شمائل ترمذی ص ۲۔ دارمی ص ۳۴۔ منتخب الصحیحین ص ۱۳۶۔ رحمۃ اللعالمین ص ۴۷۱)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ابو ہند بن ابی ہالہ سے، جو فصیح و بلیغ اور عرب کے علم و ادب اور وصف بیان کرنے میں بڑے مانے ہوئے تھے، آپ کے نور جمال کے اوصاف بیان کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے جو بیان کیا۔

Marfat.com

وَفِيْهِ يَتَلَا لَؤُ وَجْهُهٗ تَلَالُؤَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔ (شمائل ترمذی ص ۲۔ مجمع الزوائد ص ۲۷۹/۸)

اس میں یہ بھی بیان کیا کہ آپ کا چہرہ اقدس چودھویں رات کے چاند جیسا روشن تھا۔

جواہر البحار ص ۳۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱۸۸/۱۔ دلائل النبوت ص ۲۲۰/۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۷۹۔ خصائص مصطفیٰ ص ۲۳۔

چاند سے زیادہ حسین

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ صرف تشبیہ ہی تھی۔ حقیقت میں آپ کا رخ انور چاند سے زیادہ روشن تھا۔ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چودھویں رات کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر محبوب علیہ السلام پر، کہ ان میں سے کون زیادہ خوبصورت ہے۔

فَاِذَا هُوَ اَحْسَنُ عِنْدِیْ مِنَ الْقَمَرِ۔

دارمی۔ شمائل ترمذی ص ۲، مشکوٰۃ ص ۵۱۸

تو مجھے یہی معلوم ہوا کہ آپ کی نورانیت اور حسن چاند سے کہیں بڑھ کر زیادہ ہے۔

اشعۃ اللمعات فارسی جلد دوم۔ مواہب اللدنیہ ص ۲۵۰/۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۷۸/۱۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱۵۲/۱۔ رحمۃ اللعالمین ص ۲۷۲/۲۔ قصص الانبیاء فارسی ص ۲۶۶۔ انوار محمدیہ ص ۱۲۴۔ الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۷۷۔

حسن ہے بے مثل صورت لاجواب
میں فدا تم پر آپ ہو اپنا جواب

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَتٰی یَبْدُ فِی اللَّیْلِ لُبَهْیُمِ جَبِیْنُهٗ یَلُوْحُ مِثْلِ مِصْبَاحِ الدُّجٰی الْمُتَوَقِّد

جب اندھیری رات میں آپ کی پیشانی ظاہر ہوتی تو تاریکی کے روشن چراغ کی مانند چمکتی۔

زرقانی ص ۹۱/۴۔ دلائل النبوت ص ۲۲۶/۱۔ الاستیعاب ص ۳۴۱/۱۔ انوار محمدیہ ص ۸۲/۱

امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ وَجْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ كَدَارَةِ الْقَمَرِ۔

رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا رخ انور چاند کی طرح منور تھا۔

انوار محمدیہ ص ۱۲۵۔ خصائص کبریٰ ۱۷۹/۱۔ مواہب اللدنیا ص ۲۵۰/۱۔ حجۃ اللہ ص ۶۸۹۔

Marfat.com

حضرت ربیع بنت معوذ صحابیہ ہیں۔ان سے حضرت عمار بن یاسر کے پوتے نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ حلیہ مبارک بیان کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ۔

لَوْرَاَیْتَهٗ رَاَیْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً۔ اے بیٹے! اگر تو ان کے حسن مبارک کو دیکھتا تو دیکھتے ہی پکار اٹھتا کہ سورج طلوع ہو رہا ہے۔

دارمی ص ۲۳۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱/۱۵۴۔ انوار محمدیہ ص ۱۲۵۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۱۷۹۔ مواہب اللدنیا ص ۱/۲۵۱۔ رحمۃ اللعالمین ص ۲/۴۷۲۔ دلائل النبوت از ابونعیم ص ۳/۲۲۰۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۹۔

بہت عجیب سفید پیشانی — جھال نہ جھلے چن نورانی
لاٹ حسن جاوے آسمانی — صل اللہ علیہ و سلم
متھے ول کدی نہ پایا — کھلا متھا نور سہایا
اللہ رنگ امت نوں لایا — صل اللہ علیہ و سلم
در رخسارے سوہنے سارے — چمکن نور پون لشکارے
عاشق کر دے جاناں وارے — صل اللہ علیہ و سلم

(جام کوثر ص ۲۶)

بے مثل

علامہ قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ ایک ہمدانی عورت نے آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ جب وہ اپنے وطن مالوف واپس لوٹی تو ابو اسحاق نے اس عورت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھا۔

قَالَتْ کَا الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ۔ (فتح الباری شرح بخاری ص رات کے چاند کی طرح تھا۔ میں نے آپ ۳۶۱/۶۔ مواہب اللدنیا ص ۱/۲۵۰۔ خصائص کبریٰ ص جیسا صاحب جمال و صاحب کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد۔ ۱۷۹/۱۔ دلائل النبوت للبیہقی ص ۱/۱۵۳۔

رخ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ کہ اب کوئی دوسرا آئینہ
نہ ہماری بزمِ خیال میں نہ دکان آئینہ ساز میں

Marfat.com

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ نَبِیُّکُمْ صَبِیْحُ الْوَجْہِ کَرِیْمُ الْحَسَبِ حُسْنُ الصَّوْتِ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۶۷)

کہ تمہارے نبی نمکین حسن، اعلیٰ نسب اور اچھی آواز والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کی قسم
وہ مسیح دل آرا ہمارا نبی

آپ کے نور سے دیواریں چمکتی تھیں

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لِاَنَّ وَجْھَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ کَانَ شَدِیْدَ النُّوْرِ بِحَیْثُ یَقَعُ نُوْرُہٗ عَلَی الْجِدَارِ اِذَا قَابَلَھَا۔ (زرقانی ص ۶/۳۱۰)

حضور علیہ السلام کا چہرہ مبارک اس قدر نورانی تھا کہ جب اسکی نورانیت دیواروں پر پڑتی تو وہ چمک اٹھتیں۔

چہرے پہ قربان شمس و قمر
زلفوں پہ تصدق شام و سحر
رخساروں پر ٹھہرے کس کی نظر
تیرے منہ کی جلا کا کیا کہنا

حضرت علامہ قسطلانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ۔

اَیْ یُضِیْءُ فِی الْجُدُرِ اَیْ یَشْرُقُ نُوْرُہٗ عَلَیْھَا اَشْرَاقًا کَاَشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَیْھَا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک دیواروں پر اس طرح چمکتا اور روشن ہوتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر جب پڑتی ہے تو چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

(مواہب اللدنیا ص ۱/۲۷۱، مطبوعہ مصر)

تاریک گھر روشن ہو جاتے

حضرت علامہ فاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یُضِیْءُ الْبَیْتَ الْمُظْلِمَ مِنْ نُوْرِہٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندھیرے گھر کو اپنے نورانی چہرہ اقدس سے روشن کر دیتے تھے۔

(مطالع المسرات ص ۱۰)

Marfat.com

وہ نور مجسم صل علی جس سمت گزرتے جاتے تھے
تاریکیاں مٹتی جاتی تھیں انوار بکھرتے جاتے تھے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اَدْخُلُ الْخَيْطَ فِيْ الْاِبْرَةِ حَالَ الظُّلْمَةِ لِبِيَاضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ

میں اندھیری راتوں میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کی چمک سے سوئی میں دھاگہ ڈال لیا کرتی تھی۔

حاشیہ نسیم الریاض ص ۲۲۸/۱، مطبوعہ مصر۔ قصص الانبیاء فارسی ص ۲۶۶، خصائص الکبریٰ ص ۱۵۶ جلد اول۔

وہ کمال حسن حضور ہے کہ گمان نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

تبسم سے سوئی مل گئی

سیّدہ طیبہ عارفہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كُنْتُ اُخِيْطُ فِيْ السَّحْرِ فَسَقَطَتِ الْاِبْرَةُ فَطَلَبْتُهَا فَلَمْ اَقْدِرْ عَلَيْهَا فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ فَتَبَيَّنَتُ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ۔

میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی گر گئی۔ بڑی تلاش کے باوجود سوئی نہ ملی، اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کمرہ میں تشریف لائے تو ان کے چہرہ مبارک کے نور کی شعاعوں سے سوئی مل گئی۔

نعمت کبریٰ ص ۴۳۔ جواہر البحار ص ۸۱۴، نسیم الریاض ص ۳۲۸، القول البدیع ص ۱۴۷، عصیدۃ الشہدہ ص ۱۰۲، خصائص الکبریٰ ص ۱۵۶/۱، مطالع المسرات ص ۲۳۹، حجۃ اللہ ص ۶۸۸۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

سنائی بی بی عائشہ اک عجب بات — کھڑائی میں سوئی وچ کالڑی رات
رسول اللہ مرے گھر اندر آئے — لدھی سوئی جاں روشن مکھ دکھاوے

جمال بے مثال

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلِّمْ اَذْهَرَ اللَّوْنَ اَىْ اَبْيَضُ نَيِّرًا كَاَنَّ عَرَقَهُ اللُّؤْلُوءُ۔

رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ والے روشن آفتاب تھے اور آپ کے پسینہ کے مبارک قطرات چمکدار موتی تھے۔

دارمی شریف ص ۱/۳۳، خصائص کبریٰ ص ۱/۱۸۴، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۶، دلائل النبوت للبیہقی ص ۱/۱۵۵، رحمتہ اللعالمین ص ۲/۱۷۴، انوار محمدیہ ص ۱/۸۲۔

امام سہیلی رضی اللہ عنہ حدیث ہذا کی شرح فرماتے ہیں کہ

اَلذَّهْرَةُ فِىْ اللُّغَةِ اَشْرَاقٌ فِىْ اللَّوْنِ وَ اِنَّ الذَّهَرَ اِسْمُ الْاَبْيَضُ مِنَ النُّوْرِ۔

زہرہ لغت میں چمکیلے رنگ کو کہتے ہیں۔ بیشک ازہر (اسم تفضیل) کے معنی بہت نورانی اور نہایت روشنی کرنے والے کے ہیں۔

مناوی شرح شمائل ص ۱/۳۶۔ شرح مرقات ص ۵۱۶، شرح شمائل محمدیہ ص ۱۹، سراج منیر ص ۸۸۔

نہایہ ابن اثیر میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسرور و خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک مثل آئینے کے ہو جاتا کہ اس میں اشیاء کا عکس نظر آتا اور دیواریں آپ کے چہرہ میں نظر آجاتیں۔ (زرقانی علی المواہب ص ۴/۸۰)

اک حسن کا دریا ہے اک نور کا طوفان ہے
اس پیکر خاکی میں یہ کون خراماں ہے

حسن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بزبان حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا

قبیلہ سعد کی عورتوں کی ایک جماعت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئی جن میں حضرت حلیمہ بھی شامل تھیں۔ جب وہ آفتاب رسالت حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے کے لئے حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے کاشانہ اقدس میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے وہاں جو جنت نگاہ نظارہ دیکھا تھا، اسکو انہی کے الفاظ میں سنیئے۔ آپ فرماتی ہیں۔

فَاَشْفَقْتُ اَنْ اَوْ قَضَهُ مِنْ نَوْمِهٖ لِحُسْنِهٖ وَ جَمَالِهٖ فَدَنَوْتُ مِنْهُ رَوَيْدًا فَوَضَعْتُ يَدِىْ عَلٰى صَدْرِهٖ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا وَ فَتَحَ عَيْنَيْهِ لِيَنْظُرَ

میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام آرام فرما ہیں۔ آپکے بے پناہ حسن و جمال کو دیکھ کر میں حیرت زدہ ہو کر رک گئی اور حضور علیہ السلام کو نیند سے بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا۔

Marfat.com

اِلَیَّ فَخَرَجَ مِنْ عَیْنَیْهِ نُوْرٌ حَتّٰی دَخَلَ اِلَی السَّمَآءِ۔ (مواہب اللدنیا ص ۱۴۳، ج:۱)

پھر میں آہستگی سے حضور کے قریب آئی اور حضور کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی محبت آفرین نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگے اور میں نے اپنی زندگی میں پہلی بار یہ حیرت افزا منظر دیکھا کہ آپ کی حسین و جمیل نگاہوں سے نور نکل نکل کر آسمانی فضاؤں میں داخل ہو رہا تھا۔ (انوار محمدیہ ص ۱۹)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب
سچے سورج وہ دل آرا ہے اجالا تیرا

ناظرین! اللہ تعالیٰ جل جلالہ الکریم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایسا حسن و جمال بخشا، جسکو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ مگر سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ حسن و جمال عطا ہوا کہ جس کے دیکھنے کے لئے خود حضرت یوسف علیہ السلام بے تاب ہو گئے، اور جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نظارے کی تمنا ان کے قلب میں مچلنے لگی۔ گویا حسن یوسف پر زنان مصر فریفتہ ہو گئیں اور حسن محمدی پر حضرت یوسف شیدا ہو گئے۔

یوسف سا حسین اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رد نظر آیا

حسن کل

حضرت امام ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن دیا گیا تھا۔ مگر حضور علیہ السلام کو بارگاہ لم یزل سے جو حسن و جمال، خوبی و کمال عطا ہوا، وہ کسی کو نہ ملا۔ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لَمْ یُؤْتَ یُوْسُفُ اِلَّا شَطْرَ الْحُسْنِ وَ اُوْتِیَ نَبِیُّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ جَمِیْعَہٗ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۸۲/۲)

حضرت یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا حسن دیا گیا۔

معلوم ہوا کہ جمال یوسفی جس پر زنان مصر شیدا تھیں، وہ حضور کے حسن کا ایک حصہ بلکہ ایک شمہ تھا۔

اِلَّا شَطْرُ الْحُسْنِ کا مطلب یہ ہی ہے کہ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پرتو عالم پر چمکا اور اسی سے ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ملا اور باقی سارے جہان میں تقسیم ہوا۔ شمس وقمر، زہرہ ومشتری میں وہی نور درخشاں ہے۔ زمین وآسمان، عرش وکرسی میں وہی نور تاباں ہے۔ عرش پر اسی کی چمک ہے۔ فرش پر اسی کی جھلک ہے۔ جنت میں اسی کی مہک ہے۔ سینۂ عشاق میں اسی کی کھٹک ہے۔ مستوں کو اسی کی لٹک ہے۔ زبانوں پر اسی کی چمک ہے۔ ہر جام عشق میں اسی کی جھلک ہے۔ ہر حسن میں اسی کا نمک ہے۔ یعنی ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آن
ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

برادران ملت! غور کیجئے کہ زنان مصر نے حسن یوسفی کے نظارے کی تمنا کی اور دیکھ لیا۔ مگر حسن نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے کی کس میں تاب ہے۔ صانع کمال نے یہ جمال اپنے دیکھنے کو بنایا ہے اور اپنی محبوبیت کے لئے اسے پسند فرمایا ہے۔

واہ کیا حسن ہے اے سیّد ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

زنان مصر نظارہ حسن یوسفی میں ایسی محو ہوئیں کہ شعور کھو بیٹھیں اور عالم بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ لیئے۔ مگر جمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کون دیکھ سکتا ہے۔ قادر مطلق نے اپنے محبوب علیہ السلام کے چہرہ انور پر ستر ہزار پردے ہیبت وجلال اور رحمت وجمال کے ڈال رکھے ہیں۔ چشم عالم نظارہ جمال مصطفویہ سے دور ومہجور ہے اور عقول بشریہ اس کے ادراک سے قاصر ہے۔ اس کے باوجود جمال محمدی کا یہ عالم ہے کہ وہاں صرف ہاتھ کٹے تھے اور یہاں حسن محبوب پر مردان عرب نے سر کٹا دیئے۔ (جامع الصفات ص ۱۷)

Marfat.com

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رنگ مبارک فخم مفخم — جسم جسیم سیم مجسم
نور و نور وسیم موسم — صل اللہ علیہ و سلم
متھا حضرت بہت کشادہ — روشن نوروں سی آمادہ
بے چین صاف صفا زیادہ — صل اللہ علیہ و سلم
رخسارے بھی بہت نورانی — حوراں دیکھ ہوون قربانی
عاشق کر دے جان فشانی — صل اللہ علیہ و سلم
یوسف جہے لکھ غلاماں — دوروں آون کرن سلاماں
میں ول نظر کریں سلطاناں — صل اللہ علیہ و سلم
یوسف جہے گھول گھماون — جے اک واری جھاتی پاون
حوراں بھی قربان ہو جاون — صل اللہ علیہ و سلم

جناب سیّد مرغوب احمد اختر الحامدی فرماتے ہیں۔

جس کے چہرے پہ جلووں کا پہرا رہا — نجم و طٰہٰ کے جھرمٹ میں چہرا رہا
حسن جس کا ہر اک "چھب" میں گہرا رہا — جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبین سعادت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی! حضور پرنور، نور علی نور، شافع یوم النشور سیّد مرسلاں، شفیع عاصیاں، نبی غیب داں، وسیلہ بیکساں، سیاح لامکاں، مالک کون ومکاں، محبوب رب دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی تعریف وتوصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں۔

صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرہ انور کے حسن وجمال، خوبی وکمال کو کن لفظوں سے بیان کریں۔ آخر ان کی نظر چاند وسورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی دوسری چیز روشن نہیں، اس لیے وہ حسن نبوی کو چاند سے تشبیہ دیکر بیان فرمادیتے ہیں۔ ورنہ بقول کسے ؎

Marfat.com

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو
میں ان کے نقش پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

اس لیئے کہ

چاند سے تشبیہہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
چاند کے منہ پر ہیں چھائیاں مدنی کا چہرہ صاف ہے

مولوی صمصام صاحب اہلحدیث اپنے رسالہ حلیہ شریف میں لکھتے ہیں۔

آوے سمجھ نہ خبرے میں کی ڈٹھا اینویں سر لیاں پھر لیاں ماردا اے
کوئی قمر آکھے کوئی بدر سمجھے چند چودھویں رات شمار دا اے
نکلے ایڈ شعاع سبحان اللہ پر تو کندھ تے پوے رخسار دا اے
کدے وچہ چہرے کندھاں دسدیاں تے شیشے وانگ رخسار دلدار دا اے
متھا ہسدا نور خلیق چوڑا غصے نالی نہ تیوڑیاں مار دا اے
اماں عائشہ قربان حیران ہوئی مڑھکا متھے وچ نور ابھار دا اے

چاند اور سورج کی تشبیہہ

چاند اور سورج کی تشبیہہ کے متعلق ملا علی قاری رحمتہ الباری فرماتے ہیں کہ

تَشْبِیْهُ بَعْضَ صِفَاتِهٖ بِنَحْوِ الشَّمْسِ وَ الْقَمَرِ اِنَّمَا جَرَیٰ عَلٰی عَادَةِ الشُّعَرَاءِ وَ الْعَرَبِ وَ اِلَّا فَلَا شَیْءَ بِمَا دَلَّ شَیْأً مِنْ اَوْصَافِهٖ اِذْهِیَ اَعْلٰی وَ اَجَلَّ مِن کُلِّ مَخْلُوْقٍ۔

(جمع الوسائل بشرح الشمائل)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض صفات مبارکہ کو چاند اور سورج سے تشبیہ دینا یہ شاعروں اور عربی ادیبوں کی عام عادت اور طریقہ ہے۔ وگرنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی صفت مبارکہ سے کوئی شے برابری اور ہمسری نہیں کر سکتی، اس لئے کہ آپکی ہر صفت تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہے۔

بیاں ہو کس سے کمال محمد عربی
ہے بے مثال جمال محمد عربی

Marfat.com

غرضیکہ چہرہ ءنبوی صلی اللہ علیہ وسلم حسن و جمال ایزدی کا مظہر اور خوبی و کمال کا معدن ہے۔

خامہ ء قدرت کا حسن دستکاری واہ واہ
کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن و جمال رب تعالیٰ کی پوری کائنات میں بے مثال تھا۔
۲۔ یہ کہ آپ کا بے مثل جمال ستر ہزار حجاب میں محجوب تھا۔
۳۔ یہ کہ چہرہ ءنبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر دیواروں پر پڑتی تھیں۔
۴۔ یہ کہ آپ کے حسن و جمال لامثال سے تاریک گھر روشن و منور ہو جاتے تھے۔
۵۔ یہ کہ آپ کے چہرہ ءپاک کا حسن و جمال تشبیہات سے مبرا و منزہ تھا۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۴

چشمان مبارک

ان کی آنکھوں پہ وہ سایہ فگن مژہ — ظلہ ء قصر رحمت پہ لاکھوں سلام
اشکباری مژگاں پہ برسے درود — سلک در شفاعت پہ لاکھوں سلام
جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا — اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام
نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور اکرم، تاجدار عرب وعجم، فخر آدم و بنی آدم حضرت ابوالقاسم محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مقدس اور نورانی آنکھیں نہایت ہی خوب صورت اور باکمال تھیں۔ قدرت الٰہی سے سرگیں کہ سرمہ کے بغیر معلوم ہوتا کہ سرمہ لگا ہوا ہے۔

موٹیاں اکھیں زینت بھریاں — سرمے قدرت لائیاں جھڑیاں
صدقے جاون حوراں پریاں — صل اللہ علیہ وسلم

مولوی غلام رسول صاحب فرماتے ہیں کہ

اکھاں وچہ قدرتی سرمے دی دھاری
دلاں نوں قتل کردی جیوں کٹاری

آنکھوں کی سفیدی میں باریک سرخ ڈورے تھے، جن کو علامات نبوت میں شمار کیا گیا ہے۔ پلکیں نہایت خوشنما اور لمبی تھیں۔ سبحان اللہ!

جیویں جھکیاں کماناں ڈنگے ابرو — ملے ہوئے سیاہ باریک تر مو
تلے وت موٹیان اکھیں کشادہ — رہے ہر وقت وچہ سرمہ زیادہ
لے گوشے تے پلکاں صف کشیدہ — دسن اکھیں تے پاون نور دیدہ
نگاہ نیویں شرم دے نال پاون — کسے دے عیب ویکھن تے چھپاون

نگاہ حضور

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ اِنِّی اَرٰی مَالَاتَرَوْنَ۔ — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے۔

(ترمذی ص ۵۵۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۷)

برادران ملت! دنیا میں بڑی بڑی دور تک دیکھنے والی آنکھوں والے موجود ہیں۔ مثلاً

۱۔ عزرائیل علیہ السلام کہ کائنات عالم کے تمام جاندار ہر وقت ان کی نظروں کے سامنے ہیں۔ دنیا بھر میں جس کی موت کا وقت آجاتا ہے فوراً اسکی روح قبض کرتے ہیں۔

۲۔ منکر نکیر کی آنکھیں ساری دنیا کے مردوں کو ہر وقت دیکھتی رہتی ہیں۔ اور ہر میت کے

Marfat.com

پاس پہنچ کر سوالات کرتے ہیں۔

۳۔ میکائیل علیہ السلام تمام دنیا والوں کی روزی کا بحکم الٰہی انتظام کرتے ہیں۔ مخلوق کے رزق کو ان کی آنکھیں دیکھتی رہتی ہیں۔ مگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اے آنکھ والو! تمہاری آنکھیں کتنا ہی زیادہ کتنا ہی دور تک دیکھنے والی کیوں نہ ہوں مگر پھر بھی جو میں دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ سبحان اللہ!

دل فرش پر ہے تیری نظر سر عرش پر ہے تیری گزر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضور آگے اور پیچھے برابر دیکھتے تھے

بخاری و مسلم کی روایات میں آیا ہے کہ

اَتِمُّوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَارَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۸۲۔ نسائی ص ۱/۱۳۸)

یعنی لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو، کیونکہ خدا کی قسم! میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

حضرات گرامی! حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک کی شان اعجاز اور انکی معجزانہ نگاہ نبوت کا کیا کہنا کہ آج تک دنیا میں کسی آنکھ کو یہ کمال نصیب نہیں ہوا کہ وہ بیک وقت آگے اور پیچھے کی چیزوں کو دیکھ لے بلکہ تمام فلاسفر اور ماہرین نظر کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کے لئے یہ شرط ہے کہ دیکھی ہوئی چیز آنکھ کے سامنے ہو، اس لیے کہ کوئی آنکھ پیچھے کی چیزوں کو نہ آج تک دیکھ سکی ہے، نہ آئندہ دیکھ سکتی ہے مگر رحمت عالم، نور مجسم کی مقدس آنکھوں کا یہ معجزہ ہے کہ وہ بیک وقت آگے اور پیچھے دونوں طرف دیکھ لیتی ہیں۔

چنانچہ صاحب مرقات اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

وَھِیَ مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِیْ اُعْطِیْھَا صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۸۲)

یعنی یہ ان معجزات میں سے ہے جو حضور علیہ السلام کو عطا کئے گئے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ قَالَ ھَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِیْ ھٰھُنَا فَوَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ اِنِّیْ لَارَاکُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ ص ۱۵۲/۱، خصائص کبریٰ ص ۱۵۸/۱، انوار محمدیہ ص ۱۵۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرا منہ صرف قبلہ ہی کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور بیشک میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

اللہ اکبر! واہ رے مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم اقدس کا اعجاز و کمال کہ پیٹھ کے پیچھے نمازیوں کے رکوع بلکہ خشوع کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

خشوع کیا چیز ہے؟

خشوع ایک کیفیت قلبی کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ مگر نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربان کہ مَصَلِّی یعنی (نمازی) کے خشوع کا ادراک کر رہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے خشوع، رکوع، سجود اور ضمائر قلوب و کیفیات، نفسانیہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہیں۔

اے فروغت صبح آثار و دھور
چشم تو بنیدہ مافی الصدور

(اقبال)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یَقُوْلُ اِسْتَوُوا اِسْتَوُوا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَارَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرَاکُمْ بَیْنَ یَدِیَّ۔

(رواہ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ ص ۹۸۔ خصائص الکبریٰ ص ۶۱/۱، نسائی ص ۱۳۰/۱، نسائی ۸۲/۱)

حضور علیہ السلام (جب نماز کو کھڑے ہوتے) فرماتے برابر کرو، برابر کرو، برابر کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔ جس طرح سامنے سے دیکھتا ہوں۔

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی آیت اَلَّذِیْ یَرٰاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَ

Marfat.com

تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ حضور اپنے پیچھے کھڑی صفوں کو یوں دیکھ لیتے تھے جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۵۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از پس پشت می دیدند چنانچہ از پیش اوے خودمی دیدند۔ ودرشب وتاریکی چناں می دیدند کہ بروز درروشنی۔ (تفسیر فتح العزیز ص ۲۱۸ پارہ عم۔ الانسان فی القرآن ص ۱۴۴، ۱۵۷)

حضور علیہ السلام اپنی پشت مبارک سے بھی ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ اپنے سامنے سے دیکھتے تھے۔ اور رات کو اندھیرے میں بھی ویسا ہی دیکھتے تھے جیسا کہ دن کو اور روشنی میں دیکھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ الظَّھْرَ وَ فِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ فَاَسَاءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یَا فَلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ اَلَاتَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلٰی شَیْءٍ مِمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنَ یَدَیَّ۔

(رواہ احمد۔ مشکوٰۃ شریف ص ۷۷، نسائی ص ۱۳۱/۱، دلائل النبوت ابونعیم ص ۳۷۷، خصائص کبریٰ ص ۶۱/۱، زرقانی علی المواہب ص ۸۲/۴، سنن البیہقی ص ۱۰۰/۳، بخاری ص ۱۰۸/۱، مسلم ص ۱۴۹/۴، معجزات مصطفیٰ ۱۳۹، فوائد دورہ حدیث شریف ص ۹۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ظہر کی نماز پڑھائی آخری صف میں ایک شخص تھا جو بری طرح نماز پڑھتا تھا۔ جب حضور علیہ السلام نے سلام پھیرا تو آپ نے اسکو مخاطب کر کے فرمایا: اے فلاں! کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ تو نہیں دیکھتا کہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے، شاید تم لوگ یہ خیال کرتے ہو کہ تم جو کچھ کرتے ہو وہ مجھ سے مخفی رہتا ہے۔ خدا کی قسم ہے جس طرح میں آگے سے دیکھتا ہوں، اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

اگوں پچھوں نبی ہمارا
رب نے رتبہ دتا بھارا
کجھ چانن دی حاجت ناہی

یکساں دیکھے اوہ پیارا
صل اللہ علیہ و سلم
جتوں جاوے نبی الٰہی

Marfat.com

اتول چانن ہندا جائی — صل اللہ علیہ و سلم
جے اک نظر کرم دی کھولے — مردہ بھی اٹھ کلمہ بولے
کافر دیکھ رعب نوں ڈولے — صل اللہ علیہ و سلم

(جام کوثر ص ۲۶)

روشنی و تاریکی میں بھی برابر دیکھتے تھے

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ يَرَىٰ بِاللَّيْلِ فِي الظُّلْمَةِ كَمَايَرَىٰ فِي النَّهَارِ بِاالضَّوْءِ۔

حضور علیہ السلام رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ دن کی روشنی میں۔

خصائص کبریٰ ص ۱/۶۱، زرقانی علی المواہب ص ۴/۸۳، تفسیر فتح العزیز ص ۲۱۸ سارہ عم۔

انھرے چانن ویکھن برابر
اگا پچھا اکو جیہا منور

سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہاں ہیں آنکھ والے؟ آئیں اور دیکھیں نگاہ مصطفیٰ کا اعجاز۔ کون نہیں جانتا کہ فلسفۂ بصر و نظر کے ماہرین کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ آنکھ سے دیکھنے کے لئے روشنی اور اجالا شرط ہے مگر یہ نگاہ مصطفیٰ کا اعجاز نہیں تو اور کیا ہے کہ آپ جس طرح اجالے میں تمام چیزوں کو دیکھتے تھے، اسی طرح اندھیرے میں بھی دیکھا کرتے تھے۔

قریب و بعید، روشنی و تاریکی، آگے و پیچھے یکساں دیکھتے تھے

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَرَأْتُ فِيْ اَحَدٍ وَّ سَبْعِيْنَ كِتَابًا فَوَجَدْتُ فِيْ جَمِيْعِهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلِّمْ اَرْجَعُ النَّاسَ عَقْلًا وَ اَفْضَلُهُمْ رَاِيًا

میں نے اکہتر کتابوں میں پڑھا ہے اور سب میں یہی مضمون پایا ہے کہ حضور علیہ السلام عقل میں سب پر ترجیح رکھتے ہیں اور رائے میں سب سے افضل تھے اور ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے

Marfat.com

وَكَانَ يَرَىٰ فِي الظُّلْمَةِ كَمَا يَرَىٰ فِي الضَّوْءِ كَمَا رُوَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ يَرَىٰ مِنْ بَعِيْدٍ كَمَا يَرَىٰ مِنْ قَرِيْبٍ وَكَانَ يَرَىٰ مِنْ خَلْفِهٖ كَمَا يَرَىٰ مِنْ اَمَامِهٖ وَكَانَ رَاٰىٰ جَنَازَةَ النَّجَاشِيْ وَصَلّٰى عَلَيْهِ وَرَاٰى بَيْتَ الْمُقَدَّسِ مِنْ مَكَّةَ حِيْنَ وَصَفَهٗ لِقُرَيْشٍ وَالْكَعْبَةَ حِيْنَ بَنٰى مَسْجِدَهٗ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ يَرَىٰ فِي الثُّرَيَّا اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا۔

(خصائص کبریٰ جلد دوم۔ شواہد النبوۃ ۲۳۷، نشر الطیب ص ۱۶۳)

تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے، جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے، جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں دیکھ لیا تھا) اور اس پر نماز پڑھی اور آپ نے بیت المقدس کو مکہ معظمہ سے دیکھ لیا تھا، جبکہ قریش کے سامنے اس کا نقشہ بیان فرمایا (یہ معراج کی صبح کو قصہ ہوا تھا) اور جب آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی، اسوقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپکو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔

حضرات گرامی! میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور نورانی آنکھوں کے کون کون سے معجزات بیان کروں؟ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

شش جہت، سمت مقابل، شب و روز ایک ہی حال
دھوم و النجم میں ہے آپ کی بینائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھایئے امی! تری دانائی کی

آپ پیٹھ کے پیچھے کیسے دیکھتے تھے

حضرت علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَالْمَعْنٰى اَنَّ رُوِيَتَهٗ فِي النَّهَارِ الصَّافِيْ وَاللَّيْلِ الْمُظْلِمِ مُتَسَاوِيَةٌ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمَّا زَرَقَهُ الْاِطِّلَاعَ بِالْبَاطِنِ

پس معنی یہ ہیں کہ آپ کا روشن دن اور اندھیری رات میں دیکھنا برابر ہے۔ اس لیے کہ جب اللہ نے آپکو باطن کی اطلاع

Marfat.com

وَالْاِحَاطَةِ بِاِدْرَاکِ مُدْرِکَاتِ الْقُلُوْبِ جَعَلَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِکَ فِیْ مُدْرِکَاتِ الْعُیُوْنِ وَمِنْ ثُمَّ کَانَ یَرَی الْمَحْسُوْسَ مِنْ وَرَآءِ ظَهْرِهٖ کَمَا یَرَاهُ مِنْ اَمَامِهٖ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۸۲۴)

اور دل کی باتوں کا پورا پورا ادراک عطا فرما دیا تو ایسا ہی آپ کی آنکھوں کو بھی (ظاہری و باطنی) ادراک عطا فرما دیا چنانچہ آپ اپنی پیٹھ کے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسا کہ اپنے آگے دیکھتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں

امام طبرانی ''معجم صغیر'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر تجلی فرمائی۔

کَانَ یُبْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَی الصَّفَاءِ فِی اللَّیْلَةِ الظَّلْمَاءِ مَیْسَرَةَ عَشَرَةَ فَرْسَخٍ۔ (شفاء ص ۳۳)

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

نوٹ: تین میل کی لمبائی یا بارہ ہزار قدم کی مسافت کو لغت میں فرسخ کہتے ہیں۔

وَهُوَ ثَلٰثَةُ اَمْیَالٍ۔ یعنی فرسخ تین میل ہے۔

(مفتاح اللغات ص ۶۱۷، شفا شریف ص ۳۳، حاشیہ ۹، فیروز اللغات ص ۹۲۸، کریم اللغات ص ۱۰۸)

برادران ملت! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد تجلی طور جناب موسیٰ کی آنکھیں ایسی روشن و منور ہو گئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ (۳۰ میل) کے فاصلے سے چیونٹی جیسی باریک چیز آپکو نظر آنے لگی اور رات کی ظلمت زمین کی مسافت آپ کی آنکھوں کے لئے حجاب نہ بنی۔

تجلی

بعض نے کہا کہ کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکہ کے برابر تھی (مساوی) بعض احادیث میں ہے کہ یہ جھلک چھنگلی کے آدھے پورے کے برابر تھی۔ (بیان، معانی، اشرف التفاسیر ص ۱۹۹ پ ۹) علمائے عارفین فرماتے ہیں کہ کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ کی تجلی تھی۔

(جامع الصفات ص ۹۰)

Marfat.com

جب اتنی سی تجلی کے باعث موسیٰ کلیم اللہ کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا جن کی مقدس آنکھوں نے اللہ رب العزت جل جلالہ، کو دیکھا اور بچشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَ مَاطَغٰی۔ (نجم: ۱۷) مجھے دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔

مَاکَذَبَ الْفُوَادُ مَارَاٰی۔ (نجم:۱۱) میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا، دل نے اسے نہ جھٹلایا۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! وہ موسیٰ تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لا سکے۔ بیہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ یہ محبوب خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں۔ قلب اقدس مطمئن اور چہرہ انور متبسم ہے، یعنی بحالت تبسم خالق اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو جمال
تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضور نے خدا کو دیکھا

حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

رَأَیْتُ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ۔ (مشکوٰۃ ص ۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّم رَاٰی رَبَّہٗ مَرَّتَیْنِ مَرَّۃً بِبَصَرِہٖ وَ مَرَّۃً بِفُوَادِہٖ۔ (طبرانی۔ خصائص کبریٰ ص ۱۶۱/۱) بلاشبہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب کو دو بار دیکھا۔ ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلِّمْ رَاٰی رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ۔ بلا شبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(ابن خزیمہ۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۱۸/۶ ملخصاً۔

Marfat.com

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَا اَقُوْلُ بِحَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَیْنِہٖ رَای رَبَّہٗ رَاٰہُ رَاٰہُ حَتّٰی اِنْقَطَعَ نَفْسَہٗ۔ (شفا شریف ص ۱/۱۲۰)

میں حدیث ابن عباس کے مطابق (عقیدہ رکھتے ہوئے) کہتا ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلرَّاجِعُ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ رَای رَبَّہٗ بِعَیْنِیْ رَأسِہٖ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۱۶)

اکثر علماء کے نزدیک ترجیح اسی کو ہے کہ بلاشبہ نبی علیہ السلام نے شب معراج میں اپنے رب کو اپنے سر کی دو آنکھوں سے دیکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے امام بیہقی نے کتاب الرویت میں روایت فرمائی کہ:

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اِبْرَاھِیْمَ بِالْخُلَّۃِ وَ اصْطَفٰی مُوْسٰی بِالْکَلَامِ وَاصْطَفٰی مُحَمَّدًا بِالرُّؤیَۃِ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۶/۱۷۷۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۱۶۱)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلت سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

ابن یعقوب کو اللہ نے صورت بخشی
ہر نبی کو کوئی رحمت کوئی نعمت بخشی

ید بیضا کی کلیم اللہ کو نعمت بخشی
اپنے محبوب کو بے پردہ زیارت بخشی

حضرت امام حسن بصری قسم کھا کر فرماتے تھے کہ

لَقَدْ رَای مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ رَبَّہٗ۔ (شفا شریف ص ۱/۲۰)

بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔

امام قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ امام ابوالحسن اشعری اور صحابہ کرام کی ایک جماعت نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ رَاٰی اللّٰہَ تَعَالٰی بِبَصَرِہٖ عَیْنِیْ رَاْسِہٖ۔

نبی علیہ السلام نے اپنی ان سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

(شفا شریف ص ۱۲۱/۱)

سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ آیہ کریمہ لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ سے استدلال کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیدار الٰہی ناممکن اور محال ہے۔

اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ آیت میں ادراک یعنی احاطہ کی نفی ہے۔ نہ کہ رؤیت کی، کیونکہ ادراک کے معنی ہیں مدرک کے جوانب وحدود پر محیط ہونا۔ چنانچہ سعید بن مسیّب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اور جمہور مفسرین ومحدثین ادراک کی تفسیر احاطہ سے فرماتے ہیں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ کوئی آنکھ اس کا احاطہ کرے کیونکہ احاطہ اس چیز کا ہوسکتا ہے جس کے حدود وجوانب ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لئے حدود وجوانب محال ہیں، لہٰذا اس کا ادراک واحاطہ بھی محال اور ناممکن ہے۔

اور رؤیت ودید کے معنی ہیں کہ بصر کسی چیز کو، جیسی وہ ہو ویسا جانے، تو جو چیز جہت والی ہوگی، اسکی رؤیت ودید جہت ہوگی اور جس کے لئے جہت نہ ہوگی، اسکی دید بے جہت ہوگی۔ جو لوگ ادراک اور رؤیت میں فرق نہیں کرتے وہ اپنی جہالت کی وجہ سے گمراہ ہوگئے۔

نیز اگر دیدار الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے لئے سوال نہ کرتے رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ۔ (اے میرے رب مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں دیکھوں) اور ان کے جواب میں اِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرَانِیْ (اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تم بھی مجھ کو دیکھ لوگے) نہ فرمایا جاتا، بلکہ یوں کہا جاتا کہ لَنْ یَرَانِیْ اَحَدٌ (مجھے ہرگز کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا) یا لَنْ اُرٰی کہ میں ہرگز دیکھا ہی نہیں جا سکتا) تو گویا اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنے دیدار کو استقرار پہاڑ پر معلق فرمایا اور استقرار پہاڑ امر ممکن ہے، محال نہیں۔ لہٰذا دیدار الٰہی بھی ممکن ہوا، محال نہ ہوا۔ کیونکہ جو چیز امر ممکن پر معلق کی جائے، وہ بھی ممکن ہی ہوتی ہے، محال نہیں ہوتی۔ تو دیدار الٰہی جسکو پہاڑ کے ثابت رہنے پر معلق فرمایا گیا، ممکن ہوا۔ معلوم ہوا کہ جو لوگ دیدار الٰہی کو محال بتاتے ہیں، انکا قول باطل ہے۔

ان دلائل حقہ سے ثابت ہوا کہ بلاشبہ نبی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو بے حجاب دیکھا اور بلاواسطہ کلام فرمایا۔

فرق مطلوب و طالب کا دیکھے کوئی　　قصہ طور و معراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے کوئی　　کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

وہ حسین پھول گلزار مازاغ کا　　حسن قوسین کی روح جس کی ضیاء
چشم تابندہ دید عین خدا　　معنی قد رای، مقصد ما طغی
نرگس باغ قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرات گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھ سکے صرف تجلی دیکھی اور ایک تجلی کے مشاہدے سے ایسے بصیر ہو گئے کہ آپ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں تو حضور علیہ السلام نے عین ذات کو دیکھا ہے۔ لہٰذا حضور کی بصارت و رؤیت کس درجہ کی ہوگی اور آپ کتنی مسافت سے اشیاء کا ادراک فرماتے ہوں گے۔

ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ایک تجلی کے باعث اندھیرا اور مسافت حجاب نہ بنا اور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رب تعالیٰ کے مشاہدے کے بعد کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہ رہا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی چشمان حق بیں نے سارے عالم کا احاطہ کر لیا۔

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس چشم حق بیں سے
کہ جس نے خالق عالم کو بیشک بالیقیں دیکھا

Marfat.com

حضور کی سرعت نظر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرعت نظر کا یہ عالم تھا کہ آپ دس فرسخ سے چیونٹی دیکھ لیتے تھے مگر حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت نظر کا کیا کہنا ہے۔ ان نظروں کے لئے دس فرسخ کی مسافت کیا چیز ہے؟ یہ نظریں تو روئے زمین کا دورہ کرتیں اور آن واحد میں مدینہ سے ملک شام میں پہنچتی ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ جنگ موتہ (جو مدینہ منورہ سے ایک ماہ بلکہ اس سے بھی زائد راستہ ہے) حضور علیہ السلام مدینہ منورہ سے اس جنگ کا نقشہ ملاحظہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام کو میدان جنگ کی کیفیت سناتے رہے کہ

اَخَذَ الرَّایَتَه زَیْدٌ فَاُصِیْبُ ثُمَّ اَخَذَ الرَّایَتَه جَعْفَرُ فَاصِیْبُ ثُمَّ اِبْنِ رَوَحَةَ فَاُصِیْبُ عَیْنَاهُ قَدْرَفَانِ حَتّٰی اَخَذَ الرَّایَتَه سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰی فَتَحَ اللّٰهُ۔ (بخاری ص ۶۱۱/۲)

اب فوج کا نشان زید نے اٹھایا اور وہ شہید ہو گئے اور اب جعفر نے علم اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب رواحہ نے پرچم اسلام اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ حضور یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپکی چشمان رحمت سے آنسوؤں کے قطرات موتی بن کر رخسار نبوت پر نثار ہو رہے تھے۔ پھر فرمایا کہ اب فوج کا جھنڈا سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰه خالد بن ولید نے اٹھایا اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔

ناظرین! فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سرعت نظر دیکھیئے کہ مدینہ منورہ سے ملک شام پہنچ رہی ہے اور وہاں لشکر اسلام کے جرنیلوں کو جھنڈا اٹھاتے اور شہید ہوتے دیکھ رہی ہے اور مدینہ میں شام کے حالات حضور صحابہ کو سنا رہے ہیں، معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ دس فرسخ کی مسافت سے اشیاء کا ادراک کرتے ہیں اور محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی روشن آنکھیں روئے زمین کا دورہ کرتی ہیں۔

Marfat.com

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

روئے زمین پر حضور کی نظر ہے

امام ابونعیم حضرت یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعلیٰ جنگ موتہ کے واقعات حضور علیہ السلام کو سنانے آئے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنْ شِئْتَ فَاَخْبِرْنِیْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَخْبَرْتُکَ قَالَ فَاَخْبِرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخْبَرَھُمْ کُلَّہٗ وَوَصْفَہٗ۔

(طبقات ابن سعد، کنز العمال، بیہقی، ابونعیم، واقدی، خصائص الکبریٰ ص ۲۵۹/۲)

یعلیٰ! اگر تم کہو تو جنگ موتہ کے تفصیلی حالات تم سے پہلے میں سنا دوں اور اگر تم چاہو تو تم ہی سناؤ۔ یعلیٰ نے عرض کی۔ سرکار! آپ ہی بیان فرما دیں۔ حضور علیہ السلام نے جنگ موتہ کے تمام واقعات بیان فرما دیئے۔

یہ سن کر حضرت یعلیٰ نے کہا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی، جس نے آپکو حق دیکر مبعوث کیا ہے۔ آپ کے بیان اور واقعات جنگ میں سر مو فرق نہیں ہے۔ یعنی جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے، ویسے ہی ہوا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرب و بعد کے قوانین سے اللہ تعالیٰ نے چشم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو مستثنیٰ فرمالیا ہے۔ یہ قوانین عام لوگون کی آنکھوں کے لئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی نظریں تو ہزاروں میل دور کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہیں۔ اور عالم علوی و عالم سفلی کے ہر ذرہ کا ادراک فرماتی ہیں۔

زمین سے جنت کو دیکھا

ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضرت جعفر کی شہادت کی اطلاح پہنچی تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر غمگین رہے اور پھر مسکرانے لگے صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ مجھے میرے اصحاب کی شہادت کا رنج ہوا۔ لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ جعفر

Marfat.com

اَحْزَنَتْنِیْ قَتْلُ اَصْحَابِیْ حَتّٰی رَاَیْتُھُمْ فِی الْجَنَّۃِ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُتَقَابِلِیْنَ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۲/۲۶۰)

اپنے بھائیوں کے ساتھ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں مسکرا دیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سورج گرہن ہوا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز گرہن ادا فرمائی پھر خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیْتُہٗ اِلَّا قَدْ رَاَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّار۔ (بخاری ص ۱۸۔ خصائص کبریٰ ۲/۸۹)

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہونے والی ہو مگر میں نے اسکو اس مقام پر دیکھ لیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ کو بھی۔

ان احادیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ چشمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عالم علوی و سفلی کا مشاہدہ کرتی ہیں اور یہ نظریں آن واحد میں جنت و دوزخ تک پہنچتی ہیں۔

فائدہ

جنت ساتون آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے۔ (ذکر جمیل ص ۸۸) معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسائی تحت الثریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء الوریٰ تک ہے۔ نیز نکرہ حیز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ کَمَا ھُوَ مُصَرَّحٌ فِیْ کُتُبِ الْاُصُوْلِ پس ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور علیہ السلام کی رؤیت سے خالی نہیں۔

سر عرش پر ہے تری گذر — دل فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں — وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِنَّ اللّٰہَ زُوِیَ لِیَ الْاَرْضُ حَتّٰی رَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَ مَغَارِبَھَا۔ (مسلم شریف ص ۳۹۰)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا (یعنی سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا) یہاں تک کہ میں نے ساری زمین اور اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔

Marfat.com

کائنات مثل کف دست

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی كَفِّیْ هٰذِهٖ۔

(مواہب ص ۲/۱۹۲، زرقانی ص ۷/۲۰۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں پس میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

آسمانوں پر نظر

امام ترمذی حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَاءُ وَحَقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ لَيْسَ لَهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدٌ لِلّٰهِ۔

(خصائص الکبریٰ ص ۱/۶۶، ۱/۱۶۵)

بیشک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چڑچڑاتا ہے اور اسکو لائق ہے کہ وہ چڑ چڑائے۔ کیونکہ آسمان پر چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے، جہاں فرشتے سجدہ میں نہ پڑے ہوئے ہوں۔

اس حدیث پاک سے روشن ہو گیا کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس اور نورانی آنکھیں ان عجائب وغرائب عالم کا مشاہدہ کرتی ہیں جو سب کی حد نظر سے باہر ہے۔ چشم نبی طبقات سمٰوٰت سے پار ہو جاتی ہے۔

غور کیجئے کہ زمین و آسمان میں کتنا فاصلہ ہے۔ زمین سے آسمان اول تک پانچ سو برس کی عظیم مسافت ہے اور چشمان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء آن واحد میں پانچ سو برس کی مسافت طے کرتی ہیں اور وہاں کے حالات دیکھ لیتی ہیں۔ جبھی تو حضور فرماتے ہیں کہ آسمان پر چار انگل ایسی جگہ نہیں ہے جو سجود ملائکہ سے خالی ہو۔

Marfat.com

ثابت ہوا کہ رؤیت کلیم ورؤیت عوام الناس سے رؤیت حبیب علیہ السلام اربوں درجہ افضل واعلیٰ ہے اور جس طرح چشم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بے نظیر ہے، اسی طرح نبی علیہ السلام بے مثل وبے نظیر ہیں کیونکہ

تیرا قد تناور دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

برادران ملت! یہی وہ مبارک آنکھیں ہیں جو ساری کائنات کا مشاہدہ فرمارہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَآاَيُّهَاالنَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًا وَ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُنِيْرًا۔ (احزاب:۴۵،۴۶)

اے نبی! بیشک ہم نے آپکو بھیجا ہے حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

حاضر وناظر

اس آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے اوصاف جمیلہ بیان فرمائے ہیں۔ ان اوصاف میں سے ایک وصف جمیل شَاهِدٌ ہے اور شَاهِدٌ کے معنی ہیں حاضر و ناظر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِيْدٌ (قرآن) بیشک اللہ ہر چیز پر شہید ہے۔

وَلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا۔ (یونس:۶۱) اور تم جو بھی عمل کرتے ہو، ہم تم پر حاضر و موجود ہوتے ہیں۔

وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَاتَعْمَلُوْنَ (ال عمران:۹۸) اور اللہ شہید ہے اس پر جو کچھ بھی تم کرتے ہو۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (بقرہ:۱۸۵) پس جو بھی تم میں سے رمضان کے مہینے میں موجود ہو تو وہ ضرور اس کے روزے رکھے۔

اَمْ كُنْتُمْ شُهَدَآءَ اِذْ حَضَرَ يَعْقُوْبَ الْمَوْتُ۔ (بقرہ:۱۳۳) کیا تم (اس وقت) حاضر و موجود تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام کے پاس موت آئی تھی۔

Marfat.com

قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْ اَمْرِيْ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنَ۔ (نمل:۳۲)

ملکہ بلقیس نے کہا: اے درباریو! مجھے میرے (اس) کام میں بتاؤ۔ (کیونکہ) میں کوئی کام تمہاری موجودگی کے بغیر طے نہیں کرتی۔

قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰٓى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ۔ (انبیاء:۶۱)

انہوں نے کہا: لاؤ ابراہیم کو لوگوں کے سامنے تاکہ لوگ دیکھیں (کہ کون ہے جس نے بتوں کو توڑا ہے۔)

مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ (نمل:۴۹)

اس کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت ہم حاضر و موجود نہ تھے۔

وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ۔ (بروج:۳)

اور قسم ہے حاضر کی اور اسکی جس پر وہ حاضر ہوتے ہیں۔

اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (النور: ۲)

زانیہ عورت اور زانی مرد پس مارو ان دونوں کو سو ۱۰۰ سو ۱۰۰ درے اور اللہ کے حکم کی تعمیل میں تمہیں انکو سزا دیتے وقت ترس نہیں آنا چاہئے اگر تم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور چاہئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کا ایک گروہ حاضر و موجود ہو۔

ان آیات میں خط کشیدہ الفاظ کو دیکھئے۔ ان سب کا مادہ شہادت اور شہود ہے اور شہادۃ و شہود کا معنی ہے حاضر و ناظر ہونا چنانچہ امام راغب اصفہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلشُّهُوْدُ وَ الشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهِدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِيْرَةِ۔ (مفردات ص ۲۶۹)

شہود اور شہادت کے معنی ہیں حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے، بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

گواہ کو بھی شاہد اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے، اسکو بیان کرتا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ شاھد کا معنی حاضر و ناظر ہے تو اب یہ دیکھنا ہے کہ حضور علیہ السلام کس کس پر حاضر و ناظر ہیں تو اس آیۃ مبارکہ کے تحت تفسیر ابوالسعود و تفسیر روح

Marfat.com

المعانی، تفسیر جمل میں ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ تُرَاقِبُ اَحْوَالَهُمْ وَتُشَاهِدُ اَعْمَالَهُمْ وَ تَتَحَمَّلُ مِنْهُمُ الشَّهَادَةُ بِمَاصَدَرَ عَنْهُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَائِرِ مَاهُمْ عَلَیْهِ مِنَ الْهُدٰی وَالضَّلَالِ وَتُؤَدِّیْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَدَاءً مَقْبُوْلًا فِیْمَا لَهُمْ وَمَا عَلَیْهِمْ۔ (تفسیر ابو السعود علی الکبیر ص ۴۱۵/۷۔ تفسیر جمل ص ۴۴۲/۳۔ روح المعانی ص ۴۲)

ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر، ان سب پر جنکی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔ آپ ان کے احوال کی نگہبانی کرتے ہیں اور ان کے اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور ان سے تحمل شہادت فرماتے یعنی ان کے گواہ بنتے ہیں، ان تمام چیزوں پر جو ان سے صادر ہوئیں تصدیق سے اور تکذیب سے اور باقی ان تمام چیزوں سے، جن پر وہ ہیں، ہدایت اور گمراہی سے اور آپ اس شہادت کو ادا فرمائیں گے قیامت کے دن ان تمام باتوں میں جو ان کے لئے مفید اور مضر ہوں گی۔

اور اسی طرح تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک اور تفسیر جلالین ص ۳۵۵ میں ہے۔

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ اِلَیْهِمْ اَی (اُرْسِلْتَ اِلَیْهِمْ)

ہم نے بھیجا آپ کو شاہد (حاضر و ناظر) بنا کر، ان سب پر، جن کی طرف آپ رسول بنا کر بھیجے گئے۔

ان تمام معتبر تفاسیر سے ثابت ہوا کہ آپ ان سب پر حاضر و ناظر ہیں، جن کی طرف آپکو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کس کس کی طرف رسول بن کر تشریف لائے ہیں تو خود حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَةً۔ (مسلم شریف)

میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

پس ثابت ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کو اپنی بصر یا بصیرت مبارکہ سے ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ

رسول علیہ السلام مطلع است بہ نور نبوت بر دین ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کردم است پس اوئ شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال بد و نیک شمار او اخلاق و نفاق شمارا، لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔ (تفسیر عزیزی ص ۱/۶۳۸)

حضور علیہ السلام اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے۔ اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کونسا حجاب اسکی ترقی میں مانع ہے، پس حضور علیہ السلام، تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمانی درجات کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے، پہچانتے ہیں۔ لہٰذا انکی گواہی دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافت نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقیت و بر اعمال امت حاضر و ناظر است۔ (حاشیہ اخبار الاخیار۔)

اس اختلاف و کثرت مذاہب کے باوجود جو علماء امت میں ہے، اس مسئلہ میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر تاویل و مجاز کے احتمال کے زندہ، دائم اور باقی ہیں، اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔

ولے علیہ السلام بر احوال و اعمال امت مطلع است بر مقربان و خاصان درگاہ خود مفیض و حاضر و ناظر است۔ (مجمع البرکات)

حضور علیہ السلام امت کے حالات و اعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔

حضرت شاہ عبدالحق اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہما وہ مسلم ہستیاں ہیں جن کی ہر بات واجب التسلیم، اہل علم و فضل ان حضرات کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کو خوب جانتے ہیں۔ ان حضرات کا یہ فرمانا کہ حضور علیہ السلام نور نبوت سے ہر چیز کا مشاہدہ فرما

Marfat.com

رہے ہیں، آپ کے حاضر و ناظر ہونے کا کس قدر روشن ثبوت ہے۔ بصورت دیگر یہ کہنا پڑے گا کہ ان حضرات نے بغیر تحقیق کے ایسا فرمادیا۔ معاذ اللہ!

عالم میں کیا ہے جسکی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

جعفر طیار کو جنت میں دیکھا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ رَأَيْتُ جَعْفَرَ يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰئِكَةِ۔ (ترمذی ص ۲/۲۱۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت جعفر کو میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے ساتھ بہشت میں اڑتا پھر رہا ہے۔

قبر میں دیکھا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا، قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (نسائی شریف ص ۲۴۲، عروج المحبوب ص ۵۳۔ منح الملۃ ص ۱۲۔ مسلم ص ۲۶۸۔ فوائد دورہ حدیث ص ۹۳)

جان سے بھی قریب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَنَّ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں دنیا و آخرت میں ہر مومن کے قریب ہوں، اگر چاہو تو پڑھو: نبی کریم بہت نزدیک ہیں مومنوں کی جانوں سے۔

(بخاری شریف ص ۱/۳۲۳ سطر ۱۔)

بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کے ساتھ نہیں، کیونکہ اَوْلٰی بمعنی

Marfat.com

اَقْرَبُ ہے۔ (تحذیر الناس ص ۱۰)

فخر کونین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

انا اولیٰ بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَّفْسِہٖ۔ (نسائی ص ۱/۲۷۹۔ کنز العرفان ص ۱۱۰۔ حصہ اوّل)

میں زیادہ قریب ہوں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے۔

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا شَاھِدًا یعنی عَالِمًا وَ حَاضِرًا۔ (بحال امت۔ مدارج النبوت ص ۱/۳۱۰۔ مطبوعہ منشی نولکشور واقع کانپور، باب ہفتم در اسمائے شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)۔

معلوم ہوا کہ شاہد کا ترجمہ عالم و حاضر و ناظر بالکل درست ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر کی مزید تفصیل کے لئے بندہ کی کتاب خطبات بشیر، مولانا محمد اقبال صاحب رضوی فیصل آبادی کی کتاب مسلک اولیاء اور علامہ محمد یوسف نبہانی کی تصنیف جواہر البحار ص ۴۸۳ کا مطالعہ کیجئے۔

حوروں کو دیکھنا

اسود نامی چرواہا جو ایک یہودی کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ آنحضرت جب جنگ خیبر کے موقع پر یہودیوں کے ایک قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے تو وہ چرواہا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! مجھے مسلمان کیجئے۔ آپ نے اسے مسلمان کیا۔ حضور علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ جو مسلمان ہونے کی خواہش ظاہر کرتا۔ آپ بلا تاخیر اسے مسلمان کر لیتے تھے۔

جب وہ مسلمان ہو گیا تو اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بکریوں کے مالک یہودی کا نوکر چرواہا ہوں۔ اب میں مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا اسے چھوڑتا ہوں اور آپ کی خدمت میں رہ کر جہاد میں شریک ہوتا ہوں۔ یہودی کے پاس نہیں جانا چاہتا۔ اب بکریوں کا کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ کنکریوں کی مٹھی اٹھا کر ان بکریوں کے منہ پر مار کر بھگا دو۔ یہ ادھر ادھر نہیں جائیں گی بلکہ سیدھی مالک کے گھر جا پہنچیں گی۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بکریاں اکٹھی ہو کر اپنے مالک کے گھر اس طرح سے روانہ ہو گئیں، جیسے کوئی انہیں ہانک کر

Marfat.com

لے جارہا ہے۔حتیٰ کہ قلعہ میں داخل ہوگئیں۔

پھر اسود آگے بڑھے تا کہ مسلمانوں کے ساتھ ہو کر جہاد میں شریک ہوں، اچانک ایک زور کا پتھر انہیں ایسا لگا کہ وہ اس سے شہید ہو گئے۔ابھی انہوں نے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔انہیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لایا گیا۔آپ کے پاس ایک چادر تھی۔آپ نے اسے اپنی چادر مقدس سے ڈھانپ دیا اور اسکی طرف رخ انور کر کے کھڑے ہو گئے اور کچھ صحابہ کرام بھی آپ کے ساتھ تھے۔پھر آپ نے اس سے رخ انور پھیر لیا۔صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے اس سے اپنا رخ انور کیوں پھیر لیا؟ آپ نے فرمایا۔

اِنَّ مَعَهُ الْآنَ زَوْجَتَيْهِ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ۔ یعنی حیا کرتے ہوئے کہ جنت کی دو حوریں، جو اسکی بیویاں ہیں، اسکے پاس تھیں۔

(سیر ابن ہشام ص ۲۴۵، قسم ثانی۔المغازی للواقدی ص ۶۴۹/۲، الاصابہ ص ۵۴/۱، اسد الغابہ ص ۷۶/۱، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۰/۴، سنن البیہقی ص ۱۴۳/۹، الاستیعاب ص ۵۱، قسم اول)

ستر حوروں سے نکاح

ابن عساکر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا اور اسلام لانے کے بعد فوراً اس کا انتقال ہو گیا۔غسل و کفن کے بعد جب دفنانے کا وقت آیا تو حضور علیہ السلام اس کی قبر میں تشریف لے گئے اور کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ

لَقَدْ نَزَلَتْ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ كُلُّهُنَّ يَقُلْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنَالَهٗ فَمَاخَرَجْتُ حَتّٰى زَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرًا۔ (خصائص الکبری ص ۹۹/۲)

ابھی حوران بہشتی آئیں۔انہوں نے مجھ سے کہا: یارسول اللہ! اس شخص کے ساتھ ہمارا نکاح کر دیجئے تو میں نے ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

اس حدیث پاک سے جہاں آپ کی رفعت بصارت معلوم ہوئی، وہاں یہ بھی روشن ہوا کہ بہشتی حوریں حضور کی ملک میں ہیں اور آپکو اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں، بہشتی حور سے نکاح کر دیں۔

Marfat.com

چنانچہ علامہ سیوطی اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وَفِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اِنَّ لَهٗ اِنَّ یُزَوِّجَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ حُوْرِ الْعَیْنِ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۹۹/۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور کو یہ اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں، جتنی حوروں سے نکاح کر دیں۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زمان نہیں

حوض کوثر دیکھا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ اِنَّ مُوْعِدُکُمُ الْحَوْضَ وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَیْهِ وَاَنَا فِیْ مُقَامِیْ هٰذَا۔ (بخاری و مسلم)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اس کو یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔

جنتی دوزخی کی پہچان

امام ابو یعلی بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دربار رسالت میں ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ!

اَفِی الْجَنَّةِ اَنَا اَمْ فِی النَّارِ قَالَ فِی الْجَنَّةِ ثُمَّ قَامَ اِلَیْهِ اٰخِرُ فَقَالَ فِی الْجَنَّةِ اَنَا اَمْ فِی النَّارِ قَالَ فِی النَّارِ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۹)

میں جنتی ہوں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا تو جنتی ہے۔ ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ حضور! میں جنتی ہوں یا دوزخی؟ آپ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔

نوفل کے نیزے

جب بدر کے قیدیوں سے فدیہ لیا جانے لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے فدیہ طلب کیا تو نوفل بولے: میرے پاس کوئی مال نہیں، جس سے فدیہ ادا کروں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم اپنے فدیہ میں وہ دو نیزے دے دو، جو

Marfat.com

جدہ میں ہیں۔نوفل نے عرض کی۔

وَاللّٰہِ مَا عَلِمَ اَحَدٌ اَنَّ لِیْ بَجَدَّۃَ اَرْمَاحًا غَیْرَ اللّٰہِ وَاشْھَدُ اَنَّکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔

خدا کی قسم! میرے ان نیزوں کا، جو جدہ میں ہیں، خدا کے سوا کسی کو علم نہیں تھا اور آپ نے مجھے ان کا پتہ دے دیا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

نوٹ: حضرت نوفل وہ بہادر ہیں، جنہوں نے جنگ حنین کی طرف جاتے ہوئے مجاہدین کے لئے تین ہزار نیزے پیش کئے اور حضور علیہ السلام نے انکو قبول فرماتے ہوئے فرمایا:

کَاَنِّی اَنْظُرُ اِلٰی اَرْمَاحِکَ ھٰذَا تَقْصِفُ ظَھُوْرُ الْمُشْرِکِیْنَ۔

یعنی میں ان نیزوں کو مشرکین کی پیٹھوں میں دھنستا دیکھ رہا ہوں۔

(طبقات ابن سعد ص ۴۱/۲ قسم اول۔ الاستیعاب ص ۱۵۱۲ القسم الرابع، سیرت ابن ہشام القسم الثانی ص ۳ حاشیہ ص ۲)

فضل خدا سے غیب و شہادت ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی اثر کی ہے

برادران ملت! مندرجہ بالا روایات و اقوال مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نگاہ نبوت سے کائنات کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ سینکڑوں میل کی دوری اور روئے زمین کی کیا حقیقت ہے۔ نگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسجد نبوی کے محراب میں کھڑے ہوئے جنت و دوزخ اور حوض کوثر کو دیکھ لیا۔ جنت و دوزخ کی بھی کیا حقیقت ہے، ان آنکھوں نے تو تمام فرش و عرش کو دیکھ لیا۔ سارے جہان کو دیکھ لیا۔ ساری خدائی کو دیکھ لیا۔ بلکہ خالق الارض والسماء کو دیکھ لیا۔

لاریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

مدینہ سے مکہ دکھا دیا

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو قدیم مدینہ میں قیام فرمایا اور مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ شب و روز کی محنت سے جب تعمیر کا کام

Marfat.com

مکمل ہوا تو صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم تو ہجرت کر کے یہاں چلے آئے۔ خدا معلوم مکہ معظمہ میں ہمارے عزیز و اقارب کا کیا حال ہوا ہے۔ نبی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت محراب کے بائیں طرف بجانب مشرق جلوہ افروز تھے۔ آپ نے اپنی نظر کرم دیوار پر ڈالی تو دیوار مین ایک گول سا سوراخ ہو گیا۔ تمام صحابہ کرام نے اپنے اپنے عزیز و اقارب سے بالمشافہ ملاقات کی۔ درآنحالیکہ مدینہ منورہ، مکہ معظمہ سے ۳۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس سوراخ کو طاق کشف کہتے ہیں۔ سعودی حکومت نے اب بند کر دیا ہے۔ لیکن باوجود بند کرنے کے دیوار میں اب بھی سوراخ کا گول نشان نظر آتا ہے۔

(رہنمائے سفر حجاز ص ۵۷، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۱۳۰)

رؤیت نور

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ مسجد میں گیا۔ وہاں کچھ لوگ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کچھ میں ان کے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں، تو بھی دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کی۔ نہیں۔

قَالَ بِاَیْدِیْھِمْ نُوْرٌ قُلْتُ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُرِیَنِیْہِ فَدَعَا اللّٰہُ فَاَرَانِیْہِ۔

(خصائص الکبریٰ ص ۸۶/۲)

فرمایا: ان ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کی، سرکار: دعا کیجئے مجھے بھی نظر آ جائے۔ آپ نے دعا فرمائی تو وہ نور مجھے بھی نظر آ گیا۔

ناظرین کرام! اللہ کی رحمت اور سکینہ ایسی چیزیں ہیں کہ آنکھ ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ یہ سکینہ و رحمت نور ہوتا ہے۔ جس کو چشم نبوی ہی دیکھ سکتی ہے یا پھر آپ کی دعا سے یہ انوار و برکات ایزدی اوروں کو بھی دکھائی دیتے ہیں۔

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

روایت عقاب

ایک مرتبہ حضور پرنور، نُوْرٌ عَلٰی نُوْر صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے کے لئے بیٹھے۔

Marfat.com

جوں ہی پاؤں دھوکر چمڑے کا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا کہ بالکل ناگہاں ایک پرندہ عقاب آیا اور جھپٹ کر حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے موزہ لے اڑا۔ کچھ اوپر جا کر موزے کو اپنی چونچ سے پکڑ کر الٹ دیا تو اس میں سے ایک سانپ گرا، پھر عقاب موزہ لیکر واپس آیا اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ کر اڑ گیا۔ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عقاب کی خدمت گزاری کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
دل دریں لحظ بحق مشغول بود

یعنی اے عقاب! اگرچہ خدا نے مجھے ہر غیب دکھایا ہے اور کوئی غیب میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے مگر اسوقت ایک لحظ کے لئے میرا دل خدا کے مراقبات میں اسقدر مشغول ہو گیا کہ موزہ کے اندر سانپ چھپا ہوا تھا۔ لیکن اسکی طرف میری توجہ نہیں ہوئی۔ یہ سن کر ایماندار و عقیدت مند عقاب نے کیا جواب دیا۔ سنیئے اور سر دھنیے کہ ایک پرندے کے قلب میں ایمان کا آفتاب کسطرح جگمگا رہا ہے۔ ایک پرند کے ایمان پر قربان! عقاب عرض کرتا ہے کہ

گفت دوراز تو کہ غفلت از تو رست　　دیدنم آں غیب را از عکس تست
ماردر موزہ بہ بینم در ہوا　　نیست از من عکس تست اے مصطفیٰ

یعنی یارسول اللہ! یہ آپ کیا فرما رہے ہیں؟ غفلت اور بے توجہی تو حضور انور کی ذات سے بہت ہی بعید ہے اور مجھے جو یہ علم غیب حاصل ہوا کہ میں نے موزہ میں چھپے ہوئے سانپ کو اتنی بلندی سے دیکھ لیا تو میری بھلا کیا مجال کہ غیب کا علم مجھے حاصل ہو جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ میں جو اڑتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کے اوپر سے گزرا تو آپ کی نورانیت کا مجھ پر عکس پڑا کہ میری آنکھیں اس قدر پرنور ہو گئیں کہ میری نگاہوں سے تمام حجابات ظلمت دور ہو گئے اور مجھے موزہ کے اندر چھپا ہوا سانپ نظر آ گیا۔

حضرات گرامی! غور کیجیئے کہ ایک پرندے پر اڑتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم منور کا عکس پڑ جائے تو اسکی آنکھوں میں ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے کہ اس کو موزہ کے اندر چھپا ہوا سانپ نظر آ جاتا ہے تو پھر اس نور مجسم کی نورانی آنکھون کو غیب الغیب نظر آ

Marfat.com

جائے تو اس میں ہرگز ہرگز کوئی تعجب کا مقام نہیں۔

اور کوئی غیب بھلا کیا ہو تم سے نہاں
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضور کی گواہی

دیوبندیوں کے شیخ الہند و شیخ الاسلام وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (قرآن پاک) اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا۔ کے تحت حاشیہ نمبر ۳ میں لکھتے ہیں۔

''اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں، ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے۔'' (ترجمہ قرآن از مولوی محمود الحسن پ ۲)

حضرت شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فضائل و مناقب اپنے زمانہ میں موجود لوگوں کے متعلق یا ان کے متعلق، جو آپ کے زمانہ میں نہیں۔ مثلاً اویس۔ مہدی (رضی اللہ عنہ) یا مقتول دجال وغیرہ بیان فرمائے ہیں یا اپنے زمانہ میں موجود یا غائب لوگوں کی برائیاں بیان فرمائیں تو اس پر اعتقاد رکھنا واجب ہے اس لیے کہ

دررد ایات آمدہ کہ ہر نبی را براعمال امتیاں خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں میکند و فلانے چناں تا روز قیامت ادائے شہادت تو انند کرد۔	روایات میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اسکی امت کے اعمال پر مطلع کر دیتے ہیں کہ فلاں نے آج یہ کام کیا ہے اور فلاں نے ایسا کیا۔ تا کہ قیامت کے دن وہ اپنی امت پر گواہی دے سکیں۔

(تفسیر عزیزی فارسی ص ۵۱۸ سورہ بقر)

مندرجہ بالا آیت کے تحت علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ

لَافَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَحَيَاتِهٖ وَمُشَاهِدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَ ذٰلِكَ عِنْدَهٗ جَلِيٌّ لَاخَفَابِهٖ۔	حضور علیہ السلام حیات ظاہرہ اور بعد انتقال اپنی امت کے احوال، نیات، ارادے اور قلبی وسواس کے دیکھنے اور پہچاننے میں برابر ہیں اور یہ بات ان کے نزدیک ظاہر

Marfat.com

(زرقانی شرح مواہب اللدنیہ ص ۱/۱۳۶ مطبوعہ مصر) ہے، پوشیدہ نہیں۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہت سفیدی بہت سیاہی — اکھیں حضرت اندر آہی
بھی وچ سفیدی سرخی ساہی — صلی اللہ علیہ و سلم
سرمے باجھوں سرمہ ناکاں — پرنور منور ہر دو پاکاں
گزر جاون فلک الافلاکاں — صلی اللہ علیہ و سلم
مازاغ البصر دا سرمہ پایا — ہویا نور و نور سوایا
ص صفت قرآنوں آیا — صلی اللہ علیہ و سلم
سرمہ شوق الٰہی رکھن — فوق العرش اوہ ہر دم تکن
تحت الثریٰ دی ویکھ اوہ سکن — صلی اللہ علیہ و سلم
رات انھیری وچ روشنائی — اکھیں حضرت اندر آہی
کجھ چانن دی حاجت ناہی — صلی اللہ علیہ و سلم
اگے پچھے اکو جیہا — ویکھن حضرت صاحب ایہا
بی بیصر رب سچے کہیا — صلی اللہ علیہ و سلم
سورت حجر تے اندر طٰہٰ — لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَکَ گواہا
شان نیناں دے اندر آہا — صلی اللہ علیہ و سلم

لوح محفوظ پر نگاہ اولیاء

برادران ملت! حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم تو سیّد الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپ کے غلاموں کی یہ شان ہے کہ حضرت غوث الثقلین شہنشاہ بغداد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَعِزَّتِیْ رَبِّیْ اَنَّ السُّعَدَآءَ — مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعداء اور
وَالْاَشْقِیَاءَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَ اِنَّ — اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری
عِیْنِیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَاَنَا — آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الٰہی

Marfat.com

غَائِصٌ فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہِ۔

کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

(زبدۃ الاسرار و نخبۃ الاسرار ص ۲۲)

نیز فرمایا:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

ترجمہ: میں نے خدا کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے، جیسے رائی کا ایک دانہ ہو۔

(قصیدہ غوثیہ)

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السبحانی سرہندی فرماتے ہیں۔

''میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں''

(تفسیر مظہری ص ۲۰۰/۵)

حضرت علامہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد پاک نقل کرتے ہیں کہ

حضرت عزیزاں علیہ الرحمتہ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرا ایست و مامی گوئم چوں ورے ناخن است، ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔ (نفحات الانس ص ۲۶۸ فارسی)

یعنی حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمین اولیاء کے گروہ کے سامنے ایک دسترخوان کی مثل ہے اور حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں روئے زمین (اللہ والوں کے سامنے) ناخن کی مثل ہے اور کوئی چیز ان کی نظر سے غیب نہیں ہے۔

حضرت مولانا روم علیہ رحمتہ القیوم فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

یعنی لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے، وہ خطا سے محفوظ ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فقہ اکبر مطبوعہ مراد آباد، حضرت جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے جامع کبیر میں، طبری و ابونعیم نے حضرت حارث سے

Marfat.com

روایت کی کہ ایک بار میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرکار نے مجھے فرمایا کہ اے حارث! تم نے کس حال میں دن پایا؟ میں نے عرض کہ کہ سچا مومن ہو کر۔ پھر فرمایا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔

كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزًا — میں گویا عرش الٰہی کو ظاہراً دیکھ رہا ہوں اور
وَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ — گویا جنتیوں کو ایک دوسرے سے جنت میں
يَتَزَاوَرُوْنَ فِيْهَا وَكَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی — ملتے ہوئے اور دوزخیوں کو دوزخ میں شور
اَهْلِ النَّارِ يَتَضَاعُوْنَ فِيْهَا۔ — مچاتے دیکھتا ہوں۔

مولانا روم علیہ الرحمتہ القیوم فرماتے ہیں کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

گفت پیغمبر صباحے زید را — کیف اصبحت اے رفیق باصفا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کے وقت زید سے فرمایا! اے مخلص دوست تم نے کس حالت میں صبح کی؟

گفت عبداً مومناً بازش بگفت — کوفشاں از باغ ایمان گر شگفت

انہوں نے عرض کیا۔ بندہ مومن کی سی حالت میں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر باغ ایمان کھلا ہے تو اسکی نشانی کیا ہے؟

گفت خلقاں چوں بہ بینند آسماں — من بہ بینم عرش را باعرشیاں

عرض کیا مخلوق تو آسمان کو دیکھتی ہے، میں عرش کو عرشیوں سمیت دیکھتا ہوں۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہم چو بت پیشش من

آٹھوں بہشت اور ساتوں دوزخ میرے سامنے اسطرح نمودار ہیں جس طرح بت پرست کے آگے بت۔

یک بیک دامی شناسم خلق را — ہم چو گندم من زجو درآسیا

میں مخلوق کو ایک ایک کر کے پہچانتا ہوں۔ جس طرح چکی کے کارخانہ میں گیہوں اور جو میں فرق کر لیا جاتا ہے۔

کہ بہشتی کیست و بیگانہ کی است — پیش من پیدا چو مارو ماہی است

Marfat.com

کہ بہشتی کون ہے اور ملعون کون ہے، میرے سامنے سانپ اور مچھلی کی طرح الگ الگ ظاہر ہیں۔

اہل جنت پیش چشم ز اختیار　　درکشیدہ یک بیک را درکنار

جنتی لوگ میری آنکھ کے سامنے پسندیدگی کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو رہے ہیں۔

کرشد ایں گوشم زبانگ آہ آہ　　از جنین و نعرہ واحسر تا

میرے یہ کان دوزخیوں کی ہائے ہائے کی آواز اور رونے چلانے اور ہائے افسوس کے نعرے سے بہرے ہو گئے۔

یا. رسول اللہ بگوئم سر حشر　　درجہاں پیدا کنم امروز نشر

یارسول اللہ! میں حشر کا بھید کہہ ڈالوں۔ آج ہی جہاں میں سب راز ظاہر کردوں۔

من بگوئم یا فرد بندہ نفس　　لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

ہاں فرمایئے سب کچھ کہہ ڈالوں یا چپ رہوں۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں اپنا لب دانتوں میں چبایا، مراد یہ تھی کہ چپ رہو۔ (مثنوی شریف)

اب غور کیجئے کہ جب اس آفتاب عالمتاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال ہے کہ جنت و دوزخ، عرش و فرش، جنتی و دوزخی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ کوئی چیز ان سے پوشیدہ نہیں تو آفتاب کونین، سراجاً منیرا صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کا کیا پوچھنا۔ کیا ان کی نگاہ نبوت سے کوئی چیز پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

دل فرش پر ہے تری نظر، سر عرش پر ہے تری گزر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام آگے، پیچھے، اوپر اور نیچے، اندھیرے اور روشنی میں یکساں دیکھتے تھے۔

۲۔ یہ کہ محبوب علیہ السلام ساری دنیا اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

Marfat.com

۳۔ یہ کہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں اور ہر امتی کے ظاہری و باطنی حالات آپ کے پیش نظر ہیں۔

۴۔ یہ کہ نبی غیب داں سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو بے حجاب ان آنکھوں سے دیکھا۔ ؎

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

۵۔ یہ کہ عرش و فرش، جنت و دوزخ، لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۵

گوش مبارک

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان — کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
خلق کے دادرس، سب کے فریادرس — کہف روز مصیبت پہ لاکھوں سلام
کنز ہر بے کس و بے نوا پر درود — حرز ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام
ہم غریبوں کے آقا پہ بیحد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد مرسلاں، شفیع عاصیاں، وسیلۂ بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر دو گوش مبارک مکمل و تام تھے۔ قوت بصر کی طرح اللہ جل جلالہ نے آپ کو قوت سمع بھی بطریق خرق عادت و غایت درجہ عطا فرمائی تھی کہ آپ قریب و بعید کو یکساں سنتے تھے۔

مبارک کن پورے درمیانے سنن اسرار ربانی دے معنے
نہ سندے لغو غیبت تے جوٹھ باتاں خفا ہوون جو بولے واہیاں تاں
کناں وچ بھیت وحی اللہ دے پاون خزانے سر دے اندر رکھ چھپاون
سنن جو دوروں ہوون خفیہ گلاں کرے کوئی ہولی توڑے وچ محلاں
ستے جاگدے وی سن دے یکساں ہولی اچی جو بولن جن و انسان

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ اِنِّی اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ بیشک میں دیکھتا ہوں، جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں، جو تم نہیں سنتے۔

(ترمذی ص ۵۵، مشکوٰۃ ص ۴۵۷، خصائص کبریٰ ص ۱/۶۷)

برادران ملت! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا اور دیکھنا دوسرے انسانوں کے مثل نہیں ہے، بلکہ آپ کی تمام صفتوں کی طرح آپ کے سمع و بصر کی قوت بھی بے مثال اور ایک معجزانہ شان رکھتی ہے۔ دور دور کی آواز سن لینا یہ آپ کے مقدس کانوں کا مشہور معجزہ ہے۔

راجز کی فریاد رسی

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب تہجد کے وقت میرے حجرے میں حضور علیہ السلام وضو فرما رہے تھے کہ ناگہاں آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ نُصِرْتَ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ قُلْتُ یَا

میں تیرے پاس پہنچا اور تو مدد کیا گیا ہے۔ جب آپ وضو کر کے باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے سنا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ! سَمِعْتُ فِیْ مُتَوَضَّائِکَ لَبَّیْکَ ثَلَا ثًا وَ نُصِرْتَ ثَلَاثًا کَاَنَّکَ تَکَلَّمَ اِنْسَانًا فَھَلْ مَعَکَ اَحَدٌ؟ فَقَالَ ھٰذَا رَاجِزٌ یَسْتَصْرِخُنِیْ۔

ہے کہ آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرمایا ہے گویا کہ کسی انسان سے کلام فرمارہے ہیں۔ کیا آپ کے پاس کوئی تھا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کررہا تھا۔

طبرانی صغیر ص ۲۰۱، الاستیعاب ص ۴۴۶/۲، اصابہ ص ۲۹۷/۴، سنن البیہقی ص ۲۳۳/۹، کنز العرفان ص ۵۹

فائدہ

حالانکہ وہ (عمر بن سالم راجز) مکہ میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں۔ مگر حضور علیہ السلام نے اسکی فریاد کو سنا اور دست گیری فرمائی۔ واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کی طرف سے ذمہ دار تھی اور بنو خزاعہ حضور علیہ السلام کی طرف سے ذمہ دار تھی اور یہ ذمہ داری اس عہد پر تھی کہ آئندہ دس سال میں باہمی جنگ نہ ہوگی۔ مگر قریش نے عہد اور شرائط کو توڑ دیا اور بنی بکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے قتل کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اس وقت جناب راجز نے مکہ مکرمہ سے فریاد کی اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی، جس کے جواب میں آپ نے تین مرتبہ لبیک اور تین مرتبہ نصرت فرما کر اسکی مدد فرمائی۔

بعد ازاں حضور علیہ السلام نے قریش پر چڑھائی کی اور مکہ فتح ہوگیا۔ گویا ظاہری اور باطنی امداد کا ظہور ہوا۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں، دربے بہا دیئے ہیں

(حدائق بخشش)

آسمان کی چرچراہٹ سنتے

علامہ زرقانی مندرجہ بالا حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

لَا بَعْدَ فِیْ سِمَاعِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ مِنْ مَیْسِرَةَ ثَلَاثٍ فَقَدْ کَانَ یَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَاءِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۵۳۔ شاہد النبوۃ ص ۶۸، حاشیہ الدولۃ المکیہ ص ۱۸۰)

یعنی اگر حضور علیہ السلام نے تین دن کی راہ سے ایک فریادی کی فریاد کو سن لیا تو یہ کوئی آپ سے بعید نہیں ہے، کیونکہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چرچراہٹ کو سن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے گرنے کی آواز کو بھی سماعت فرمالیا کرتے تھے۔

حضرت سلیمان کا ایک سفر

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سفر بڑی شان وشوکت سے ہوتا تھا۔ وحوش وطیور، جن و انسان کی کثیر تعداد آپکے ہمراہ ہوتی تھی۔ پرند اپنے پروں سے آپ پر سایہ کرتے تھے۔ ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ شام سے یمن کی جانب تشریف لے جارہے تھے۔ حسب معمول جن وانس، وحوش وطیور کا لشکر آپ کے ہمراہ تھا۔ یہ لشکر بارہ مربع میل زمین پر تھا۔ اثنائے سفر میں شام کے ایک جنگل سے آپکا گزر ہوا۔ اس جنگل میں چیونٹیوں کی کثرت تھی، جو سارے جنگل میں پھیلی ہوئی تھیں، ابھی لشکر سلیمانی اس جنگل سے تین میل کے فاصلے پر تھا کہ چیونٹیوں کی سردار ایک چیونٹی (جس کا نام منذرہ یا طاخیہ تھا۔ نور العرفان ص ۶۰۲، حسینی قادری ص ۲/۱۷۳) نے کہا

یٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰکِنَکُمْ لَا یَحْطِمَنَّکُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔ (نمل:۱۸)

اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ۔ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر بے خبری میں تمہیں کچل نہ ڈالے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز کو سنا۔ اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا تا کہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں۔

(نور العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۶۰۳)

فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنْ قَوْلِهَا۔

(نمل: ۱۹)

اور چیونٹیوں کی اس بات کو سن کر آپ مسکرائے۔

Marfat.com

ناظرین گرامی! حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل سے چیونٹی کی معمولی سی آواز کو سنا، بیشک یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے مگر ان کانوں کے قربان، جنہوں نے اپنی والدہ کے شکم اطہر میں قلم قدرت کے چلنے کی آواز کو سن لیا۔ امام بیہقی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ اَسْمَعُ وَجْبَتَہٗ حِیْنَ تَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے کے دھماکے کو سنتا ہوں۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۳۷، جامع الصفات ص ۶۸)

چاند کے سجدہ کرنے اور لوح پر قلم چلنے کی آواز کو سنا

قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ لَقَدْ کُنْتُ اَسْمَعُ سُجُوْدَ الْقَمَرِ اِمَّا الْعَرْشِ فَاَنَّا فِیْ ظُلْمَۃِ الْاَحْشَاءِ۔

فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک میں چاند کے سجدے کی آواز عرش کے روبرو سنتا تھا۔ (اسوقت) جب کہ میں شکم مادر میں تھا۔

(نزہۃ المجالس ص ۲/۱۵۸)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ السلام نے:

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَقَدْ کُنْتُ اَسْمَعُ صَرِیْرَ الْقَلَمِ عَلَی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ وَ اَنَا فِیْ ظُلْمَۃِ الْاَحْشَاءِ۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ البتہ بیشک میں لوح محفوظ پر چلتی قلم کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ میں اماں جان کے شکم اطہر میں تھا۔

(نزہۃ المجالس ص ۹۱، مواعظ رضویہ ص ۱/۲۸۲، مجموعۃ الفتاویٰ ص ۲/۹۷، مطبوعہ یوسفی واقع لکھنو۔

ستے بیٹھے سنن آسمانا ندے راز
قلم دا لوح تے بھی سندے آواز

ان روایات سے روشن ہوا کہ حضور نے چاند کے زیر عرش سجدہ کرنے اور لوح پر قلم کے

Marfat.com

چلنے کی آواز کو سنا، جو ہزاروں برس کے فاصلہ کی آواز تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت سلیمان تھے جو تین میل کے فاصلہ کی آواز سن لیتے تھے اور یہ محبوب رب العالمین ہیں جو ہزاروں برس کے فاصلے کی آواز سن لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں۔ اگر ہمارے حضور مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہو کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے؟

قبروں کی آواز سننا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلال سے فرمایا۔

يَا بِلَالُ هَلْ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَسْمَعَهٗ قَالَ اَلَا تَسْمَعُ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ۔

(المستدرک للحاکم ص ۱/۴۰)

اے بلال! کیا تو سنتا ہے جو میں سنتا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں یا رسول اللہ، میں نہیں سنتا فرمایا کیا تو نہیں سنتا؟ ان قبر والوں (یہودیوں) کو عذاب ہو رہا ہے۔ (اور وہ واویلا کر رہے ہیں)

سبحان اللہ! آپ کی قوت سماعت کا کمال کہ دنیا تو کجا، عالم برزخ کی آوازیں سن رہے ہیں۔

جعفر طیار کی آواز سننا

حضرت عبداللہ بن عباس و حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ناگہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اقدس اٹھا کر فرمایا۔ وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ۔

فَقَالَ النَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاهٰذَا قَالَ مَرَّبِیْ جَعْفَرُ اِبْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فِیْ مَلَاءٍ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ فَسَلَّمَ عَلَیَّ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۲۶۱، المستدرک ص ۳/۲۱۰)

حاضرین نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے کس کو سلام کا جواب دیا ہے؟ فرمایا جعفر بن ابی طالب فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اوپر سے گزرتے ہیں۔ انہوں نے مجھے سلام کیا جس کا میں نے جواب دیا۔

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

گوش مبارک نرم او لہجے — اسماناں تھیں سنن سینہے
وچ حدیث نبی دی اپجے — صلی اللہ علیہ و سلم
دسویں وچ سپارے آیت — قُلْ اُذُنُ دی سنو حکایت
شان کناں دی طرف ہدایت — صلی اللہ علیہ و سلم

امام قسطلانی کو شفاء

حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے محدث اور شارح بخاری ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ایسی بیماری لگ گئی، جس کا علاج کر کر کے طبیب و معالج تھک گئے اور انہوں نے اس بیماری کو لا علاج قرار دے دیا۔ فرماتے ہیں کہ

فَاسْتَغَثْتُ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ لَيْلَةَ الثَّامِنِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ جَمَادِىَ الْاَوْلٰى سَنَةَ ثَلَاثٍ وَ تِسْعِيْنَ وَثَمَانِ مِائَةٍ بِمَكَّةَ زَادَهَا اللّٰهُ شَرْفًا

جمادی الاولیٰ ۸۹۳ھ کی اٹھائیسویں شب کو میں نے مکہ معظمہ میں مغیث الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور مدد چاہی۔

دیکھئے امام موصوف تین سو میل دور مکہ معظمہ میں بیٹھ کر حضور علیہ السلام سے مدد مانگ رہے ہیں اور بیماری کے ازالہ کے لئے فریاد کر رہے ہیں اور کیوں نہ ہو؟ جبکہ مسلمان کا ایمان ہی یہ ہے کہ

فریاد امتی جو کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

امام موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے جب فریاد کی تو

فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذْجَاءَ رَجُلٌ مَعَهٗ قِرْطَاسٌ يَكْتُبُ فِيْهِ رَوَاءٌ دَاءِ اَحْمَدُ بْنُ الْقَسْطَلَانِىُ مِنَ الْحَضَرَةِ الشَّرِيْفَةِ بَعْدَ الْاِذْنِ الشَّرِيْفِ،

میں سو رہا تھا کہ ایک شخص آیا جس کے پاس کاغذ کا ایک ٹکڑا تھا جس پر لکھا تھا کہ یہ احمد بن قسطلانی کے مرض کی دوا ہے، بارگاہ شریف سے اذن شریف کے بعد۔

امام موصوف فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

ثُمَّ اسْتَيْقَظْتُ فَلَمْ اَجِدْ بِیْ وَاللّٰهُ شَیْئًا مِمَّا کُنْتُ اَجِدُهٗ وَحَصَلَ الشِّفَاءُ بِبَرَکَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ۔ (مواہب اللدنیا ص ۳۹۲/۲)

پھر میں جاگا تو اللہ کی قسم مجھے جو بیماری تھی، وہ بالکل نہ رہی اور حضور علیہ السلام کی برکت سے مجھے شفا ہوگئی۔

دافع یعنی حافظ و حامی، دفع بلا فرماتے یہ ہیں
فیض جلیل خلیل سے پوچھو، آگ میں باغ کھلاتے یہ ہیں

جنوں کی آواز سننا

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مقام براز میں پہنچا۔ اس جگہ ایک خط کھینچ کر فرمایا، یہاں بیٹھ جا۔ میں ساری رات وہاں بیٹھا رہا۔ صبح کو آپ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی حضور! یہ آوازیں کیسی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ هٰذِهٖ اَصْوَاتُهُمْ وَ حِیْنَ وَدَّعُوْنِیْ ، یہ مجھے سلام کرنے اور وداع کرنے کی وَسَلَّمُوْا عَلَیَّ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۱۳۹/۲) آوازیں جنوں کی تھیں۔

منافق کی خفیہ بات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک کو جا رہے تھے کہ راستہ میں آپ کی اونٹنی گم ہو گئی۔ کچھ صحابی تلاش کو نکلے۔ زید بن قینقاعی، جو منافق تھا، کہنے لگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان کہ وہ نبی ہیں اور آسمانوں کی خبریں دیتے ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمارہ (جو عقبی و بدری صحابی تھے) سے فرمایا کہ ایک منافق نے میرے بارے میں یہ بات کہی ہے۔

وَاللّٰهِ مَااَعْلَمُ اِلَّا اَعْلَمَنِیَ اللّٰهُ وَقَدْ حَسَبْتُهَا شَجْرَةٌ بِزَمَا مِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْنِیْ بِهَا.

(سیرت ابن ہشام قسم ثانی ص ۵۲۳، معجزات مصطفیٰ ص ۱۷۴، المغازی ص ۴۲۳/۲، اسد الغابۃ ص ۲۳۸/۲، ۳۲۶/۱)

خدا کی قسم میں وہی بات جانتا ہوں جس کا مجھے خدا نے علم دیا اور اس نے مجھے بتا دیا ہے کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ میری اونٹنی اس وادی کی فلاں گھاٹی میں ہے اور اسکی رسی ایک درخت سے الجھ گئی ہے۔ جاؤ اسے میرے پاس لے آؤ۔ حسب

Marfat.com

الحکم صحابہ کرام گئے اور اسی گھاٹی سے، جہاں حضور نے فرمایا تھا، اونٹنی کو لے آئے۔

لاریب ہر غیب کے عالم ہیں وہ
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

درود شریف سنتے ہیں

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

لَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یُصَلِّیْ عَلَیَّ اِلَّا بَلَغَنِیْ صَوْتُهٗ حَیْثُ کَانَ قُلْنَا وَ بَعْدَ وَفَاتِکَ قَالَ وَبَعْدَ وَ فَاتِیْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ (جلاء الافہام لابن قیم ص ۷۳)

کوئی شخص ایسا نہیں کہ جو مجھ پر درود پڑھے مگر اسکی آواز مجھے پہنچتی ہے (یعنی میں اسکی آواز کو سنتا ہوں) چاہے وہ کہیں ہو۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! وفات کے بعد بھی (سنو گے) فرمایا: وفات کے بعد بھی۔ کیونکہ اللہ نے حرام قرار دیا ہے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا۔

حضرت علامہ عبد الرحمٰن جزولی علیہ الرحمتہ دلائل الخیرات شریف کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

قِیْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ صَلٰوةَ الْمُصَلِّیْنَ عَلَیْکَ مِمَّنْ غَابَ عَنْکَ وَ مَنْ یَّاْتِیْ بَعْدَکَ مَاحَالُهُمَا عِنْدَکَ فَقَالَ اَسْمَعُ صَلٰوةَ اَهْلِ مُحَبَّتِیْ وَ اَعْرِفُهُمْ۔

(دلائل الخیرات شریف ص ۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپکے نزدیک آپ سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنیوالوں کے درودوں کا کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

حضرات گرامی! اس حدیث سے آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ سرکار دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والا مسلمان اگرچہ لاکھوں میل دور ہو۔ شرق میں

Marfat.com

ہو یا غرب میں، جنوب میں ہو یا شمال میں، عرب میں ہو یا عجم میں، پاکستان میں ہو یا ایران میں، سوڈان میں ہو یا افغانستان میں، امریکہ میں ہو یا افریقہ میں، صحراء میں ہو یا سمندر میں، آبادی میں ہو یا ویرانے میں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر ہو یا گہرے غاروں میں، مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے درود کو سن لیتے ہیں۔

سبحان اللہ! یہ ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک کا بے مثال اعجاز .....اسی مضمون کو شاعر اہل سنت جناب اختر الحامدی صاحب نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وصف گوش نبی اور میں کج مج زباں
ہے سُجُوْدُ الْقَمَرْ اَسْمَعُ جن کی شان
جن پہ قربان حسن سماعت کی جان
دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّد

حضرت ابوبکر محمد بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا تھا تو شبلی آئے اور ابوبکر بن مجاہد اس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اس سے معانقہ کیا اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا تو میں نے کہا، اے میرے سردار! آپ شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں، حالانکہ بغداد والے اسے دیوانہ تصور کرتے ہیں۔

فَقَالَ لِیْ فَعَلْتُ بِهٖ كَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ فَعَلَ بِهٖ ذٰلِكَ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ فِی الْمَنَامِ وَ وَقَدْ اَقْبَلَ الشِّبْلِیُ فَقَامَ اِلَیْهِ وَ قَبَّلَ بَیْنَ عَیْنَیْهِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَفْعَلُ هٰذَا بِالشِّبْلِیِّ فَقَالَ هٰذَا یَقْرَءُ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اِلٰی آخِرِهَا وَیَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ صَلَّی

تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے شبلی کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے جیسا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو کرتے دیکھا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ شبلی حضور علیہ السلام کی مجلس میں آئے تو آپ اس کے لئے کھڑے ہو گئے اور اسکی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تو شبلی کے ساتھ ایسا کرتے ہیں؟ (یہ تو دیوانہ ہے) تو آپ نے فرمایا۔ یہ شبلی ہر نماز کے بعد پڑھتا

Marfat.com

اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ الشِّبْلِیُ سَاَلْتُهٗ عَمَّا يَذْكُرُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ۔ (القول البدیع ص ۱۷۳، جلاء الافہام لابن قیم ص ۲۹۷)

ہے۔ لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورت تک اور پھر تین مرتبہ کہتا ہے صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْکَ يَا مُحَمَّد حضرت محمد فرماتے ہیں کہ میں نے شبلی سے پوچھا تو انہوں نے تصدیق کی اور ویسے ہی بیان کیا، جیسے میں نے سنا تھا۔

مظہر ذات

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ بخاری شریف ص ۲/ ۹۶۳ کی مشہور حدیث يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ عَبْدِیْ کی شرح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وَكَذَالِکَ الْعَبْدُ اِذَا وَ اظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمُقَامَ الَّذِیْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَّ بَصْرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهٗ سَمْعَ الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَ اِذَا صَارَ ذٰلِکَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِی الصَّعْبِ وَالسَّعْلِ وَالْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ۔

(تفسیر کبیر ص ۶۸۸/۵ مصری)

اور اسی طرح جب کوئی بندہ نیکیوں پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کنت له سمعًا و بصرًا فرمایا ہے۔ جب اللہ کے جلال کا نور اسکی سمع ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو سننے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور اسکی بصر ہو جاتا ہے تو وہ دور و نزدیک کی چیزوں کو دیکھنے لگ جاتا ہے اور جب یہی نور جلال اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل و آسانی میں دور اور قریب تصرف کرنے پر قادر ہو جاتا ہے۔

برادران ملت! جب اولیاء اللہ کی یہ شان ہے تو مظہر ذات وصفات سرور کائنات، منبع کمالات، فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی کیا شان ہوگی، جو سیّد المرسلین، خاتم النبیین، حبیب رب العالمین ہیں۔ کیا وہ دور و نزدیک کی آوازوں کو نہیں سنتے؟ کیا وہ بعید و قریب کو نہیں دیکھتے؟ کیا وہ مشکل و آسانی میں دور اور قریب تصرف

Marfat.com

نہیں فرماتے؟ ہاں ہاں ضرور سنتے اور دیکھتے ہیں۔

سنتے ہیں دیکھتے ہیں سمیع و بصیر ہیں
منکر کو ہے وعید عذاب شدید کا

آجکل کی حیرت انگیز ایجادات مثلاً ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ کو دیکھ کر بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ ہزاروں میلوں کے فاصلے سے بولنے والے کی آواز بذریعہ ریڈیو سن لی جاتی ہے تو کیا اللہ کے پیارے محبوب، طالب ومطلوب جو روحانیت ونورانیت کا منبع اور مخزن ہیں، اپنی روحانی قوت سے ہمارے درود وسلام کی آواز نہیں سن سکتے؟ یقیناً سنتے ہیں۔ ورنہ بصورت دیگر روحانیت کا انکار لازم آتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مادی قوت وطاقت کے مقابلے میں روحانی قوت وطاقت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ مادی دنیا میں تو بجلی، ٹیلیفون، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ کے بغیر نہیں سنا جا سکتا، لیکن روحانی دنیا میں تو ان میں سے کسی کی بھی احتیاج نہیں ہے۔

روضۂ انور پر ایک فرشتہ روئے زمین کے درود سنتا ہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بہت بڑی شان ہے۔ حضور کے درباریوں کی سماعت کا یہ حال ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰهِ مَلِکًا اَعْطَاهُ اَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ کُلَّهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰی قَبْرِیْ اِذَا مِتُّ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ فَلَیْسَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ یُصَلِّیْ عَلَیَّ صَلٰوةً اِلَّا سَمَّاهُ بِاِسْمِهٖ وَاِسْمِ اَبِیْهِ قَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلّٰی عَلَیْکَ فُلَانٌ کَذَا وَکَذَا

بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسکو تمام مخلوقات کی قوت سمعائی عطا ہوئی ہے اور وہ میرے روضۂ انور پر میری وفات سے لیکر قیامت تک قائم رہے گا۔ جو بھی مجھ پر درود پڑھے گا۔ مگر وہ فرشتہ اس کا نام اور اس کے باپ کا نام لیکر کہے گا۔ کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں بن فلاں نے آپ پر اسطرح ان الفاظ میں درود بھیجا ہے۔

(بخاری فی التاریخ، جلاء الافہام لابن قیم ص ۶۲، خصائص الکبریٰ ص ۲/۱۲۸۰ نسائی ص ۱/۳۰۹، حاشیہ ۱۵، القول البدیع ص ۱۲۲، سعادۃ الدارین ص ۵۸، ندائے یارسول اللہ ص ۸۸)

Marfat.com

اسی لئے شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ذکر کن اور او درود بفرست بروئے علیہ السلام وباش درحال ذکر گویا حاضر است پیش تو در حالت حیات دمی بینی تو اور رامتادب یا جلال و تعظیم و ہیبت و حیا و بداں کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم بیندومی شنود کلام ترازیرا کہ وے صلی اللہ علیہ وسلم متصف است بہ صفات الٰہیہ و یکے از صفات الٰہی آنست کہ اَنَا جَلِیْسَ مِنْ ذَکَرَنِیْ۔ (مدارج النبوۃ ص ۶۲۱/۲)

حضور علیہ السلام کا ذکر کرو اور حضور پر درود بھیجو تو ایسے رہو کہ گویا حضور حالت حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو۔ ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت و حیاء سے رہو۔ اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں کیونکہ حضور صفات الٰہیہ سے متصف ہیں اور خدا کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

غیب کی بات سنی

قباث بن اشیم الکنانی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میدان بدر میں مشرکین مکہ کی طرف تھا۔ ابھی تک میری نظروں کے سامنے مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت پھر رہی ہے مگر با ایں ہمہ جب ہمارے لشکر کو شکست ہوئی تو میں بھی بھاگا، شکست خوردہ مشرکین ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے اپنے آپ سے کہا۔

مَارَاَیْتُ مِثْلَ ھٰذَا الْاَمْرُ فَرَّمِنْہُ اِلَّا نِسَاءُ۔

یعنی ایسا واقعہ میں نے کبھی نہیں دیکھا جس میں عورتوں کے سوا سب بھاگ کھڑے ہوئے۔

جب میں مکہ معظمہ پہنچا اور کچھ عرصہ قیام کیا تو اسلام کا تصور میرے ذہن میں جانشین ہونے لگا۔ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ مدینہ میں جا کر دیکھوں تو سہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا کہتے ہیں؟

چنانچہ مدینہ منورہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ مسجد کے زیر سایہ صحابیوں کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ میں بھی وہاں چلا گیا لیکن حضور علیہ السلام کو نہ پہچان سکا۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قباث!

Marfat.com

تم ہی تھے جس نے میدان بدر میں مَارَاَیْتُ مِثْلَ ھٰذَا الْاَمْرُ فَرَّمِنْہُ اِلَّا نِسَاءُ کہا تھا۔ میں نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ کیونکہ یہ جملہ میں نے کسی دوسرے کے سامنے نہیں کہا تھا۔ یہ بات محض مجھی تک محدود تھی۔ اگر آپ رسول خدا نہ ہوتے تو آپ کو قطعاً خبر نہ ہوتی۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں بیعت کروں۔ میں اسکے بعد مسلمان ہوگیا۔

شواہد النبوۃ ص ۱۳۱، اسد الغابہ ص ۴/۱۹۰، البدایہ ص ۳/۲۱۳، المغازی ص ۱/۹۶، معجزات مصطفیٰ ص ۱۳۴)

ناظرین گرامی! حضرت قباث الکنانی حضور علیہ السلام کا علم غیب دیکھ کر ایمان لائے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ کوئی علم غیب دیکھ کر ایمان لاتا ہے، اور کچھ وہ ہیں جو ایمان کا دعوی کر کے بھی حضور کے علم غیب کا انکار کر دیتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت دکھانے اور جنتیوں کی آواز سنوانے پر قادر ہیں

ابن ماجہ حضرت فاطمہ بنت حسین سے راوی ہیں کہ جب حضور کے فرزند حضرت قاسم کا انتقال ہوا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ میری آرزو یہ تھی کہ رب تعالیٰ قاسم کو اتنے دن اور زندہ رکھتا تا کہ ان کے ایام رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت قاسم کے ایام رضاعت جنت میں پورے ہوں گے لیکن حضرت خدیجہ نے پھر وہی کلمات دھرائے۔ جس پر فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰہَ یُسْمِعُکِ صَوْتَہٗ قَالَتْ بَلْ صَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ (خصائص الکبریٰ ص ۲/۸۸)

خدیجہ! اگر تم کہو تو میں دعا مانگوں اور تم حضرت قاسم کی آواز جنت سے زمین پر سن لو عرض کی نہیں۔ اللہ اور رسول نے سچ فرمایا۔

اس حدیث سے روشن ہوگیا کہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر احوال برزخ و احوال جنت و دوزخ پوشیدہ نہیں ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ حضور علیہ السلام پر منکشف ہے۔ اسی طرح آپ میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں، زمین پر ہی جنت دکھا دیں اور جنت میں رہنے والوں کی آوازیں سنوا دیں۔ نیز احادیث مذکورہ سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے جہان کی خبر ہے لیکن افسوس کہ بے خبر بے خبر جانتے ہیں۔

Marfat.com

لاریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کی قوت باصرہ اور قوت سامعہ عام انسانوں کی سی نہیں ہے بلکہ دور ونزدیک سے یکساں سنتے اور دیکھتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ آپ ہر درود پڑھنے والے کی آواز کو سنتے اور قیامت تک سنتے رہیں گے۔ نیز ہر نماز کے بعد یہ درود شریف صل اللہ علیک یا محمد یا رسول اللہ پڑھنا بہت ہی مستحسن ہے اور پڑھنے والے کو وہ شرف حاصل ہوتا ہے جو شبلی کو حاصل ہوا۔

۳۔ یہ کہ انبیاء کرام واولیاء عظام بالاجماع اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۴۔ یہ کہ حضور علیہ السلام مظہر صفات الٰہیہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا ظہور مصطفیٰ کی ذات سے ہوتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

Marfat.com

باب ۶

ناک مبارک

پر تو اسم ذات احد پر درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہر فرد عزت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

نبی مکرم شفیع معظم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا۔ پتلی نہایت سیاہ، بڑی بڑی آنکھیں، آنکھوں میں سرخ ڈورے، مژگاں دراز، دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی، ابرو خم دار۔ بینی مبارک بلند اور نہایت خوبصورت۔

گلابی رنگ گندم گوں سنہری　　سفیدی نال سرخی موج ماری
اچا نک صاف پتلا شان کمالی　　پاوے خوشبوتے وچ دوجگدے عالی

قوت سمع و بصر کی طرح مولیٰ کریم جل جلالہ نے آپ کی بینی مبارک کو یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ کئی میلوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لیتے تھے۔ چنانچہ علامہ اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ صاحب تفسیر روح البیان و حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مدینہ شریف میں بیٹھے ارشاد فرمایا کہ

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ۔　　مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو آتی ہے۔

ناظرین! غور کیجئے کہ کہاں یمن اور کہاں مدینہ شریف اور مدینہ شریف میں بیٹھے بیٹھے حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کی خوشبوئے محبت سونگھ لی۔ (اشرف التفاسیر ص ۱۳۸/۶)

بیہقی نے دوسری سند کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرن کا ایک شخص ہوگا۔ اس کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ اسکے جسم میں سفیدی ظاہر ہوگی اور وہ اللہ تعالیٰ سے اسے دور کرنے کی دعا کرے گا۔

اَللّٰھُمَّ دَعَ لِیْ فِیْ جَسَدِیْ مِنْهُ مَااَذْکَرِ بِهٖ نِعْمَتَکَ عَلَیَّ۔　　اے خدا میرے جسم سے سفیدی کو دور کر دے اور اتنی سفیدی چھوڑ دے کہ میں تیری نعمت کو یاد رکھوں۔

چنانچہ اس کی سفیدی دور کر دی جائے گی اور تھوڑی سی چھوڑ دی جائے گی۔ اگر کوئی تم میں سے اسے ملے اور وہ استطاعت رکھتا ہو کہ اس سے استغفار کرائے تو اسے لازم ہے کہ اس سے استغفار کی درخواست کرے۔ (خصائص کبریٰ ص ۲۹۰/۲)

ابن سعد و حاکم نے حضرت سعد سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ کھانا لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اور کچھ پیالہ میں بچ رہا۔ محبوب

Marfat.com

علیہ السلام نے فرمایا۔ اس طرف سے ایک شخص آئے گا۔ جو اہل جنت میں سے ہے، وہ اس کھانے کو تناول کرے گا۔۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام آئے اور انہوں نے اسے کھایا۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۲۹۱)

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی فرماتے ہیں۔

نک کنڈہارا اچا دسے　　نور الٰہی چھم چھم دسے
منہ تبسم ہاسا ہسے　　صلی اللہ علیہ و سلم

اور (حلیہ شریف)

اچانک نبی سرور دا　　ہر کوئی ویکھ تعریفاں کر دا
عالم سارا ہو گیا بردا　　صلی اللہ علیہ و سلم

(جام کوثر)

فوائد

۱۔ نبی علیہ السلام نے کئی میلوں سے حضرت خواجہ اویس قرنی کی خوشبوئے محبت کو سونگھ لیا۔

۲۔ خالق کائنات نے حضور علیہ السلام کو قوت سمع و بصر کی طرح قوت شامہ بھی نہایت ہی بے مثل عطا فرمائی تھی۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۷

لب مبارک و دندان مبارک

پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام
جن کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام
جن کے کچھے سے لچھے جھڑیں نور کے ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام
پہلے سجدہ پہ روز ازل سے درود یادگاری امت پہ لاکھوں سلام
لطف بیداری شب پہ بے حد درود عالم خواب راحت پہ لاکھوں سلام

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور پرنور، نُوْرٌ عَلٰی نُوْر، حبیب رب غفور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک نہایت خوبصورت اور سرخی مائل تھے۔ دندان مبارک کشادہ، روشن وتاباں تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو دندان پیشیں میں سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔ اور جب آپ تبسم فرماتے تو دیواریں روشن ہوجاتیں۔

خوب لباں دی ہوہنی لالی — وقت تبسم چمک نرالی
درجہ شان مراتب عالی — صلی اللہ علیہ و سلم
دند سفید چنبے دیاں کلیاں — پولو پالی واہ واہ رلیاں
خلقاں تک تک ہویاں جھلیاں — صلی اللہ علیہ و سلم
قدرے وتھ دندان وچ آہی — وقت تبسم فضل الٰہی
دنداں تھیں نکلے روشنائی — صلی اللہ علیہ و سلم

(جام کوثر ص ۲۸)

دندان مبارک سے نور نکلتا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اِذَا ضَحِکَ یَتَلَا لَؤُ فِی الْجُدُرُ۔ (ترمذی۔ نشر الطیب ص ۱۶۰، الخصائص الکبریٰ ص ۱/۸۴)

کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندہ فرماتے (تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں) جن سے دیواریں روشن ہوجاتیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ

کَانَ اِذَا تَکَلَّمَ رُءِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ ثَنَایَاہ۔

جب آپ کلام فرماتے تو آپکے دندان مبارک کے درمیان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

(مواہب اللدنیہ ص ۱/۲۷۰، انوار محمدیہ ص ۱۳۲، نشر الطیب ص ۱۵۶)

طبرانی نے ابی قرصافہ سے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں اور میری ماں اور خالہ نے حضور علیہ السلام سے بیعت کی۔ جب ہم لوٹ رہے تھے، تو میری ماں اور خالہ نے کہا: اے بیٹے! ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کسی شخص کو نہ دیکھا۔ نظافت جسم،

Marfat.com

لطافت لباس، شیریں گفتار میں اور باتیں کرتے وقت منہ سے گویا نور نکلتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱۵۸/۱)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمُ اَفْلَجَ الثَّنِيَّنَ اِذَا تَكَلَّمَ رَاٰى كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاه۔

حضور علیہ السلام کے سامنے کے دانت مبارک کشادہ تھے۔ جب آپ کلام فرماتے تو آپ کے دانتوں سے نور نکلتا ہوا نظر آتا تھا۔

(سنن دارمی شریف ۳۳/۱، شمائل ترمذی ص ۳، مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔ الخصائص الکبریٰ ص ۱۵۶/۱، جواہر البحار ص ۴۵۰، مجمع الزوائد ص ۲۷۹/۸، شیم الحبیب ص ۱۵۶)

حضرت امام قاضی عیاض علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ

اِذَا افْتَرَّضَا حِكًا افْتَرَّ عَنْ مِثْلِ سَنَا الْبَرْقِ وَ عَنْ مِثْلِ الْغَمَامِ اِذَا تَكَلَّمَ رَاٰى كَالنُّوْرِ يَخْرُجُ مِنْ ثَنَايَاه۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مسکراتے تو آپ کے دندان مبارک بجلی اور برف کے اولوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے اور جب آپ کلام فرماتے تو آپکے مبارک دندان سے نور نکلتا دکھائی دیتا۔

(شفاء شریف ص ۳۹/۱ مطبوعہ مصر)

آپ کے تبسم سے روشنی

حضرت علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمُ نُوْرًا اَضَاءَ الْعَالَمِيْنَ۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک نور تھے، جن کی روشنی سے سارے جہاں روشن ہو گئے۔

(جواہر البحار ص ۶۱)

كَانَ اِذَاتَبَسَّمَ فِى اللَّيْلِ اَضَاءَ الْبَيْتُ۔

آپ جب رات کو مسکراتے تو گھر روشن اور منور ہو جاتا۔

(جواہر البحار ص ۴۳۴)

Marfat.com

دیواروں پر نور پڑتا

امام احمد بن محمد بن ابوبکر الخطیب القسطلانی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَیْ یَضِیْ ءُ فِی الْجُدُرِ اَیْ یَشْرُقُ نُوْرُہٗ عَلَیْھَا اِشْرَاقًا ۔ کَاِشْرَاقِ الشَّمْسِ عَلَیْھَا۔

(مواہب اللدنیہ ص ۱/۱۷۳ مطبوعہ مصر)

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک دیواروں پر اس طرح چمکتا تھا جیسے سورج کی روشنی دیواروں پر جب پڑتی ہے تو چمکتی ہوئی نظر آتی ہے۔

برادران ملت! دنیا میں بڑے بڑے حسین اور چمکدار دانتوں والے ہوئے ہیں اور ہوں گے مگر دانتوں میں ایسی چمک کہ تبسم کے وقت ان کی تجلی سے مکان کی دیواریں اندھیری رات میں جگمگا اٹھیں۔ یہ نور مجسم، رحمت اللعالمین فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے دانتوں کا جمال نبوت ہے جسکو معجزہ کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ سبحان اللہ! سبحان اللہ!

کشادہ لب جیوں زیبا مناسب، عقیقوں سرخ تے پتلے دونویں لب
سچے موتی لڑی دنداں دی چمکے برابر پتلے تے گل کر دے ہسکے
انیہری رات وچ جاں ہسدے سرور ۔ دنداں وچوں ہووے چمکار ظاہر

حضرت مولانا غلام احمد صاحب کولوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہوٹھ مبارک سرخ درخشاں چھپدے اس تھیں لعل بدخشاں
سخن الاون در۔ درخشاں صلی اللہ علیہ و سلم
یسین غلامت دند مبارک ۔ چمکن روشن مثل بوارق
آہے انہاں عجب خوارق صلی اللہ علیہ و سلم
وتھ دنداں وچ سوہنی آہی جدا وہ حضرت سخن الائی
عکس دنداں چمکار دکھائی صلی اللہ علیہ و سلم
بحر النور تھیں آہے موتی خوب صورت لڑی پروتی
شوق الٰہی دم دم دھوتی صلی اللہ علیہ و سلم
موتیاں دنداں دا چمکارا ملکاں کیتا جدوں نظارہ

Marfat.com

سجدے ڈگا عالم سارا صلی اللہ علیہ و سلم
(حلیہ شریف)

سیّد مرغوب احمد اختر الحامدی صاحب کہتے ہیں۔

جن کی ضو سے ملے راستے دور کے دن پھرے بخت شبہائے مہجور کے
جن سے برسیں گہر حسن مستور کے جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
ان ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام

مضطرب غم سے ہوتے ہوئے ہنس پڑیں رنج سے جان کھوتے ہوئے ہنس پڑیں
بخت جاگ اٹھیں سوتے ہوئے ہنس پڑیں جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

ناظرین گرامی! باوجود اس کے کہ آپ کے دنداں مبارک نہایت چمکیلے اور صاف تھے، پھر بھی آپ ان کی صفائی کا بہت اہتمام فرماتے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آپ کسی نماز کے لئے تشریف نہ لے جاتے تاوقتیکہ مسواک نہ فرما لیتے۔ ارشاد نبوی ہے کہ مسواک ہمیشہ کیا کرو کہ وہ سبب ہے منہ کی صفائی اور رب تعالیٰ کی رضا کا۔ نیز فرمایا: دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی جائیں، بے مسواک کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔ (ترغیب ص ۵۷)

مسواک کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ بِتَاخِیْرِ الْعِشَاءِ وَ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میں مشکل نہ جانتا اپنی امت پر، البتہ ان کو حکم کرتا ساتھ تاخیر عشاء کے اور ساتھ مسواک کرنے کے نزدیک ہر نماز کے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۶)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

Marfat.com

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ لَا يَرْقُدُ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نِهَارٍ فَلْيَسْتَيْقَظْ اِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ اَنْ تَوَضَّاءَ۔ (رواہ احمد وابوداؤد۔ مشکوٰۃ ص ۳۷)

کہ تھے رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نہ سوتے رات کو نہ دن کو، پس جاگتے مگر وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔ اسکو امام احمد اور ابوداؤد نے روایت کیا۔

جب کہیں باہر سے تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرنا ہوتا۔ اور یہ سب کچھ امت کی تعلیم کے لئے تھا۔ (ذکر جمیل ص ۱۰۶)

کبھی جماہی نہیں آئی

امام بخاری تاریخ میں ابن شیبہ نے اپنی تصنیف میں اور ابن سعد نے یزید بن الاہم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جمائی نہیں آئی۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱/۱۶۵۔ جواہر البحار ص ۹۶۷)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا كَانَ ضَحِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِلَّا تَبَسَّمًا۔

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا سوائے تبسم کے نہ تھا۔

(ترمذی شریف کتاب المناقب)

یعنی اکثر اوقات تبسم اور مسکرانا ہی ہوتا تھا اور کبھی کبھی ایسے حالات و واقعات بھی پیش آجاتے کہ آپ اس قدر ہنس پڑتے کہ آپ کے دنداں مبارک ظاہر ہو جاتے۔

علم و نگاہ حضور

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کو خوب پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا۔ وہ ایسا آدمی ہوگا جو گھسٹتا ہوا آئے گا۔ اس سے کہا جائے گا، جا جنت میں داخل ہو جا۔ وہ جنت میں جا کر دیکھے گا کہ لوگوں نے تمام منازل پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ واپس آ کر عرض کرے گا کہ اے میرے رب! لوگوں نے تمام مقامات پر قبضہ کر لیا ہے، اب کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔ ارشاد ہوگا۔ کیا وہ دنیا تجھے یاد ہے جس میں تو رہتا تھا، کہ وہ کتنی بڑی تھی؟ وہ عرض کرے گا،

Marfat.com

یاد ہے۔ ارشاد ہوگا۔ اچھا کچھ تمنا کرو۔ کیا چاہتے ہو۔ وہ اپنی تمنا و آرزو بیان کرے گا۔ ارشاد ہوگا۔

فَاِنَّ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَ عَشَرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ۔

(جمع الوسائل ص ۱۹/۳)

کہ تمہیں تمہاری تمنائیں بھی دیں اور تمام دنیا سے دس گناہ زیادہ بھی دیا۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں، وہ کہے گا۔ اے اللہ! آپ عظیم الشان بادشاہ ہو کر مجھ سے تمسخر فرماتے ہیں؟ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس شخص کے اس جواب پر اتنے ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے۔

برادران ملت! اس حدیث مبارک میں غور فرمائیے اور ارحم الراحمین جل جلالہ کے بے حساب انعام و اکرام اور بے حد رحمت و عنایت کا اندازہ کیجئے کہ جب ایسے شخص پر جو سب سے آخر جہنم سے نکالا جائے گا۔ جس سے اس کا سب سے زیادہ گناہگار ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اس قدر کرم ہوا کہ اسکو یقین نہیں آ رہا تھا اور وہ انتہائی عجز و انکساری سے یہ خیال کر رہا تھا کہ کہاں میں عبد ذلیل اور کہاں اس قدر رحمت و احسان۔ میں کبھی بھی اس کا مستحق ہو ہی نہیں سکتا ہوں۔ یہ گویا میرے ساتھ ہنسی کی جا رہی ہے۔ مگر وہ کیا جانے کہ وہ بے نیاز بے حد رحم و کرم والا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس نے یہ خیال کر کے کہہ دیا ہو کہ وہاں تو کوئی جگہ خالی ہی نہیں رہی اور آپ مجھے ساری دنیا سے دس گنا زیادہ عطا فرما رہے ہیں، یہ عجیب مذاق ہے جو ہرگز آپ کی شان کے لائق نہیں۔ چونکہ یہ منظر رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا اور آپ اس کے جواب پر اور اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان پر ہنس پڑے بہر صورت حضور علیہ السلام کا ہنسنا اکثر تبسم ہوتا تھا اور کبھی کبھی اتنا زیادہ کہ دندان مبارک ظاہر ہو جاتے مگر قہقہہ مار کر نہیں ہنستے تھے۔

Marfat.com

آپ کی خوش طبعی

آپ بعض اوقات اپنے صحابہ سے خوش طبعی اور مزاح بھی فرمالیتے تھے، مگر یہ خوش طبعی اور مزاح ایسا نہ ہوتا تھا جو آپ کی شان اور وقار کے خلاف ہوتا۔ اگر آپ ایسا نہ کرتے تو آپ کا رعب اور ہیبت و وقار، جو بہت ہی زیادہ تھا، صحابہ کے لئے انتفاع کی راہیں مسدود کر دیتا۔ آپ نے اس کا اہتمام اس لیے فرمایا کہ آپس میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوں، میل ملاپ اور محبت و مروت بڑھے اور باہم سوال و جواب میں بے تکلفی پیدا ہو۔ نیز امت کیلئے سہولت اور تفریح طبع کا دروازہ کھل جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ایسا مزاح و مذاق جو قساوت قلبی کا باعث ہو جائے یا ذکر الٰہی سے روک دے یا دوسرے کی اذیت کا باعث ہو جائے یا انسان کی عزت و وقار کو گرا دے، وہ جائز نہیں ہے۔

آپ کے منہ سے حق نکلتا ہے

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا۔

اِنَّکَ قُدَا عِبْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔

یارسولِ اللہ! آپ ہم سے خوش طبعی فرمالیتے ہیں؟ فرمایا ہاں! لیکن اس وقت بھی میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

(درمنثور ص ۶۔۱۲۲۔ جمع الوسائل ص ۲۔۲۸)

چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مزاحاً فرمایا یَاذَاالْاُذُنَیْنِ (او دو کانوں والے)۔ ظاہر ہے کہ ان کے کان دو ہی تھے۔ بات بھی غلط نہ ہوئی اور مزاح بھی ہو گیا۔ اسی طرح ایک شخص نے دربار رسالت میں عرض کی یارسول اللہ! مجھ کو سواری کے لئے کوئی جانور عطا ہو؟ آپ نے فرمایا تجھے اونٹنی کا بچہ دیں گے۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا (مجھے تو سواری کے لیے چاہیئے۔) فرمایا: کوئی اونٹ ایسا بھی ہے جو کسی اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ (جمع الوسائل شرح الشمائل ص ۲۔۲۸)

ایک بوڑھی عورت نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے جنت میں داخل فرمائے۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْ خُلُھَا عُجُوْزٌ کہ جنت میں کوئی بوڑھی عورت داخل نہ ہوگی۔

Marfat.com

یہ سن کر وہ بوڑھی عورت روتی ہوئی واپس چلی۔ آپ نے صحابہ کرام سے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ وہ بوڑھی ہونے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی بلکہ جوان ہونے کی حالت میں جائے گی۔ (جمع الوسائل ص ۲۔۳۱)

اسی طرح ایک بدوی صحابی تھے، جن کا نام ''زاہر'' تھا۔ وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تو وہاں کی چیزیں سبزی، ترکاری اور پھل و پھول وغیرہ لاتے اور بطور ہدیہ پیش کرتے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو کھانے پینے کا سامان اور شہر کے تحفے وغیرہ عطا فرماتے۔ آپ فرماتے کہ زاہر ہمارے لئے جنگل (دیہات) ہے اور ہم اس کے لئے شہر ہیں۔ یعنی ہم اس سے جنگل کی چیزیں پا کر مستفید ہوتے ہیں اور وہ ہم سے شہر کی اشیاء پا کر مستفید ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے خاص محبت رکھتے اور وہ ظاہر شکل و صورت کے لحاظ سے بدشکل تھے۔ ایک مرتبہ کسی جگہ کھڑے ہوئے وہ سامان، جو گاؤں سے لاتے تھے، فروخت کر رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اتفاق سے وہیں تشریف لے آئے اور اچانک پیچھے سے دونوں ہاتھ انکی آنکھوں پر رکھ کر ان کو آغوش میں لے لیا۔ انہوں نے کہا۔ ارے یہ کون ہے، مجھے چھوڑ دے؟ لیکن جب کن انکھیوں سے دیکھ کر پہچان لیا کہ پیارے حبیب علیہ السلام ہیں تو اپنی پشت کو ذرا پیچھے کر کے آپ کے سینۂ انور سے لگا دیا اور لگے (تبرکا) زور زور سے ملنے اور رحمت کے خزینے سے فیض و سرور حاصل کرنے۔ آپ نے فرمایا: کون ہے جو اس بندے کو خریدے؟ حضرت زاہر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ مجھے فروخت کریں گے تو گھٹیا اور کم قیمت پائیں گے۔

فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ لٰكِنَّ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ اَوْ قَالَ اَنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ غَالٍ

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں، تم اللہ کے نزدیک گھٹیا اور کم قیمت نہیں ہو بلکہ بیش قیمت ہو۔

(جمع الوسائل ص ۲۔۲۹)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے
اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

رحمتہ اللعالمین

جب غزوہ احد میں آپ کا دانت مبارک شہید ہوا۔ جبرائیل علیہ السلام ومیکائیل علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ! یہ دانت مبارک ہم کو عنایت کیجیئے تا کہ اس کی برکت سے غضب الٰہی سے محفوظ رہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شکستہ دانت میری امت کے شکستہ دلوں کے لئے موجب بخشش ہے۔ روز محشر جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تیری امت نے میری نافرمانی کی ہے۔ تب میں کہوں گا کہ یاالٰہی تیرے بندوں نے میرا دانت شہید کیا۔ میں نے انہیں معاف کیا اور تیری شان رحیمی وکریمی ہے تو بھی میرے امتیوں کے گناہ معاف کردے تو خدا تعالیٰ معاف کردے گا۔

(قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۳۳، احیاء القلوب ص ۱۰۹)

سلام اس پر جو دشمن پر بھی رحم و فضل فرمائے
سلام اس پر کہ جس نے رحمتوں کے پھول برسائے

لحد میں یادِ اُمت

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرہ انور کی زیارت کی۔

اِذَا رَاَیْتُ شَفَتَیْهِ یَتَحَرَّکُ فَاَدْنَیْتُ اُذُنِیْ عِنْدَهَا فَسَمِعْتُ وَهُوَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لاُمَّتِی فَاَخْبَرْتُهُمْ بِهٰذَا فَتَعَجَّمُوْا بِشَفُقَتِهٖ عَلٰی اُمَّتِهٖ۔

جب میں نے دیکھا تو آپ کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو سنائی تو اس شفقت امت پر سب دنگ رہ گئے۔

(حجتہ اللہ علی العالمین۔ کنز العمال۔ مدارج النبوت ص ۴۴۲/۲، احیاء القلوب ص ۱۳۴)

اس قدر ہم ان کو بھولے ہائے ہائے
ہر گھڑی جن کو ہماری یاد ہے

برادران ملت! بخشش امت کی خاطر ان مبارک لبوں نے صرف یہاں ہی حرکت نہیں

Marfat.com

فرمائی بلکہ اس دنیا میں جلوہ گر ہوتے وقت بھی رب ھب لی امتی کہہ کر ہم گناہگاروں، سیہ کاروں کو اطمینان وسکون بخشا۔ (احیاء القلوب ص ۲۲) اور جب تک ظاہری دنیا میں جلوہ گری فرمائی، ہر آن وہر لحظ امت کا سکون واطمینان مدنظر رہا۔

تمہارے ہی لئے تھا اے گناہگار و سیہ کارو
وہ شب بھر جاگنا اور رات بھر رونا محمدؐ کا

ساری ساری رات امت کی بخشش و آرام کی خاطر کھڑے رہتے۔ گریہ زاری فرماتے۔ یہاں تک کہ پائے مبارک متورم ہو جاتے۔ (شمائل ترمذی)

مگر اللہ کے پیارے حبیب علیہ السلام کے پیارے اور نورانی لبوں پر پھر بھی یہی دعا ہوتی۔ رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ۔

چشم بے خواب کے صدقے کہ ہیں بیدار نصیب
آپ جاگے تو ہمیں چین کی نیند آئی ہے

غار میں یاد امت

حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے، وہاں آپکو نہ دیکھا تو بے تاب ہو کر شوق دیدار میں باہر نکلے۔ دریافت کیا، کسی نے پہاڑ کی طرف اشارہ کر دیا۔ فوراً پہاڑ کی طرف دوڑے۔ وہاں جا کر ایک گلہ بان کو دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تو نے میرے آقا علیہ السلام کو دیکھا ہے؟ چرواہے نے جواباً عرض کہ ؎

گفت چوپال مرمرا معلوم نیست
من نمی دانم محمدؐ کیست

میں نہیں جانتا محمد رسول اللہ کس کا نام ہے، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ بھی پتہ ہے یہاں کوئی شخص نورانی چہرے والے آئے ہیں یا نہیں؟ تو چرواہے نے جواب دیا۔ ؎

Marfat.com

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار
زاری نالد کسے لیل و نہار

کہ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس اندھیری غار میں کوئی شخص گریہ وزاری کر رہا ہے اور اس کے رونے میں اتنا درد اور سوز ہے کہ ؎

جانور ازنالۂ او خستہ اند
وز چرا کردن دہن ہا بستہ اند

کہ چرند و پرند اس کے رونے سے متاثر ہو رہے ہیں اور سب چرنا، چگنا چھوڑے ہوئے نہایت خستگی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ پیارے اور دلکش الفاظ کونسے ہیں جو رونے میں معلوم ہوتے ہیں؟ وہ کہتا ہے ؎

می کند باگریہ ہر ساعتی
نالۂ یا امتی، یا امتی

ہر وقت، ہر گھڑی اس تاریک غار میں وہ اپنے رب کے سامنے رو رو کر اپنی امت کی بخشش کے لئے یَا اُمَّتِیْ یَا اُمَّتِیْ کہہ کر عرض کر رہے ہیں۔

جس کو امت کا غم ہی ستاتا رہا　　اشک غاروں میں جو بہاتا رہا
جو مقدر ہمارے بناتا رہا　　اسکی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! اس ظاہری حیات میں ہر وقت، ہر مقام پر اپنے نام لیواؤں کے سکون واطمینان کو پیش نظر رکھا۔ اور اپنے خالق و مالک ارحم الراحمین کی بارگاہ میں دعائیں کیں اور قیامت کے دن بھی تمام لوگ دیکھیں گے کہ ان پیارے پیارے لبوں کی جنبش ہی سب کی رہائی اور مصیبتوں سے نجات کا باعث ہوگی اور ہم گناہگاروں، سیہ کاروں کا حضور کی شفاعت سے ہی بیڑا پار ہوگا۔ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَتَ حَبِیْبِکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ۔

کہیں گے اور نبی اِذْھَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ　　مرے حضور کے لب پر اَنَالَھَا ہو گا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے　　خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا

Marfat.com

دعائے امت بدکار ورد لب ہو گی　　خدا کے سامنے سجدے میں سر جھکا ہو گا
غلام انکی عنایت سے چین میں ہونگے　　عدو حضور کا آفت میں مبتلا ہو گا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم، رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت اور غلامی نصیب فرمائے اور آپکی تعلیمات عالیہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

فوائد

۱۔ یہ کہ آپ کے دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل نکل کر دیواروں پر پڑتی تھیں۔
۲۔ یہ کہ آپ کے متبسم ہونے سے تاریک گھر روشن ہو جاتے۔
۳۔ یہ کہ آپ کے دندان مبارک گناہگاروں کے لئے وجہ سکون اور باعث نجات ہیں۔
۴۔ یہ کہ آپ نے ہر گھڑی امت کے لئے دعائے بخشش فرمائی اور وصال کے بعد بھی رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ہی فرمایا۔
۵۔ مسواک کر کے جو دو رکعتیں پڑھی جائیں، بے مسواک کی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۸

دھن ولعاب دہن شریف

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام
جس سے کھارے کنویں شیرہ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حبیب کبریا، مالک ہر دوسرا۔ شافع روز جزا، راز دار رب العلاء، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ۔ والثناء کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ اور لعاب دہن شریف نہایت ہی خوشبودار اور بہت ہی بابرکت تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ چوڑا تھا۔ آپ گفتگو کو شروع کرتے یا ختم کرتے تو منہ کھول کر (یعنی ہر بات کو پوری وضاحت سے بیان فرماتے)

کرن شیریں سخن تے جان پاون　　کدے اک لفظ نوں نہ دوہرا الاون
تحمل نال تھوڑا تھوڑا بولن　　اول آخر سخن دا خوب کھولن

عربوں میں کشادہ دہانہ کو اچھا سمجھا جاتا تھا اور تنگی دہن کو ناپسند کرتے تھے۔

آپ کے ہونٹ مبارک خوبصورت اور باچھیں نہایت لطیف تھیں۔ دندان مبارک چمکیلے اور روشن تھے۔ دوران گفتگو یوں معلوم ہوتا، گویا نور نکل رہا ہے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۶۲)

قدر موافق وات کشادہ　　آب شفا وچہ رہے آمادہ
شکر شیروں مٹھا ڈاہڈا　　صلی اللہ علیہ و سلم
جیکر کسے پیاس اکاوے　　قطرہ ہکو منہ وچہ پاوے
مٹھا منہ پیاس بجھاوے　　صلی اللہ علیہ و سلم
آب دہن وچہ برکت بھاری　　مٹھا ہوندا چشمہ کھاری
جاندی رہے تمام بیماری　　صلی اللہ علیہ و سلم
مارگذیدہ جے کر آوے　　قطرہ لب بنی چا لاوے
اس نوں ترت آرام آ جاوے　　صلی اللہ علیہ و سلم

ہر بات حق

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک وہ دہن ہے۔ جس سے ایک حرف بھی ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو بلکہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں، وہ اللہ کی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى۔ (قرآن پاک ۵/۲۷)

اور وہ تو کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ مَا اَخْبَرْتُكُمْ اِنَّهٗ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِىْ لَا شَكَّ فِيْهِ۔ (درمنثور ص ۱۱۲/۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو خبر بھی میں تمہیں دیتا ہوں، وہ بلا شبہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا۔

انہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا قَالَ بَعْضُ اَصْحَابِهٖ فَاِنَّكَ تُدَاعِبُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ اِنِّىْ لَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا۔ (درمنثور ص ۱۲۲/۶)

میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا۔ اس پر بعض صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! کبھی کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی تو فرماتے ہیں۔ فرمایا اس وقت بھی میرے منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جو کچھ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا، اسے لکھ لیا کرتا۔ قریش نے مجھے منع کیا کہ ہر بات نہیں لکھنی چاہیے۔ کیونکہ بتقاضائے بشریت ممکن ہے کہ غصہ و غضب کی حالت میں کبھی کوئی ایسی بات بھی نکل جائے جو لکھنے کے قابل نہ ہو۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ

فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ فَاَوْمَا اِصْبَعَهٗ اِلٰى فِيْهِ فَقَالَ اُكْتُبْ فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ۔ (ابوداؤد۔ کتاب العلم)

پس میں لکھنے سے رک گیا اور اس بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا بیشک لکھو اور انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا خدا کی قسم! اس منہ سے ہر حالت میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا۔

Marfat.com

سپارے صفحے سورتاں بن دے جاون
زبان پاک توں جو جو بولے محمدؐ

جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں کہ

جس کے عالی مقالات وحی خدا — جس کے غیبی اشارات وحی خدا
جن کے الفاظ، آیات وحی خدا — وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

جس سے ہیں زندگی یاب جان و جناں — پاتے ہیں رونق تاب جان و جناں
فیض سے جس کے سیراب جان و جناں — جس کے پانی سے شاداب جان و جناں
اس دہن کی تراوت پہ لاکھوں سلام

قلزم معرفت، نہر عرفاں بنے — بحر توحید، دریائے ایماں بنے
عین چشمۂ آب حیواں بنے — جس سے کھارے کنوئیں شیرہ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

مونہوں سے خوشبو

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میری پانچ بہنیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔

فَوَجَدْتُهٗ يَاكُلُ قَدِيْدًا فَمَضَغَ لَهُنَّ قَدِيْدًا ثُمَّ فَنَاوَلَهُنَّ الْقَدِيْدَ فَمَضَغَتْهَا كُلُّ وَاحِدَةٍ قِطْعَةً قِطْعَةً فَلَقِيْنَ اللّٰهَ وَمَا وُجِدَ لِاَفْوَاهِهِنَّ خُلُوْقٌ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۶۲۔ زرقانی علی المواہب ص ۴/۹۷)

آپ اسوقت قدید خشک کیا ہوا گوشت کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک پارہ قدید کو چبا کر نرم کیا اور انکو دیا تو انہوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے کھالیا (آپ کے دہن مبارک کی برکت سے) مرتے دم تک انکے منہ سے بدبو نہیں پائی گئی۔ ہمیشہ خوشبو آئی۔

خوشبودار کنواں

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ بِدَلْوٍ مِنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ مِنَ الدَّلْوِ ثُمَّ مَجَّ فِی الْبِئْرِ فَفَاحَ مِنْہُ مِثْلُ رَائِحَۃِ الْمِسْکِ۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ڈول میں پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا اور کلی کر کے ایک کنویں میں ڈال دیا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو آنے لگی۔

(ابن ماجہ۔ ابونعیم۔ خصائص ص ۶۱/۱۔ زرقانی ص ۹۶/۴

میٹھا کنواں

حضور علیہ السلام کے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف اس میں ڈال دیا۔ اس کا پانی ایسا شیریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر میٹھا کنواں کوئی نہ تھا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۶۱/۱ شفا شریف)

لب سی اس منہ دی سوہنی تے مٹھی ایہہ تاثیر نہ وچ کوثر دے ڈٹھی
جتھے ہووے چشمہ کوڑا، پانی کھارا ذرہ لب سٹے نمٹھا ہووے سارا

لعاب کی برکت سے حیا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ مں ایک بے شرم اور بدزبان عورت تھی۔ ایک دفعہ وہ حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزری، آپ اسوقت ثرید کھا رہے تھے۔ اس نے بھی اس میں سے مانگا، آپ نے اسکو اس میں سے کچھ دے دیا، جو آپکے آگے رکھا تھا۔

فَقَالَتْ اِنَّمَا اُرِیْدُ مِنَ الَّذِیْ فِیْ فَمِکَ فَنَاوَلَھَا مَا فِیْ فَمِہٖ وَلَمْ یَکُنْ یَسْئَالُ شَیْئًا فَیَمْنَعُہٗ فَلَمَّا اسْتَقَرَّ فِیْ جَوْفِھَا اُلْقِیَ عَلَیْھَا مِنَ الْحَیَاءِ مَالَمْ تَکُنْ اِمْرَاَۃٌ بِالْمَدِیْنَۃِ اَشَدُّ حَیَاءً مِّنْھَا۔

(شفا ص ۴۱۲/۱۔ زرقانی علی المواہب ص ۹۷/۴)

وہ بولی۔ میں یہ نہیں چاہتی بلکہ وہ جو آپ کے منہ میں ہے، آپ نے وہی، جو آپکے دہن مبارک میں تھا، نکال کر اسے دے دیا۔ کیونکہ آپ سائل کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے۔ وہ کھا گئی جب وہ لقمہ اس کے پیٹ میں گیا تو اس پر ایسی حیاء طاری ہوئی کہ وہ حیاء میں تمام عورتوں سے بڑھ گئی۔

Marfat.com

کرم سب پر ہے کوئی ہو، کہیں ہو
تم ایسے رحمت اللعالمین ہو

عتبہ کے جسم سے خوشبو

حضرت عتبہ بن فرقد جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں موصل کو فتح کیا تھا۔ ان کی بیوی ام عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں۔ ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی۔ پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی، وہ بہت زیادہ ہوتی اور جب وہ لوگوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ نامعلوم کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے، جس سے کوئی خوشبو نہیں ملتی۔ ایک دن ہم نے اس سے پوچھا کہ "ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ کرتی ہیں اور تو باوجود خوشبو نہ لگانے کے ہم سے زیادہ خوشبودار رہتا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟

قَالَ اَخَذَنِی الشُّرَیٰ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ فَشَکَوْتُ ذٰلِکَ اِلَیْهِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ تَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُ وَ قَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَلْقَیْتُ عَلٰی فَرَجِیْ فَنَفَثَ فِیْ یَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی ظَهْرِیْ وَبَطْنِیْ فَبَصَقَ بِیْ ذٰلِکَ الطِّیْبَ مِنْ یَوْمَئِذٍ۔ (خصائص کبریٰ ۲/۸۴)

تو عتبہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریز سے (پھنسیاں نمودار ہوئی) میں حضور علیہ السلام کے حضور حاضر ہوا اور اس بیماری کی شکایت کی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ کپڑے اتار دے میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ کے آگے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنا لعاب دہن شریف اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا۔ اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہوگئی۔

حضرات گرامی! یہاں مقصود ان کی پھنسیوں کا علاج تھا مگر لعاب دہن مبارک نے ان کے جسم پر وہ اثر کیا کہ بیماری کو دور کر کے جسم کو پاکیزہ اور خوشبودار بنا دیا۔ اعلیٰ درجہ کی خوشبو

Marfat.com

بھی اگر جسم پر لگا دی جائے تو دو چار روز سے بڑھ کر اس کا اثر نہیں رہ سکتا مگر سبحان اللہ! لعاب دہن شریف کی تاثیر دیکھیئے کہ جسم میں سرائیت کر کے مادہ جسم کی ماہیت کو بدل کر دائمی معطر کر دیا۔

اے ہمسری کا دعویٰ کرنے والو، ہے کوئی تم میں ایسا جس میں ایسے اعجاز و کمالات ہوں؟ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

وہ رحمتہ اللعلمین اور تو سراپا بغض کیں
پھر کس طرح آئے یقین تو بھی بشر وہ بھی بشر

جناب حاجی حق حق کوٹلوی فرماتے ہیں کہ

محمد باعث تخلیق افلاک — محمد مورد ارشاد لولاک
کوئی ان سا ہوا اور نہ ہو گا — نظیر و مثل سے سرکار ہیں پاک
مگر گستاخ کی جرات تو دیکھو — انہیں مثل اپنی کہتا ہے یہ بیباک
یہ جرأت دیکھ کر حق حق یہ بولا — چہ نسبت خاک را با عالم پاک

عربی سکھا دی

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب مشرف بہ اسلام ہوئے، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر کے منہ کھلا رکھیں۔ جونہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو وہ آپ سے عربی میں گفتگو کرنے لگے۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۲۱)

سوکھے درخت پھل دینے لگے

ایک دن حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی رضی اللہ عنہم کو لے کر ابوالہیثم بن التیہان کے گھر گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا! مرحبا یا رسول اللہ وصحابہ رضی اللہ عنہم! میری دلی خواہش تھی کہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر تشریف لائیں۔ میرے پاس جو چیز بھی تھی، ہمسایوں کو بانٹ دی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: بہت اچھا کیا ہے! مجھے جبرائیل نے ہمسایہ کے اتنے حقوق بتائے ہیں کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں ہمسایہ

Marfat.com

وراثت کا حق دار تو نہیں ہو جائے گا۔ پھر آپ نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ابوالہیثم کے گھر کے ایک کونہ میں کھجور کا درخت تھا۔ ابوالہیثم سے پوچھا: اگر اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں کھا لیں۔ اس نے بتایا کہ مدت ہوئی، اس پر کبھی پھل نہیں آیا۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ خیر و برکت دے گا۔ پھر حضرت علی کو حکم دیا کہ پانی کا ایک پیالہ لائیں۔ جب پانی آیا تو آپ نے تھوڑا سا پانی کلی کر کے اس درخت پر پھینکا۔ اسی وقت اس کھجور کے درخت سے خوشے لٹکنے لگے۔ بعض بڑی بڑی کھجوریں تھیں۔ آپ نے فرمایا یہ باغ جنت کی کھجوریں ہیں، جو تمہیں قیامت کے دن ملیں گی۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۹۵)

جنتی کی خبر

حضرت حارث بن سراقہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں شہید ہو گئے تو جب ان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ میں ان کی والدہ اور بہن کو پہنچی، انکو بہت صدمہ ہوا۔ جب حضور علیہ السلام بدر سے واپس تشریف لائے تو حارث کی والدہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو خوشی کا مقام ہے، رونے کی ضرورت نہیں اور اگر دوزخ میں ہے تو خدا کی قسم! میں چلا چلا کر روؤں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا کی قسم! تمہارا بیٹا حارث جنت الفردوس میں ہے وہ بولی! اب میں اسکو ہرگز نہ روؤں گی۔

اس وقت حضور علیہ السلام نے ایک پیالہ پانی کا طلب فرمایا۔ پھر اس میں اپنے ہاتھ مبارک دھوئے اور کلی کر کے اس میں ڈال دی اور حارث کی والدہ اور اسکی بہن کو پلایا اور فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا سا پانی اپنے گریبانوں پر چھڑک لو۔ ان دونوں نے ایسا ہی کیا اور اپنے گھر چلی گئیں۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد مدینہ بھر میں کوئی عورت ان سے زیادہ خوش و خرم نہیں تھی۔ (شمس التواریخ۔ مقاصد الاسلام)

حضرات گرامی! خوشی اور غم آدمی کی اختیاری چیزیں نہیں ہیں، جب غم اور خوشی کے اسباب قائم ہو جائیں تو خوشی اور غم کا ہونا لازمی امر ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس عورت کے دل پر بیٹے کی جدائی کا سخت صدمہ ہے، جس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو آپ نے اس کی تسکین کے لئے لعاب دہن استعمال فرمایا، جس کی تاثیر یہ ہوئی کہ بجائے

Marfat.com

غمی کے اس کے دل میں ایسی مسرت وشادمانی ہوگئی کہ مدینہ طیبہ میں ان سے بڑھ کر کوئی شادماں نہ تھا۔ ؎

ڈوبی ناؤ تراتے یہ ہیں
روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں

لکنت ختم

بشیر بن عقبہ کہتے ہیں کہ میرے والد جنگ احد میں شہید ہوگئے۔ میں روتا ہوا خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا: روتا کیوں ہے، کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا والد اور عائشہ تیری والدہ ہو جائیں؟ پھر آپ نے اپنا دست رحمت میرے سر پر پھیرا تو میرے جن بالوں پر حضور علیہ السلام کا ہاتھ پھرا، وہ تمام عمر سیاہ رہے، باقی سفید ہوگئے۔

وَكَانَتْ فِيْ لِسَانِيْ عُقْدَةٌ فَتَفَلَ فِيْهَا فَانْحَلَّتْ۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۸۳/۲)

اور میری زبان میں لکنت تھی۔ آپ نے اپنا لعاب شریف میرے منہ میں ڈالا تو وہ فوراً دور ہوگئی۔

واہ کیا جود و کرم اے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

بینا کردیا

حضرت حبیب کے والد حضرت فدیک یا فریک کی آنکھیں سانپ کے انڈوں پر پاؤں آجانے کی وجہ سے سفید ہوگئیں۔

فَكَانَ لَا يُبْصِرُ بِهِمَا شَيْئًا فَنَفَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَأَبْصَرَ فَرَأَيْتُهُ يَدْخُلُ الْخِيْطَ فِي الْإِبْرَةِ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيْنَ۔ (بیہقی۔ طبرانی۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۳۴۔ شفا شریف ص ۲۱۳ زرقانی علی المواہب ص ۱۸۸۔ الخصائص الکبریٰ ص ۶۹/۲)

اور انہیں دونوں آنکھوں سے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا، تو حضور علیہ السلام نے ان کی آنکھوں میں تھوک دیا تو وہ بینا ہو گئے اور سب کچھ نظر آنے لگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کو دیکھا کہ وہ اسی (۸۰) برس کی عمر میں سوئی میں خود دھاگہ ڈالا کرتے تھے۔

Marfat.com

ناظرین! سانپ کے انڈے پر پاؤں آ جانے سے ان کی بینائی کا زائل ہو جانا ایک عجیب بات ہے۔ شاید ظاہر بینوں کو اس قسم کے اثر ماننے میں تامل ہوگا۔ مگر اہل علم و عقل جانتے ہیں کہ اشیاء کی تاثیرات خاص خاص مقامات پر ہوتی ہیں۔ ادویہ کا حال دیکھیئے۔ کوئی دوا سر میں تاثیر کرتی ہے، کوئی جگر میں، کوئی گردہ اور کوئی مثانہ وغیرہ میں۔ ستاروں کی تاثیرات کا یہ حال ہے کہ اتنی دور سے کسی کی تاثیر سے غلہ پختہ ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس سانپ کے انڈے کی تاثیر خاص آنکھوں سے متعلق ہو تو کیا تعجب ہے؟ غرضیکہ معنوی آثار کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کس چیز میں کس قسم کی تاثیرات رکھی ہیں۔ کسی بات کے سمجھ میں نہ آنے سے اس پر اعتراض کر دینا عقلمند کا کام نہیں۔ جب عموماً اشیاء میں ایسی تاثیرات رکھی ہیں کہ ان کے سمجھنے میں عقل حیران ہوتی ہے تو اگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ و سلم کے لعاب شریف میں ہمہ اقسام کی تاثیرات رکھی گئی ہوں تو کیا تعجب ہے؟

وہ تو باعث ایجاد عالم ہیں۔ تمام عالم کو آپ کا مسخر اور ممنون ہونا ضروری تھا۔ اسی وجہ سے آپ کے تصرفات تمام عالم پر برابر جاری ہیں۔ ایک فضلہ میں ایسی تاثیرات ہوں تو جن پر خاص نظر مبارک تھی، ان کے قوائے روحانی اور بصیرت کا کیا حال ہوگا؟ اسی وجہ سے کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

درد شکم سے شفا

حضرت ملاعب الاسنہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پیٹ میں سخت درد رہا کرتا تھا۔ میں نے ایک شخص کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بغرض شفا بھیجا۔

فَتَنَاوَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ مُدْرَۃً مِنَ الْاَرْضِ فَتَفَلَ فِیْھَا ثُمَّ فَاوَلَھَا اِیَّاہُ فَقَالَ دَقُّھَا (اے خلطھا) بِمَاءٍ ثُمَّ اَسْقَاھَا اِیَّاہُ فَفَعَلَ فَبَرِاءَ۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲/۷۱)

حضور علیہ السلام نے ایک ڈھیلا زمین سے لے کر اس پر تھوکا اور فرمایا کہ اس کو پانی میں گھول کر پلا دو۔ جب وہ پلایا گیا تو فوراً صحت ہوگئی۔

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ لعاب شریف میں خاص قسم کی تاثیر تھی۔ اسی وجہ سے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پہچانے کی یہ تدبیر کی کہ ڈھیلے میں جذب ہو گیا

Marfat.com

اور وہ ڈھیلا پانی میں گھول کر پلایا گیا تو اس کی تاثیر یہ ہوئی کہ ایک مہلک بیماری جاتی رہی۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں
محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام مصیبت کے وقت حضور علیہ السلام کے پاس حاضر ہوتے اور یہیں سے تمام مرادیں حاصل کرتے گویا ان کا یہی عقیدہ تھا کہ {

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

محمد بن حاطب کا ہاتھ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وَانْكِفَاتِ الْقِدْرُ عَلٰى ذِرَاعِ مُحَمَّدِ ابْنِ حَاطِبٍ وَ هُوَ طِفْلٌ فَمَسَحَ عَلَيْهِ وَدَعَا لَهٗ وَ تَفَلَ فِيْهِ فَبَرِ الْحِيْنِهٖ

(زرقانی ص ۱۹۲/۵۔ شفا ۲۱۴۔ خصائص ص ۶۹/۲)

کہ محمد بن حاطب جو بچے تھے، ان کے ہاتھ پر پکتی ہوئی ہنڈیا گر پڑی جس سے ان کا ہاتھ جل گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جلی ہوئی جگہ پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی اور تھوک دیا تو وہ ہاتھ اسی وقت اچھا ہو گیا۔

زخم ٹھیک ہو گئے

حضرت حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو ایک جنگ میں سر اور ٹانگوں میں تلوار کے بڑے بڑے زخم آ گئے۔ صحابہ کرام اسے اٹھا کر حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔

فَتَفَلَ عَلٰى جُرُحِهٖ فَلَمْ يُؤْذِهٖ۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴)

پس حضور علیہ السلام نے اس کے زخموں پر تھوک مبارک ڈالا تو وہ اچھے ہو گئے۔

ناظرین کرام! دیکھئے صحابہ کرام علیہم الرضوان مصیبت کے وقت کن کے در رحمت پر حاضر ہوتے ہیں اور کن کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں؟ گویا ان کا عقیدہ تھا کہ ؎

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں

Marfat.com

لاکھوں بلائیں، کروڑوں دشمن کون بچائے، بچاتے یہ ہیں

چہرے کا زخم

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے میرے چہرے پر ایسا زخم مارا کہ سر کی ہڈیاں تک کھل گئیں۔ میں اسی حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فَكَشَفَ عَنْهَا وَنَفَثَ فِيْهَا فَمَا اَذَانِیْ مِنْهَا شَیْیءٌ۔

حضور علیہ السلام نے پٹی کھول کر اس زخم پر تھوک دیا۔ پس اسکے بعد مجھے بالکل تکلیف نہ ہوئی اور وہ زخم اچھا ہو گیا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۷۰/۲)

سبحان اللہ! چہرے پر ایسا زخم، جس سے سر کی ہڈیاں کھل گئیں، وہ کیسا گہرا زخم ہوگا، مگر لعاب دہن شریف کی یہ تاثیر اور اعجاز و کمال کہ وہ فوراً اچھا ہو گیا۔

آنکھ کا زخم

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن میری آنکھ میں تیر لگا تو وہ پھوٹ گئی۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ وَدَعَالِیْ فَمَا اَذَانِیْ مِنْهَا شَیْیءٌ۔

حضور علیہ السلام نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا اور دعا فرمائی، پس مجھے ذرا بھی تکلیف نہ ہوئی اور آنکھ بالکل درست ہو گئی۔

(زاد المعاد لابن قیم جلد ۱ و خصائص ص ۲۰۵/۱)

سینہ کا زخم

جنگ احد میں حضرت کلثوم بن حصین کے سینے میں ایک تیر لگا۔ وہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوئے۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فِيْهِ فَبَرِاَ۔

تو حضور علیہ السلام نے ان کے زخم پر تھوک دیا۔ وہ فی الفور اچھے ہو گئے۔

(اسد الغابہ ص ۲۵۰/۴، شفا شریف)

نوٹ: ان کا عرف کلثوم المحور قرار پایا، یعنی جن کے سینے کے زخم کو حضور علیہ الصلوٰۃ

Marfat.com

والتسلیم نے اپنے لعاب شریف سے ٹھیک کر دیا۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۸۰/۴، اصابہ ص ۷۱/۴، استیعاب ص ۳۲۷، قسم ثالث)

ابوقتادہ کو شفاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ ذی قرد (محرم ۷ھ) میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر ایک تیر لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بلایا۔

فَبَصَقَ عَلٰی اَثَرِ سَهْمٍ فِیْ وَجْهِ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ فَمَاضَرَبَ عَلَیَّ وَلَا قَاحَ۔ (شفا شریف ص ۲۱۲/۱)

اور زخم پر تھوک دیا۔ فرماتے ہیں کہ اس وقت سے نہ تو مجھے درد ہوا، اور نہ زخم میں پیپ پڑی بلکہ وہ اچھا ہو گیا۔

کسے ہووے زخم یا اعضاء شکستہ
نہ دسے جاندی اوہ علت بیماری

اکھیں دے درد تھیں یا نظر بستہ
شفا فی الفور حاصل ہووے ساری

چشم علی رضی اللہ عنہ کو شفا

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے دن حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ کی آنکھوں پر آشوب تھا۔ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ فِیْ عَیْنَیْهِ وَدَعَالَهٗ فَبَرِاَ حَتّٰی کَاَنْ لَمْ یَکُنْ بِهٖ وَجَعٌ۔

اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں ڈال دیا اور دعا فرمائی تو وہ فوراً تندرست ہو گئے۔ گویا کبھی درد چشم ہوا ہی نہیں۔

(طبقات ابن سعد ص ۸۱/۲، قسم اول۔ اسد الغابہ ص ۲۸/۴، بخاری ص ۶۰۶، شواہد النبوۃ ص ۱۵۸، قصیدۃ النعمان ص ۴۷، الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۱۴۱، البدایہ ص ۱۸۵/۴)

حضرت علی خیبر میں تھے آشوب سے عاجز ہوئے
حاصل ہوئی ان کو ترے اک لب لگانے سے شفا

حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ پر لعاب مبارک کے اثرات

حضور اکرم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کا صرف یہ ہی اثر نہ ہوا کہ آپ کی دکھتی آنکھیں اچھی ہو گئیں بلکہ لعاب مبارک کے اور کافی اثرات رونما ہوئے۔ خود

Marfat.com

حضرت علی فرماتے ہیں کہ جب سے حضور علیہ السلام نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا ہے۔

فَمَا وَجَدْتُ حَرًّا وَّلَا بَرْدًا وَلَا رَمَدَتْ عَيْنَائِی۔ (حجۃ اللہ ص ۵۷۴)

اس وقت سے میں سردی اور گرمی بھی محسوس نہیں کرتا اور نہ اب کبھی میری آنکھیں دکھنی آئی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لباس

امام طبرانی وابونعیم حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سخت گرمیوں میں موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

وَيَلْبَسُ فِی الْبَرِّ الشَّدِيْدِ الثَّوْبَيْنِ الْخَفِيْفَيْنِ وَمَايُبَالِیْ۔ (حجۃ اللہ)

اور سخت سردیوں میں باریک کپڑے پہنتے تھے۔ اور سردی کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

حضرت شبرمہ فرماتے ہیں کہ میں نے مقام ذی قارن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ سخت سردی میں آپ نے باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ اپنے اونٹ کو کھینچ رہے تھے اور آپکی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ جب میں نے اس کا سبب پوچھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور علیہ السلام کے لعاب مبارک کے اثرات ہیں۔

(جامع الصفات ص ۱۴۲)

پھوٹی آنکھ

حضرت قتادہ کی آنکھ غزوہ احد میں پھوٹ کر بہہ نکلی تو ہتھیلی پر رکھے حاضر خدمت ہوئے۔

فَغَمِزَ عَيْنَيْهِ براحته فَكَانَ لَا يَدْرِیْ اَیُّ عَيْنَيْهِ اُحِيْبَتْ۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۱۸/۲، طبقات ابن سعد ص ۲۶/۲ قسم ثانی، المغازی ص ۲۴۲/۱، اصابہ ص ۲۷۰/۳)

حضور علیہ السلام نے اپنی ہتھیلی سے ان کی آنکھ کو بند کر دیا تو یہ حال ہوا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ پھوٹی تھی۔

Marfat.com

جس وقت تیر آ کر لگا چشم قتادہ میں شہا
حلقہ میں تو نے رکھ دیا ڈیلے کو وہ اچھا ہو گیا

انہی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھیں غزوہ بدر میں لڑائی کے دوران پھوٹ کر رخسار پر بہہ آئی تھیں تو در رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانہ چشم میں رکھ کر لعاب دہن لگا دیا تو دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔

(سیرت ابن ہشام ص ۸۲، قسم ثانی، استیعاب ص ۱۲۷۶، القسم الثالث۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۲۴، قصیدۃ النعمان ص ۷۲)

نوٹ: حضرت قتادہ کی جنگ بدر و جنگ احد میں آنکھیں پھوٹ کر رخساروں پر بہہ آئیں مگر رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں مرتبہ ان کی آنکھیں درست فرما دیں۔ {

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے، انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

ابو یعلیٰ عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ احد کی لڑائی میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھ پھوٹ گئی۔

فَبَرِقَ فِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَكَانَتْ اَصَحَّ عَيْنَيْهِ۔

حضور علیہ السلام نے ان کی آنکھ میں لعاب دہن لگا دیا تو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائی ہوئی آنکھ پہلی آنکھ سے زیادہ روشن ہو گئی۔

(خصائص کبریٰ ص ۳۱۶/۱)

بے مثال اعجاز

حضرت امام زرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

هٰذَا اَبْلَغُ مِنْ اِبْرَاءِ الْاَكْمَهِ لِاَنَّ عَيْنَيْهِ فِيْ مَكَانِهِمَا۔ (زرقانی شریف)

کہ حضور علیہ السلام کا ایسی آنکھوں کو تندرست فرمانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابراء واکمہ سے قوی ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام صرف ان آنکھوں کو درست فرماتے تھے جو اپنے مقام پر ہوتیں اور صرف قوت

Marfat.com

بینائی اس میں نہ ہوتی۔ لیکن حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اعجاز و کمال کہ آپ ان آنکھوں کو درست فرما رہے ہیں، جن کی نہ صرف بینائی ختم ہوئی بلکہ آنکھ بھی خانہ چشم سے پھوٹ چکی ہے۔

کٹا ہوا بازو

حضرت خبیب بن اساف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری قوم کا ایک شخص ہم دونوں اسوقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب آپ مشرکین سے لڑائی میں مصروف تھے ہم نے عرض کی کہ ہم لڑائی میں شرکت کر کے آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تم مسلمان ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

فَاِنَّا لَا نَسْتَعِیْنُ بِالْمُشْرِکِیْنَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ۔

ہم مشرکین کے خلاف مشرکین سے امداد حاصل نہیں کرتے۔

اس پر ہم مسلمان ہو گئے اور جنگ میں شریک ہوئے۔ مجھے (خبیب بن اساف) دوران لڑائی کندھے پر تلوار کی ضرب لگی، جس سے میرا بازو کٹ کر مجھ سے الگ ہو گیا۔ میں اس بازو کو اٹھا کر حاضر خدمت ہوا۔ (آپ میدان جنگ میں جلوہ افروز تھے)

فَتَفَلَ فِیْهَا وَ اَلْزَقَهَا فَالْتَامَتْ وَ بَرِاَتْ وَ قَتَلْتُ الَّذِیْ ضَرَبَنِیْ۔

یعنی آپ نے میرے بازو کو اپنا لعاب دہن لگا کر اسے کندھے سے ملایا تو وہ اسی وقت مل گیا اور بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اور میں جا کر دوبارہ لڑائی میں شریک ہو گیا اور اسی شخص کو قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس نے تلوار مار کر میرا بازو کاٹ دیا تھا۔

(اسد الغابۃ ص ۲/۱۱۰، البدایہ والنہایہ ص ۶/۱۶۴، شفاء ص ۱/۲۱۳، معجزات مصطفیٰ ص ۸۳، اصابہ ص ۱/۴۱۸، طبقات ابن سعد ص ۳/۸۶، سنن البیہقی ص ۳۷)

Marfat.com

قسمت میں لاکھ پیچ ہوں، سو بل، ہزار کج
یہ ساری گتھی اک تری سیدھی نظر کی ہے

برادران ملت! دکھ درد میں لوگ ڈاکٹروں اور حکیموں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں مگر صحابہ کرام دربار رسالت میں حاضر ہو کر حضور علیہ السلام سے شفا چاہتے ہیں۔ شفا خانہ رسول میں مریض آتے ہیں اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لعاب دہن لگا کر اور کبھی دست رحمت پھیر کر امراض کو رفع فرما دیتے ہیں۔

دواؤں کے استعمال سے یہ یقین نہیں کہ ضرور شفا ہوگی مگر لعاب رسول کی یہ خصوصیت ہے کہ لگاتے ہی فوراً شفا ہوتی ہے۔ نہ انتظار کرنا پڑتا ہے اور نہ امید باندھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

مہلک زخم

امام بیہقی محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بِرِجْلِهٖ قُرْحَةٌ قَدْ اعْيَتِ الْاَطِبَّاءُ۔ (خصائص کبریٰ ص ۶۹/۲)

اس کے پاؤں میں زخم تھا۔ جس کے علاج سے اطباء عاجز آ چکے تھے۔

حضور اکرم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی پر لعاب دہن لگا کر زخم پر مل دیا تو زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔

معوذ بن عفرا کا بازو

جنگ بدر میں حضرت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہ کا ابوجہل نے ہاتھ کاٹ ڈالا۔

Marfat.com

فَجَاءَ يَحْمِلُ يَدَهُ فَبَصَقَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَالْصَقَهَا فَلَصِقَتْ۔

تو وہ اپنا ہاتھ اٹھائے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے اس پر تھوک دیا اور اس کو ملا دیا وہ اسی وقت جڑ گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کبھی کٹا ہی نہ تھا۔ (شفا شریف ص ۱/۲۱۳)

سبحان اللہ! آب دہن مبارک عجیب نسخہ جامعہ تھا کہ ہر مرض کی دوا اور محتاج کا حاجت روا تھا۔ غور کیجیئے، جب صحابہ کرام علیہم الرضوان لعاب شریف کی تاثیرات کا مشاہدہ کرتے ہوں گے تو ان کے نزدیک اس لعاب مبارک کی وقعت اور شان کیا ہوگی؟ اسی وجہ سے وہ ان برکات کے حصول کے ہر وقت طالب رہتے تھے، جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک میں رکھی تھیں۔

ساق شکستہ

حضرت امام قاضی عیاض المتوفی ۵۴۴ھ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى سَاقِ عَلِّيِ ابْنِ الْحَكَمِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اِذِ انْكَسَرَتْ فَبَرِءَ مَكَانَهٗ وَمَا نَزَلَ عَنْ فَرَسِهٖ۔

(شفا شریف)

کہ غزوہ خندق کے دن حضرت علی بن حکم کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ حضور علیہ السلام نے اس پر تھوک دیا تو وہ اسی وقت اسی جگہ اچھے ہو گئے۔ حالانکہ وہ اپنے گھوڑے سے بھی نہ اتر سکتے تھے۔

آپ کے در سے مریضوں کو شفا ملتی ہے
جام صحت جو مرے آقا پلا دیتے ہیں

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے یہاں کسی کو یہ خدشہ پیدا ہو کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ قدرت حاصل تھی تو چاہیئے تھا کہ لشکر اسلام میں کوئی شخص زخمی ہو کر نہ مرتا، حالانکہ صدہا آدمی زخموں سے شہید ہو گئے۔ فی الحقیقت یہ ایک عقدہ لاینحل ہے اس کا سمجھنا اور سمجھانا معمولی عقلوں کا کام نہیں مگر غور و تامل سے اگر کام لیا جائے تو کچھ نہ کچھ شائد سمجھ میں آ جائے۔

Marfat.com

اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اکثر آدمی بیماریوں سے مرتے ہیں اور ہر بیمار اپنی بیماری کا حال طبیبوں اور ڈاکٹروں سے بیان کرتا ہے اور وہ بھی اپنے اصولوں کے مطابق علاج کرتے ہیں جس سے بہت سے لوگوں کو صحت ہو جاتی ہے۔ جس طبیب کا تجربہ وسیع اور جس کے ہاتھ پر زیادہ لوگوں کو صحت ہوتی ہو، اکثر لوگ اسکی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ بھی بقدر امکان علاج میں کوتاہی نہیں کرتا۔ باوجود اس کے جس کی قضا آ جاتی ہے۔ اس کے علاج سے وہ طبیب بھی عاجز آ جاتا ہے اور وہ مریض مر جاتا ہے۔ اگر طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے موت رک سکتی تو دنیا میں کوئی بادشاہ اور مالدار نہ مرتا۔ بادشاہوں کے علاج کے واسطے ہر ملک کے منتخب طبیب جمع کئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں ان کو دلائی جاتی ہیں مگر انہیں کے زیر علاج مرنے والا مر جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ موت کسی حال میں ٹل نہیں سکتی۔ مگر باوجود اس کے ڈاکٹروں اور طبیبوں پر یہ الزام نہیں لگایا جاتا کہ تم نے اسکو مار ڈالا یا علاج میں غفلت کی۔ کیونکہ سب جانتے ہیں کہ موت کا علاج نہیں۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ القیوم فرماتے ہیں۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
آں دوا در نفع خود گمرہ شود

جب بیمار کی قضا آ جاتی ہے تو طبیب کی عقل ماری جاتی ہے۔ وہ کچھ کا کچھ نسخہ تجویز کر بیٹھتا ہے اور اگر نسخہ درست و مفید بھی ہو تو وہ دوا اپنے مسلمہ فائدہ کے بجائے الٹی تاثیر کرتی ہے۔

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت
آب آتش رامد و شد ہمچو نفت

ہلیلہ جو قبض کشا ہے، اس سے قبض ہوگئی اور کھل کر اجابت ہونا جاتا رہا۔ اسطرح پانی جو ٹھنڈی چیز ہے۔ مٹی کے تیل کی طرح آتش بخار کی مدد بن گیا۔

ایں قضا ابرے بود خورشید پوش
شیر و اژدہا بود زد ہمچو موش

غرض یہ قضا ایک بادل ہے، سورج کو چھپا لینے والا جس کے آگے شیر اور اژدھے

Marfat.com

چوہے کی طرح ضعیف وعاجز ہیں۔

اللہ تعالیٰ عالم پیدا کرنے سے پہلے ہر چیز کا اندازہ کر چکا ہے کہ فلاں چیز اتنی مدت تک باقی رہے گی اور اس میں فلاں فلاں قسم کے تغیرات واقع ہوں گے، اسی کو تقدیر اور قضا کہتے ہیں۔

اقسام قضاء

قضاء دو قسم کی ہوتی ہے ایک معلق، دوسری مبرم۔ معلق وہ ہے کہ کسی وجہ یعنی دعا یا دوا یا صدقات وغیرہ سے ٹل جائے۔ اگر وہ دعا یا دوا یا صدقہ نہ کیا جائے تو ہلاکت کی نوبت آ جائے۔ اسی وجہ سے آدمی بیماری یا مصیبت کے وقت دعا یا دوا یا صدقہ وغیرہ کرتا ہے اور صحت ہو جاتی ہے جس سے طبیب یا دعا کرنے والا نیک نام ہو جاتا ہے۔

مبرم وہ ہے کہ نہ دعا سے ٹلے نہ دوا وغیرہ سے۔ اس سے یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی معاملے میں دیکھتے کہ قضائے معلق ہے تو دعا یا کسی اور قسم کا تصرف فرماتے اور جب دیکھتے کہ قضائے مبرم ہے تو کسی قسم کا تصرف نہ فرماتے بلکہ راضی برضائے الٰہی رہتے کیونکہ یہ تو منظور ہی نہ تھا کہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام کریں۔ یہی وجہ ہے کہ علام الغیوب جل جلالہ نے آپکو اطلاع دی کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حالت غربت میں انواع واقسام کے مصائب اور سختیاں اٹھا کر شہید ہوں گے، تو آپ نے اس کے قبول کرنے میں ذرا بھی تامل نہ فرمایا۔ اسی طرح صحابہ کرام کی شہادت کے وقت آپ اپنے تصرفات ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ قضائے مبرم ہے۔

ہر پتھر سے پانی

بیہقی نے عمرو بن شیبہ کی سند کے ساتھ ابو عبید نخوی سے روایت کی کہ عامر بن کریز اپنے پانچ سالہ بیٹے عبداللہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈال دیا، جس سے ایسی کرامت ان کو ملی کہ وہ جس پتھر پر ضرب لگاتے، اس سے پانی نکل آتا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱/۱۵۷)

Marfat.com

سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

لشکر اسلام کی سیرابی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یوم حدیبیہ میں حضور علیہ السلام نے چودہ سو مجاہدین اسلام کو ساتھ لے کر چاہ حدیبیہ پر نزول فرمایا۔ لشکر اسلام نے چاہ کا تمام پانی نکال لیا، اس میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہ رہا اور سخت گرمی تھی۔ صحابہ کرام نے دربار رسالت میں عرض کی کہ حضور چاہ میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں۔

فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاَنَاءٍ فَتَوَضَّاءَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَاَرْوَوْا اَنْفُسَهُمْ وَ رِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا۔ (بخاری ومشکوٰۃ ص ۵۳۲)

پس آپ اس کنویں پر تشریف لائے اور پانی کا ایک برتن طلب فرمایا۔ اس میں سے وضو کیا اور پانی کی ایک کلی کنویں میں ڈال دی اور فرمایا۔ ذرا ٹھہرو، اس میں اس قدر پانی جمع ہو گیا کہ حدیبیہ میں بیس روز قیام رہا۔ تمام فوج اور انکے اونٹ اسی سے سیراب ہوتے رہے۔

خشک کنویں سے پانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ قبا کی طرف تشریف لے گئے اور ایک کنویں پر پہنچے جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا تھا۔ اس کنویں کی یہ حالت تھی کہ ہر روز اس کا پانی تھوڑی دیر میں ختم ہو جاتا اور پھر دن بھر خشک رہتا۔

فَمَضْمَضَ فِى الدَّلْوِ وَرَدَّهُ فِيْهَا فَجَاشَتْ بِالرَّدَاءِ۔
(طبقات ابن سعد۔ الخصائص الکبریٰ ص ۱/۴۱)

حضور علیہ السلام نے ایک ڈول میں کلی کر کے پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ چنانچہ اسکی یہ حالت ہوئی کہ اس سے وہاں کی پوری زمین سیراب ہوتی اور خوب پیداوار ہوتی۔

جن کی دو بوند، میں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبیؐ

Marfat.com

جابر کی ضیافت میں برکت

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے ایک دسترخوان نازل ہوا تھا جس میں سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں مگر اتنی تھوڑی سی روٹیوں اور مچھلیوں کو کئی سو آدمی کھا کر آسودہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو بارہا زمین کے دسترخوان پر تھوڑے سے کھانے سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں بھوکوں کو شکم سیر اور ہزاروں پیاسوں کی تشنہ لبی کو دور فرمایا۔ اس قسم کے سینکڑوں معجزات میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ خندق کے موقع پر انصار و مہاجرین خندق کھودنے میں مصروف تھے صحابہ کرام نے دربار رسالت میں بھوک کی شکایت کی اور کرتا اٹھا کر دکھایا کہ شکم پر فاقہ سے ایک ایک پتھر بندھے ہوئے ہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تسلی کے لئے اپنا پیرہن شریف اٹھایا تو لوگوں نے دیکھا کہ شکم مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دل پر اس منظر سے بڑی چوٹ لگی گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کہ کیا کچھ کھانے کا سامان گھر میں موجود ہے؟ بیوی نے عرض کیا کہ ایک صاع جو کا آٹا اور یہ چھوٹی سی بکری ہے۔ حضرت جابر نے بکری کو ذبح کیا اور گوشت دیگچی میں ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا۔ اور اُن کی بیوی آٹا گوندھنے لگی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے دربار نبوت میں چپکے سے کان میں عرض کی کہ یا رسول اللہ! ایک صاع جو کا آٹا اور ایک چھوٹی سے بکری کا گوشت ہے۔ چند صحابہ کے ہمراہ غریب خانہ پر تشریف لے چلیں اور تناول فرمائیں۔

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ اے خندق کھودنے والو! چلو آج جابر کے گھر دعوت عام ہے اور جابر کو حکم دیا کہ جب تک میں نہ آؤں، نہ دیگچی چولہے سے اتاری جائے اور نہ روٹی پکائی جائے۔ حضرت جابر گھبرائے ہوئے مکان پر آئے اور بیوی سے کہنے لگے کہ ہمارے پاس تو یہ مختصر کھانا ہے اور حضور علیہ السلام سینکڑوں صحابہ کرام کو ساتھ لے کر کھانا کھانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ اب کیا ہوگا؟ پیکر ایمان بیوی نے کہا۔

Marfat.com

آپ پریشان نہ ہوں، اس میں ہمیں فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نہیں غم ہم کو کہ لشکر ساتھ لائے گا
جو لشکر لے کے آئے گا وہی انکو کھلائے گا

اس رمز کو اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تھوڑی دیر میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جماعت صحابہ کے ساتھ رونق افروز ہوئے۔

فَاَخْرَجْتُ لَهٗ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بَرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ فَاقْسَمَ بِاللّٰهِ لَقَدْ اَكَلُوْا وَهُمْ اَلْفٌ حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَ اِنَّ بَرْمَتَنَا لَتُعِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيَخْبِزُ كَمَا هُوَ۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۴۲، سیرت ابن ہشام ص ۲۱۷، قسم ثانی، المغازی للواقدی ص ۴۵۲/۲، البدایہ والنہایہ ص ۹۷/۴، سنن البیہقی ص ۲۷۴/۷، صحیح مسلم ص ۲۱۶، الخصائص الکبریٰ ص ۲۲۷/۱)

تو میں گوندھا ہوا آٹا آپ کے روبرو لایا۔ آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور دعا فرمائی۔ پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اور اس میں بھی لعاب مبارک ڈالا۔ اور دعا فرمائی۔ جب کھانا پک کر تیار ہوا تو تقسیم شروع فرمائی۔ حضرت جابر قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ایک ہزار صحابہ تھے۔ سب نے سیر ہو کر کھایا مگر پھر بھی کھانا اسی طرح باقی رہا گویا کسی نے کھایا ہی نہیں۔

کئے ہیں سیر صدہا ایک بکری صاع بھر جو میں
لعاب اور دست اقدس جب لگایا میرے آقا نے

غور کیجئے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تو فخر کونین، رحمت دارین، رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کو چند آدمیوں کے سامنے دعوت دی او آپ نے خود اپنی طرف سے تمام کو دعوت دے دی، یہ کیسی عجیب بات ہے؟ اس راز کو ہر شخص محسوس نہیں کر سکتا۔ البتہ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپکو اس قسم کے معاملات میں تصرف واقتدار دیا تھا۔

ہر شخص جانتا ہے کہ بادشاہ اپنے وزراء اور امراء کو اقتدارات واختیارات دیتا ہے اور وہ اس اقتدار واختیار سے جو چاہتے ہیں، کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جب وہ بادشاہ کے رو برو ہوتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کسی قسم کی حکومت حاصل نہیں۔ اگر حکومت ہے تو بادشاہ ہی کو ہے۔ اسی طرح مقربان بارگاہ صمدیت کی بھی حالت ہے۔ انکو اقتدارات اور

Marfat.com

اختیارات سب کچھ حاصل ہوتے ہیں مگر چونکہ وہ ہمیشہ مشاہدہ اور حضوری میں ہوتے ہیں اس لئے عاجزی اور تضرع کا ان پر غلبہ ہوتا ہے مگر جب کوئی وقت آ جاتا ہے تو پھر بعطائے الٰہی جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ فی الحقیقت مقربان بارگان الٰہی کی ایسی ہی کچھ نرالی حالت ہوتی ہے، جس کا سمجھنا معمولی عقلوں کا کام نہیں۔

جناب محمد اعظم صاحب چشتی کہتے ہیں کہ

ویکھن نوں اوہ ساڈے ورگا، پر اسیں کدوں اس مُل دے
پتھر لعل دے بھا نہیں وکدا، پھل کنڈیاں نال نہ تل دے
جو اسرار حضورؐ تے کھلے اور ہر اک تے نہیں کھل دے
اعظم اوہ عرشاں تے پھر دا، اسیں گلیاں دے وچ رل دے

فوائد

۱۔ یہ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ مبارک میں بھی آپ کی احادیث لکھ لیا کرتے اور آپ انہیں منع نہ فرماتے، بلکہ فرماتے لکھو۔ میرے منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

۲۔ یہ کہ آپ کا دہن و لعاب دہن شریف بے حد خوشبودار، بہت ہی بابرکت، دافع الامراض اور دافع الالام ہے۔

۳۔ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تکلیف و بیماری میں طبیب دو جہاں رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے اور حضور علیہ السلام خداداد قوت و برکت سے ان کی تکلیفوں و مصیبتوں اور بیماریوں کو دور فرماتے۔

Marfat.com

باب ۹

آوازِ مبارک

میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد المرسلین، خاتم النبیین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ، رخسارے مبارک ہموار، سب سے زیادہ خوبرو اور خوش آواز تھے۔ خوش آواز ہونے کے علاوہ آپ بلند آواز اتنے تھے کہ جہاں تک آپ کی آواز پہنچتی، کسی اور کی نہ پہنچتی تھی۔ بالخصوص خطبوں میں آپکی آواز گھروں میں پردہ نشین عورتوں تک پہنچ جاتی تھی اور ہزاروں کے اجتماع میں جس طرح آپ کی آواز مبارک کو وہ شخص سنتا جو سب سے آگے ہوتا، اسی طرح آپ کی آواز مبارک کو وہ شخص بھی سنتا جو سب سے پیچھے ہوتا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ھادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

ہر جگہ یکساں آواز

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تیمی فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں خطبہ پڑھا۔ جہاں جہاں کوئی بیٹھا تھا، سب کے کان کھل گئے اور ہم اپنی قیام گاہوں میں

نَسْمَعُ مَایَقُوْلُ وَنَحْنُ فِیْ مَنَازِلَنَا فَطَفِقَ یُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِکَهُمْ۔

آپ کی ہر بات کو سن رہے تھے اور سمجھ رہے تھے، آپ خطبہ میں ہم کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے۔

(ابوداؤد۔ مجتبائی دہلی ص ۲۷۷)

نوٹ: ''اس وقت ایک لاکھ چوالیس ہزار کا مجمع احکام الٰہی کی تعمیل کے لئے ہمہ تن حاضر تھا۔'' (سیرت رحمتہ اللعالمین ص ۲۳۰)

''عرفات کی پہاڑی پر ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ جو حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، احادیث میں مذکور ہے''۔ (سیرت رحمتہ اللعالمین ص ۲۳۰)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس خطبہ کو سننے کا شرف ایک لاکھ ۴۴ ہزار ہی کو ملا تھا۔'' (سیرت رحمتہ اللعالمین ص ۲۳۱)

بیہقی اور ابونعیم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جمعہ کے دن منبر پر تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ تو آپ کی آواز مبارک حضرت عبداللہ بن رواحہ نے نبو غنم میں سنی، وہ وہیں بیٹھ گئے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۶۶/۱)

Marfat.com

نبی دی جھ دیوچ ایہہ آہا اعجاز
برابر دور نیڑے جاندا آواز

گھروں میں آواز پہنچتی تھی

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم آدھی رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کی آواز اپنے گھر (جبکہ آپ خانہ کعبہ میں ہوتے اور میں کافی فاصلہ پر اپنی چارپائی پر ہوتی تھی) سن لیتے تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۱)

ابو نعیم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھانے کے بعد رخ انور پھیر کر وعظ فرمایا تو اس وعظ کو حاضرین کے علاوہ بہت دور پس پردہ بیٹھی ہوئی عورتوں نے سنا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱/۱۶۵)

ہر نبی خوش گلو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جب کبھی کسی نبی کو بھیجا تو اسی حسن صوت اور خوبی آواز سے نوازا۔ جب تمہارے نبی کی بعثت کا وقت آیا تو ان کو بھی ان اوصاف سے نوازا گیا۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۰)

جناب اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔ ؎

جس میں ہوں ندیاں سیم و زر کی رواں
جس میں موجیں ہوں آب گوہر کی رواں
جس میں لہریں ہوں حسن قمر کی رواں
جس میں نہریں ہوں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام نہایت بلند آواز اور خوش گلو تھے۔
۲۔ یہ کہ آپ کی آواز جیسے قریب سنی جاتی، ویسے ہی دور بھی سنی جاتی تھی۔
۳۔ یہ کہ صحابہ کرام آپ کے حکم کی فوری تعمیل کرتے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۰

زبان مبارک

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد عالم، فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس نہایت پاکیزہ اور علم و ادب، فصاحت و بلاغت، حق و صداقت اور لطف و محبت کا منبع و مظہر تھی۔ آپ کا کلام شیریں، حق و باطل میں فرق کرنے والا، واضح اور مبین، ہر قسم کے عیوب یعنی اَفراط و تفریط، جھوٹ، غیبت، بدگوئی اور فحش کلامی وغیرہ سے منزہ اور پاک تھا۔ گویا آپ کا کلام لڑی کے موتی ہیں، جو گر رہے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب)

شیریں سخن ہیسی گویائی — مٹھیاں گلاں نال صفائی
سننے والا وارے جائی — صلی اللہ علیہ و سلم
زبان فَصِیْحٌ مَلِیْحٌ جہناں دی — ضَیْعٌ الضَمْ ہے صفت انہاندی
ہر دم ذکر الہ الاندی — صلی اللہ علیہ و سلم
وَمَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ہے آیت — وَیَسَّرْنَا بھی دیکھ ہدایت
شرح زبان دی کرو درایت — صلی اللہ علیہ وسلم

افصح العرب والعجم

امام الانبیاء سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ۔

میں تمام عربوں اور عجمیوں سے زیادہ فصیح ہوں۔

(انوار محمدیہ ص ۲۶۳)

بیہقی نے شعب الایمان میں ابن ابی الدنیا نے کتاب المطر میں اور ابن ابی حاکم و خطیب نے کتاب النجوم میں اور ابن عساکر نے محمد بن ابراہیم تیمی سے روایت کی کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا، اس کا سبب کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: میرے لئے کونسی چیز فصاحت سے مانع ہو سکتی ہے؟ جبکہ صورت حال یہ ہے کہ قرآن حکیم میری زبان اور عربی مبین کے ساتھ مجھ پر نازل ہوا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱/۱۶۰)

حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور علیہ السلام سے دریافت

Marfat.com

کیا کہ یارسول اللہ! ہم ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں اور ایک ہی شہر میں پرورش پائی ہے بایں ہمہ آپ ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں جس میں سے اکثر حصہ سمجھا نہیں جا سکتا؟ آپ نے فرمایا: میری تربیت اللہ نے کی ہے۔ اور اچھے طریقے سے کی ہے۔ اور میں نے اپنا بچپن بنوسعد میں گزارا ہے۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ۔ (انوار محمدیہ ص ۲۶۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام تمہاری طرح جلدی جلدی نہیں بولتے تھے بلکہ آپ کی گفتگو کا انداز ایسا تھا کہ اگر گننے والا الفاظ گننا چاہتا تو گن لیتا۔

(انوار محمدیہ ص ۲۶۲)

کرن شیریں سخن تے جان پاون　　کدے اک لفظ نوں نہ دوہرا الاون
تحمل نال تھوڑا تھوڑا بولن　　اول آخر سخن دا خوب کھولن

برادران ملت! فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ عربوں کی مقامی زبانیں، ان کے الفاظ کی تراکیب اور بیان کے اسلوب مختلف تھے۔ بایں ہمہ آپ مخاطب کی زبان میں اس سے فصیح تر گفتگو کر سکتے تھے، حالانکہ کوئی شخص بھی اپنی زبان کے علاوہ دوسری زبان میں باآسانی گفتگو نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ مولیٰ کریم نے آپکو اس قدر علوم عطا فرمائے تھے کہ آپ ہر زبان میں بامحاورہ کلام فرماتے تھے۔ جیسے آپ عربی زبان کے فصیح تھے، ایسے ہی دوسری زبانوں کے بھی فصیح تھے۔ جب کبھی آپ دوسری کسی زبان میں گفتگو فرماتے تو اس زبان کے قواعد فصاحت و بلاغت کے مطابق فرماتے کہ زبان دان بھی حیران رہ جاتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت خدائی قدرت اور الٰہی بخشش کی ممنون تھی اور آپ اس کے سزاوار بھی تھے۔ کیونکہ آپ تمام عمدہ انسانی اوصاف میں غیر معمولی طور پر سب انسانوں سے بہتر تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۰)

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں

Marfat.com

ہر زبان پر عبور

محدثین کرام نے تصریح فرمائی ہے کہ جب کوئی آدمی خواہ وہ کسی ملک کا ہوتا، آپ کے حضور حاضر ہو کر اپنی بولی میں کچھ بولتا تو آپ اسی بولی میں اس سے باتیں کرتے، یہ آپ کی زبان میں خداداد قدرت وقوت تھی۔ (شفا شریف ص ۴۴/۱۔ نشر الطیب ص ۱۶۵)

آپ کو ایسا ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے تھے۔ لہٰذا ضروری تھا کہ آپکو تمام مخلوق کا علم دیا جاتا اور آپ تمام مخلوق کی زبانوں کے عالم ہوتے۔

امام حلبی رحمتہ اللہ علیہ نے شواہد النبوۃ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچے اور اپنا کلام سنانا شروع کیا تو حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کو بطور ترجمان طلب کیا (جو تاجر اور فارسی زبان کا عالم تھا) اس نے حضرت سلمان کا کلام سنا۔ حضرت سلمان نے اپنے کلام میں حضور کی تعریف اور ان لوگوں کی برائی کی تھی۔ جو لوگوں کو حضور علیہ السلام کے پاس جانے سے روکتے تھے مگر ترجمان یہودی نے یہ سمجھ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فارسی جانتے نہیں، کہا: اے محمد! یہ سلمان تو آپ کو برا کہہ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ تو ہماری تعریف اور ان کافروں کی برائی کر رہا ہے، جو لوگوں کو ہمارے پاس آنے سے روکتے ہیں۔ یہ سن کر

فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُحَمَّدُ قَدْ كُنْتُ قَبْلَ هٰذَا اَتَّهِمُكَ وَالْاٰنَ تَحَقَّقُ عِنْدِيْ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

اس یہودی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیشک اس سے پہلے تو میں آپکو برا جانتا تھا مگر اب میرے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ بلاشبہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ پس میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۲۱۔ سیرت الحلبیہ ص ۱۸۲/۱)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک وفد کی صورت میں چند لوگ کسی ملک سے آپکی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ اسوقت مسجد حرام میں تشریف فرما تھے۔ جب وہ لوگ مسجد میں آئے تو آپ کو پہچان نہ سکے۔

Marfat.com

(کیونکہ آپ بادشاہوں کی طرح امتیازی شان سے نہیں بلکہ صحابہ کرام میں مل جل کر بیٹھا کرتے تھے) ان میں سے ایک شخص نے اپنی بولی میں کہا۔ "من ابوان اسران" یعنی تم میں سے رسول اللہ کون ہیں۔ حاضرین میں سے کوئی نہ سمجھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اشکداور" یعنی آگے آؤ۔ یہ سن کر وہ آگے آئے اور اپنی بولی میں جو جو پوچھتے رہے۔ آپ اسکا جواب ان کی بولی ہی میں دیتے رہے۔ جس کو سوائے ان کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہ سمجھا۔ آخر انہوں نے آپکو اللہ کا رسول برحق تسلیم کرلیا اور بعد از قبول اسلام اپنے ملک کو واپس چلے گئے۔ (نسیم الریاض۔ مواہب اللدنیا)

جو بندہ جس ملکے دا آوے
اگوں اس نال اوہو بولی الاوے

محمد بن عبد الرحمٰن اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن کسی شخص نے بایں الفاظ "یا رسول اللہ ایدالک الرجل امراتہ" سوال کیا۔ حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "نعم اذا کان مغلجا"

فَقَالَ لَهُ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا قَالَ لَكَ وَمَا قُلْتَ لَهُ قَالَ اِنَّهُ قَالَ ايماطل الرَّجُلُ اَهْلَهُ قُلْتَ لَهُ نَعَمْ اِذَا كَانَ مُفْلِسًا قَالَ اَبُوْبَكْرٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ طُفْتُ فِى الْعَرَبِ وَسَمِعْتُ فَصَحَاءَ هُمْ وَمَا سَمِعْتُ اَفْصَحُ مِنْكَ قَالَ اَدَّبَنِىْ رَبِّىْ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۳۲۔ زرقانی علی المواہب ص ۴/۱۰۷)

حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کی یا رسول اللہ! اس نے آپ سے کیا کہا اور آپ نے اس سے کیا فرمایا؟ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آدمی اپنی بیوی سے قرض لے کر ادائے قرض میں دیر لگا دے تو جائز ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ جبکہ وہ مفلس اور نادار ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق بولے کہ میں عرب کے شہروں میں پھرا ہوں۔ میں نے عرب کے بڑے بڑے فصحاء کو سنا ہے لیکن میں نے آپ سے زیادہ کوئی فصیح نہیں سنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے سکھایا ہے۔

Marfat.com

فصاحت و بلاغت

حضرت یزید بن رومان اور محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص جس کا نام قیس بن نسیبہ تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سنا۔ اور آپ سے کئی باتیں دریافت کیں۔ آپ نے ان کا جواب دیا۔ اس نے وہ سب کچھ یاد کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کو تسلیم کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا: اے لوگو! بیشک میں نے روم کا ترجمہ، فارس کا زمزمہ، عرب کے اشعار، کاہن کی کہانت اور ملوک حمیر کا کلام سنا ہے مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ وہ سچے نبی ہیں، اسلئے تم میرا کہا مانو اور اس سے بہرہ ور جو جاؤ۔

(طبقات ابن سعد)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بھائی انیسؓ نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو مکہ مکرمہ میں ایک کام ہے، تم بکریوں کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ دیر کے بعد واپس آیا تو بولا کہ میں مکہ میں ایک شخص سے ملا ہوں جو کہتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں نے پوچھا لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں شاعر ہے، کاہن ہے، جادوگر ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا۔ خدا کی قسم!

لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ فَمَا هُوَ بِقَوْلِهِمْ وَلَقَدْ وَضَعْتُ قَوْلَهُ عَلٰى اَقْرَاءِ الشِّعْرِ فَمَا يَلْتَئِمُ عَلٰى لِسَانِ اَحَدٍ بَعْدِىْ اَنَّهُ شِعْرٌ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَصَادِقٌ وَاَنَّهُمْ لَكَاذِبُوْنَ۔

(دلائل النبوۃ ص ۲۰۸۔ مسلم کتاب الفضائل ص ۲۹۶/۲)

میں نے کاہنوں کا کلام سنا ہے۔ اس کا کلام کاہنوں کا کلام نہیں۔ اللہ کی قسم! میں نے اسکے کلام کو شعر کی تمام قسموں کے ساتھ ملا کر دیکھا ہے۔ میرے بعد بھی کوئی یہ نہ کہے گا کہ اس کا کلام شعر ہے۔ خدا کی قسم! وہ سچا ہے اور وہ لوگ، جو اسے شاعر وغیرہ کہتے ہیں، جھوٹے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ضماد نامی مکہ مکرمہ میں آیا۔ اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد کو جن ہے یا جنون۔ تو اس نے کہا کہ میں ایسے

Marfat.com

بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں۔ میرے ہاتھ سے بہت سے لوگ شفایاب ہوئے ہیں۔ مجھے دکھاؤ، وہ کہاں ہے۔ لوگ اسکو حضور علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے اسوقت یہ پڑھا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَ مَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جس کو وہ ہدایت دے اسکو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جس کو وہ گمراہ کر دے، اسکا کوئی ہادی نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اسکا رسول برحق ہوں۔

ضماد نے سن کر کہا۔ پھر پڑھیئے۔ حضور علیہ السلام نے دوبارہ پڑھا تو ضماد نے کہا۔

وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهْنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَ قَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ فَهَلُمَّ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَبَايَعَهٗ۔

(مسلم۔ بیہقی۔ احمد۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۱۳۴)

خدا کی قسم میں نے کاہنوں، ساحروں اور شاعروں کا کلام سنا ہے۔ لیکن ان کلمات کی مثل میں نے نہیں سنا، یہ تو معناً ایک بحر ذخار اور دریائے بے کنار ہیں، اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ میں دین اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپکی بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہوگیا۔

کمال فصاحت

آپ کی فصاحت لسان اور بلاغت کلام "جوامع کلم" اور "بدائع حکم" سے مخصوص تھی۔ آپ عرب کے تمام قبائل کی زبانیں اچھی طرح سمجھتے تھے اور ہر شخص سے اسی

Marfat.com

کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔ چنانچہ بعض اوقات آپکے صحابی مشکل میں پڑ جاتے اور پھر آپ سے شرح کی درخواست کرتے۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۳۷)

اوج شان فصاحت پہ لاکھوں درود — جان حسن بلاغت پہ لاکھوں درود
گفتگو کی حلاوت پہ لاکھوں درود — اسکی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود
اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

اس تکلم کی لذت پہ بے حد درود — صاف شستہ عبارت پہ بے حد درود
حسن طرز خطابت پہ بے حد درود — اس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درود
اس کی دلکش بلاغت پہ لاکھوں سلام

ہرنی پر نظر کرم

جنگل میں کسی شکاری کے جال میں ایک ہرنی پھنس گئی اور۔

ناگہان آن مغیث ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

حسن اتفاق کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی جنگل میں تشریف لے آئے۔ ہرنی نے جب حضور علیہ السلام کو دیکھا تو حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔

اِذَا مُنَادٍ یُنَادِیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ — کوئی پکارنے والا حضور کو پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے یا رسول اللہ!

حضور علیہ السلام نے توجہ فرمائی تو ہرنی جال میں پھنسی ہوئی نظر آئی اور وہی پکار رہی تھی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تو نے مجھے کیوں پکارا۔ ہرنی بولی حضور ذرا میرے پاس تشریف لائیے۔ حضور آگے بڑھے اور فرمایا: مَاحَاجَتُکِ (تیری کیا حاجت ہے) گویا حضور علیہ السلام حاجت روا ہیں، اور نہ صرف انسانوں ہی کے بلکہ جانوروں کے بھی۔ ہرنی نے عرض کیا: حضور میرے دو بچے ہیں میں انہیں دودھ پلانے کے لئے جا رہی تھی کہ اس جال میں پھنس گئی۔ حضور میرے بچے میری راہ دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ رحمت عالم ہیں

Marfat.com

اور میں بھی مستحق ہوں مجھ پر رحم فرمایئے اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمانت پر مجھے اس جال سے رہا کرا دیجیئے تا کہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں۔ حضور! میں دودھ پلا کر پھر واپس آ جاؤں گی۔

حضور نے فرمایا: اچھا جا! اور بچوں کو دودھ پلا اور دیکھ دودھ پلا کر جلدی واپس آ جانا۔

ہرنی نے عرض کیا۔ بہت اچھا حضور!

فَذَهَبَتْ فَاَرْضَعَتْ خَشْفَيْاَ ثُمَّ رَجَعَتْ۔

ہرنی گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی۔

برادران ملت! جانور جال سے چھوٹ کر پھر اس راہ سے بھی کنارا کرتے ہیں مگر اللہ رے سلطنت مصطفیٰ کہ ہرنی کی یہ تاب کہاں، کہ وہ حکم سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پا کر واپس نہ آئے۔ وہ ہرنی گئی اور پھر واپس آ گئی۔ شکاری نے یہ معجزہ دیکھا تو حیران رہ گیا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اس شکاری سے فرمایا: اب تم اس ہرنی کو چھوڑ دو۔ شکاری نے کہا۔ بہت اچھا اور ہرنی کو چھوڑ دیا۔

فَخَرَجَتْ تَعْدُوْا فِی الصَّحْرَاءِ تَجْرِیْ جَرْيًا شَدِيْدًا فَرْحًا وَهِیَ تَضْرِبُ بِرِجْلِهَا الْاَرْضَ وَتَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ہرنی آزاد ہوتے ہی فرط مسرت میں بڑی تیزی کے ساتھ دوڑتی، اچھلتی اور کودتی ہوئی یہ کہتی تھی، اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

دلائل النبوۃ ابونعیم ص ۲۲۰، حجۃ اللہ اعلی العالمین ص ۴۶۱، زرقانی علی المواہب ص ۱۵۰/۵، قصیدۃ النعمان ص ۶۲، نزہۃ المجالس ص ۹۴/۳)

اونٹ کی فریاد

ایک دن ایک اونٹ دربار رسالت پر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ! جس قوم میں میں ہوں، وہ لوگ عشاء کی نماز نہیں پڑھتے اور عشاء کی نماز سے قبل ہی سو جاتے ہیں۔ ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کہیں ان لوگوں پر عذاب بھیجے اور میں بھی ان کے ساتھ عذاب میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ آپ ان کو بلوایئے اور نصیحت فرمایئے۔ چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو بلایا اور عشاء کی نماز کے بارے میں تاکید فرمائی۔ (احیاء القلوب ص ۹۳ قصص الانبیاء ۴۶۴)

Marfat.com

قارئین کرام! اس واقعہ سے جہاں عشاء کی نماز کی اہمیت واضح ہوتی ہے، وہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کا بھی اندازہ لگائیں کہ حیوان آپ کی بارگاہ میں اپنی حاجات لے کر آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

چڑیوں کی فریاد

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم آپ کے ہمراہ تھے۔ ایک درخت پر ایک چڑیا کے دو بچے تھے۔ وہ ہم نے پکڑ لئے۔ ان بچوں کی ماں چڑیا نے دیکھا تو وہ اڑتی ہوئی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ گری اور فریاد کرنے لگی۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے بچوں کو کس نے پکڑا ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے فرمایا: جاؤ ان بچوں کو اسی جگہ پر رکھ آؤ۔ (حجتہ اللہ اعلی العالمین ۴۶۶)

اونٹ پر نظر رحمت

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اس باغ میں ایک اونٹ تھا۔ اس نے جونہی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو فریادی بن کر حاضر خدمت ہوا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس اونٹ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور رو رو کر حضور علیہ السلام سے کچھ فریاد کرنے لگا۔ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اس کا مالک کون ہے؟ ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یا حضرت! یہ اونٹ میرا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس جانور کے باب میں تو اللہ احکم الحاکمین جل جلالہ سے نہیں ڈرتا؟

فَاِنَّهٗ شَكَا اِلَیَّ اِنَّکَ تُجِیْعُهٗ۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ)

(اسد الغابہ ص ۱۳۴/۳۔ حجتہ اللہ ص ۴۵۸)

کی اونٹ نے تجھ سے بیاں، دکھ درد کی سب داستاں
دیکھا جو تجھ کو مہربان، شکوہ مصیبت کا کیا

سبحان اللہ! جو نبی حیوانوں پر رحم کرتے ہوئے ان کی سفارش کرتا ہے۔ یقین کامل ہے کہ وہ قیامت کے دن امت گناہگار کی بھی حق تعالیٰ سے ضرور بالضرور سفارش کرے گا۔ (احیاء القلوب ص ۹۲)

Marfat.com

تمہیں حاکم برایا، تمہیں قاسم عطایا تمہیں دافع بلایا، تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا

سوسمار کی گواہی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ایک بار اپنے اصحاب کے مجمع میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک اعرابی سوسمار شکار کئے ہوئے لے آیا، آپ کے روبرو ڈال دیا اور کہا کہ لات وعزی کی قسم! اگر یہ سوسمار تم پر ایمان لائے اور تمہاری تصدیق کرے تو میں بھی تم پر ایمان لاؤں گا۔ آپ نے اس سوسمار کو پکارا کہ اے سوسمار! اس نے بزبان فصیح عرض کیا کہ لبیک، حضور میں حاضر ہوں اور تابعدار ہوں۔ آپ نے پوچھا کہ تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے کہا، اس خدا کی، جس کا آسمان میں عرش ہے اور زمین میں اس کا حکم ہے۔ دریاؤں میں اسکی بنائی ہوئی راہیں ہیں۔ بہشت میں اس کی رحمت ہے۔ دوزخ میں اس کا عذاب ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ پروردگار عالم کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی۔ اس نے فلاح پائی اور جو آپ کی تکذیب کرے، محروم ہے۔ یہ سن کر وہ اعرابی مسلمان ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نماز اور قرات سکھائی اور سورہ اخلاص یاد کرائی۔ اس نے جا کر یہ حال اپنی قوم سے بیان کیا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(نسیم الریاض۔ طبرانی۔ بیہقی۔ رحمتہ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۶۰)

سدرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ طائف میں حضور علیہ السلام ایک جگہ سے پیدل چلتے چلتے اونگھ رہے تھی کہ راستہ میں ایک بیری کا درخت تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آتے دیکھ کر دو ٹکڑے ہو گیا تا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آئے (اور آپکو تکلیف نہ پہنچے)

فائدہ

یہ حدیث لکھ کر امام ماوردی رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "وہ بیری دو حصوں میں ہمارے

Marfat.com

زمانہ تک موجود رہی اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیری کے نام سے پکارتے تھے اور ہر گزرنے والا وہاں سے تبرک لے کر جاتا تھا۔" (اعلام النبوۃ ص ۱۲۶)

سرکش اونٹ

ابوداؤد میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ تھا کہ جو کوئی وہاں جاتا، اسے کاٹنے کے لئے جھپٹتا۔ آپ نے اسے بلایا، وہ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا اور سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی۔ اور فرمایا کہ جن اور انسان کفار کے سوا جتنی چیزیں آسمان و زمین میں ہیں، وہ سب جانتی ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ (رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۶۳)

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

حجر و شجر سے سلام

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حوائی مکہ مکرمہ میں نکلا تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا، جو یہ نہ کہتا ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔

(مشکوۃ شریف ص ۵۴۰)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ جس پتھر اور درخت کے پاس سے گزرتے، وہ آپ کی تعظیم کرتا اور صلوٰۃ وسلام پڑھتا۔

(ترمذی شریف۔ شفاء شریف ص ۱۵۳، حجۃ اللہ ص ۴۴۰، رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۷۹)

استن حنانہ

دارمی حضرت عبداللہ بن بریدہ سے اور امام بغوی و ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی مسجد شریف میں منبر بننے سے قبل کھجور کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ پھر جب منبر شریف تیار ہوا اور حضور علیہ السلام نے منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ ستون نے دیکھا تو رونے لگا۔ اس

Marfat.com

حدیث کا ترجمہ مثنوی شریف کی زبان سے سنیئے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

استن حنانہ از ہجر رسول
نالہ می زد ہمچو ارباب عقول

کھجور کا خشک تنا فراق رسول میں چیخ چیخ کر عقلمند انسانوں کی طرح رونے لگا۔

در تحیر ماند اصحاب رسول
کز چہ می نالد ستوں با عرض وطول

صحابہ کرام حیران رہ گئے کہ یہ ستون (کھجور کا خشک تنا) کیوں روتا ہے؟ حضور علیہ السلام منبر سے اترے اور کھجور کے خشک تنے پر دست رحمت رکھ کر فرمایا۔

گفت پیغمبر چہ خواہی اے ستون
گفت جانم در فراقت گشت خوں

اے خشک تنے تو کیوں روتا ہے؟ ستون نے عرض کی۔ اے گیسوؤں والے آقا! آپ نے اب مجھ سے تکیہ لگانا چھوڑ دیا ہے اور منبر کو مشرف فرمانا شروع کر دیا ہے۔ آپکی یہ جدائی مجھے رلاتی ہے۔

مسلمانو! دیکھو ایک ستون حضور علیہ السلام کی محبت و جدائی میں کس طرح رو رہا ہے اور عرض حال کر رہا ہے۔ صاحب بصیرت و باذوق احباب کے لئے اس واقعہ میں نہایت عبرت و نصیحت ہے۔

آیئے! اب آپکو حدیث کے وہ الفاظ سناؤں، جو حضور علیہ السلام نے اس ستون کو ارشاد فرمائے۔

اُسْکُنْ اِنْ شِئْتَ اَرُدُّکَ اِلَی الْحَائِطِ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْہِ تَنْبُتُ لَکَ عُرُوْقُکَ وَ یَکْمَلُ خَلْقُکَ وَ یُخْدِرُلَکَ خَوْضٌ وَ ثَمَرَۃٌ وَ اِنْ شِئْتَ اُغْرِسُکَ فِی الْجَنَّۃِ فَتَاْکُلُ اَوْلِیَاءُ اللّٰہِ مِنْ ثَمَرِکَ۔

یعنی چپ ہو جا۔ اگر تو چاہتا ہے تو میں تمہیں پھر سے لگا دوں، جہاں تو پہلے تھا۔ تیری شاخیں نکل آئیں تیری خلقت کی تکمیل ہو جائے۔ تجھے پھل لگ جائے اور تو کھجور کا سرسبز و شاداب درخت بن جائے۔ اور اگر تو چاہتا ہے تو تجھے جنت میں لگا دوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تیرا پھل کھائیں۔

Marfat.com

ستون نے عرض کی۔ حضور! مجھے جنت میں لگا دیجئے تا کہ اللہ کے نیک بندے میرا پھل کھائیں اور میں ہمیشہ قائم رہوں۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ قَدْ فَعَلْتُ۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اچھا میں نے ایسا ہی کر دیا۔

(مواہب اللدنیا ص ۳۶۶/۱، خصائص کبریٰ ص ۷۶/۲، احیاء القلوب ص ۹۱، سنن البیہقی ص ۱۹، البدایہ والنہایہ ص ۲۷۵/۶، المسند امام احمد ص ۱۲۸/۴، اسد الغابہ ص ۴۳/۱، طبقات ابن سعد ص ۱۱/۱، شجرۃ الکاملین ص ۱۹، البدایہ والنہایہ ص ۱۳۲/۶)

برادران ملت! یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ شہنشاہ عرب وعجم، فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ و سلم ایک خشک لکڑی سے گفتگو فرما رہے ہوں گے، اور اس خشک لکڑی کا بھی کیا مرتبہ اور کیسے نصیب ہیں کہ حضور علیہ السلام اس سے اس کی مرضی پوچھ رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تو کہتا ہے اور چاہتا ہے تو تجھے جنتی درخت بنا دیا جائے۔ معلوم ہوا کہ جنت کے سیاہ و سپید کا حضور علیہ السلام کو اختیار ہے ورنہ کیا کوئی جنت میں کسی درخت کی کمی یا زیادتی کر سکتا ہے؟

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیبؐ
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

درخت خدمت اقدس میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو کس دلیل سے پیغمبر تسلیم کروں؟ آپ نے فرمایا: اگر اس کھجور کے درخت کو کہوں کہ ادھر چلا آئے تو کیا تو ایمان لے آئے گا؟ کہنے لگا: ہاں۔ آپ نے اس کھجور کے درخت کو بلایا تو وہ فوراً اپنی جگہ سے چلا آیا۔ یہ دیکھتے ہی وہ شخص مسلمان ہو گیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۰۸)

مندرجہ بالا واقعات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم خدا داد صلاحیت سے مختلف زبانوں پر عبور رکھتے تھے اور صرف انسان ہی نہیں بلکہ حیوانوں، چرندوں، پرندوں اور جمادات و نباتات کی زبانوں پر بھی پوری پوری دسترس رکھتے تھے اور کائنات کی ہر چیز انہیں رسول برحق مانتی ہے۔

Marfat.com

مختلف زبانیں سکھلا دیں

حضرت امام قاضی عیاض وامام سیوطی رحمتہ اللہ علیہما روایت نقل فرماتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ لَمَّا وَجَّہَ رُسَلَہٗ اِلَی الْمُلُوْکِ فَخَرَجَ سِتَّۃُ نَفَرٍ مِنْھُمْ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ فَاَصْبَحَ کُلَّ رَجُلٍ مِنْھُمْ یَتَکَلَّمُ بِلِسَانِ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ بَعَثَہٗ اِلَیْھِمْ۔

(شفا شریف ص ۲۰۸/۱، خصائص کبریٰ ص ۲/۲)

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ ایک ہی دن مختلف ملکوں کے بادشاہوں کی طرف روانہ فرمائے تو ان میں سے ہر ایک بغیر سیکھے پڑھے) اسی ملک کی زبان میں گفتگو کرنے لگا جس ملک کی طرف اسکو روانہ فرمایا تھا۔

سبحان اللہ! جب غلاموں کو تصرف سے مختلف زبانوں کا عالم بنا دیا تو کیا خود مختلف زبانون کے عالم نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

خطابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اثرات

خطابت اور تقریر نبوت کا نہایت ضروری عنصر ہے۔ اسی بنا پر جب رب العالمین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو آپ کو یہ دعا کرنی پڑی۔

وَاحْلُلْ عُقْدَۃً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ۔ (طٰہٰ: ۲۷)

خداوندا! میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

گویا موسیٰ علیہ السلام کو کمال خطابت حاصل کرنے کے لئے بارگاہ صمدیت میں دعا کرنا پڑی مگر سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خود پروردگار عالم نے یہ وصف کامل عطا کیا اور پھر بکمال مہربانی اپنے محبوب میں ہر کمال کو جمع فرما دیا۔ چنانچہ بطور تحدیث نعمت حضور علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ

اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲، انوار محمدیہ ص ۲۶۳)

میں فصیح ترین عرب ہوں۔ میں کلمات جامع لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

خطابت نبوی کی اثر انگیزی اور رفعت درحقیقت معجزہ تھی۔ پتھر سے پتھر دل بھی حضور

Marfat.com

علیہ السلام کی گفتگو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتا تھا۔

اعانت نو مسلم قبیلہ

ایک دفعہ ایک نو مسلم قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امداد کی ضرورت سمجھی۔ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا، جس میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

یا اَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ۔ (الحج پ ۱۷) اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ (الحج:۱)

اس کے بعد فرمایا۔ درہم، کپڑا، غلہ بلکہ چھوہارہ کا ایک ٹکڑا جو ہو، راہ خدا میں دو۔ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت جو تھی، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تاہم حضور علیہ السلام کی رقت انگیز اور موثر تقریر نے یہ اثر کیا کہ جس کے پاس جو کچھ تھا۔ دے دیا بعض نے اپنے کپڑے تک اتار دیئے۔ کسی نے گھر کا غلہ حاضر کر دیا۔ ایک انصاری گھر سے اشرفیوں کا توڑا اٹھا لائے جو اس قدر بھاری تھا کہ ان سے مشکل سے اٹھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے سامنے غلہ اور کپڑے کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔

(مسلم باب الصدقات نسائی ص ۱/۲۵۵)

حضور فخر کونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبات میں اس درجہ کا اثر تھا کہ جب دو قبیلوں میں اشتعال پیدا ہوتا تو سرکار کے چند فقرے جوش محبت کا دریا بہا دیتے۔

دو گروہوں کی صلح

غزوہ مصطلق سے واپسی پر ایک واقعہ پیش آیا۔ مہاجرین و انصار میں شدید اشتعال پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ دست و گریبان ہو جائیں۔ حضور علیہ السلام کو اطلاع ہوئی۔ آپ تشریف لائے اور اسطرح تقریر فرمائی کہ چند لمحوں میں مہاجرین و انصار شیر و شکر ہو گئے۔ (بخاری)

واقعہ افک میں اوس و خزرج میں اسقدر اختلاف پیدا ہوا قریب تھا کہ خاص مسجد نبوی میں تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔ حضور علیہ السلام منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ چند لمحوں میں یہ اثر ہوا کہ محبت و شفقت کی لہریں پھر سے جاری ہو گئیں۔ (صحیح بخاری، واقعہ افک)

Marfat.com

تقریر کی اثر انگیزی

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

فِیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمُ خَطِیْبًا فَذَکَرَ فِتْنَۃُ الْقَبْرِ الَّتِیْ یُفْتَنُ بِھَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَکَرَ ذٰلِکَ صَاحَ الْمُسْلِمُوْنَ صَیْحَۃً۔

حضور علیہ السلام خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں فتنۂ قبر، جس میں انسان کی آزمائش ہوگی۔ بیان فرمایا (آپ کا انداز بیان ایسا موثر تھا کہ) مسلمان چیخ اٹھے۔

جب سر محشر وہ پوچھیں گے بلا کے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپکی زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ۔

قسم ہے اس ذات کی، جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

یہ الفاظ آپ نے تین مرتبہ فرمائے اور پھر جھک گئے۔ لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ جو جہاں تھا۔ وہیں سر جھکا کر رونے لگا۔ راوی کہتے ہیں۔ ہمیں بھی ہوش نہ رہا کہ آپ قسم کس بات کی کھا رہے ہیں۔ (سنن نسائی، کتاب الزلزلۃ ص ۲۴۲/۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسا موثر خطبہ دیا کہ میں نے آج تک ایسا خطبہ نہیں سنا۔ آپ نے اثنائے خطبہ میں فرمایا:

لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ یَضْحَکْتُمْ قَلِیْلًا وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا (بخاری، تفسیر سورہ مائدہ)

لوگو! جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم بھی جانتے، تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

اس مبارک فقرہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ منہ پر کپڑے ڈال کر بے اختیار رونے لگے۔

منبر پر رقت

امام ابو نعیم و بزاز و ابن عدی حضرت ابن عمران سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

Marfat.com

مَاقَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الخ — تم نے اللہ کی قدر جیسے کہ ہے، نہ جانی۔

(الانعام: ۹۲)

جب زبان اقدس سے یہ کلمات نکلے تو لکڑی کے منبر سے یہ آواز آئی کہ

فَقَالَ الْمِنْبَرُ هٰكَذَا فَجَآءَ وَذَهَبَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ (خصائص کبریٰ ص ۲/۷۷) — ایسا ہی ہے یعنی صحیح فرمایا ہے۔ پھر منبر تین مرتبہ آگے پیچھے ہوا۔

خلاصہ

امام الانبیاء محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ میں وہ کمال عطا ہوا تھا، جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعا کے بعد بھی حاصل نہ ہوا تھا۔

میں نثار تیرے کلام پر ملی یوں تو کس کو زباں نہیں
وہ سخن ہے جس میں سخن نہ ہو، وہ بیاں ہے جس کا بیاں نہیں
تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضرات گرامی! جس طرح آپ کی زبان فیض ترجمان سرچشمۂ آیات رحمان، منبع فصاحت و بلاغت و مخزن معجزات ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے ہیں، اسی طرح آپ کی زبان کی شان حکمرانی پر بھی نظر ڈالیئے۔ سبحان اللہ! جو زبان مبارک سے فرمادیا، وہی معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا۔

کھجور کا خوشہ

ایک کافر نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ آپ کھجور کے درخت کو حکم دیں۔ وہ پکی ہوئی کھجوروں کا ایک خوشہ گرادے تو میں ایمان لے آؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے ایک کھجور کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا تو اس نے فوراً ہی پکی ہوئی کھجوروں کا ایک خوشہ پیش کر دیا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۱۔ شواہد النبوت ص ۲۰۸)

اختیار مصطفیٰ

حضرت زبیر بن بکار حضرت ابراہیم بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ

Marfat.com

السلام نے غزوہ ذی قرد ۷ھ میں ایک چشمہ پر نزول فرمایا۔

فَقِیْلَ لَهٗ اِسْمَهٗ بَیْسَانٌ وَمَائُهٗ مِلْحٌ فَقَالَ بَلْ هُوَ نُعْمَانٌ وَ مَائُهٗ طَیِّبٌ فَطَابَ۔ (شفا شریف ص ۱/۲۱۸)

صحابہ نے عرض کیا: حضور اس چشمہ کا نام بیسان اور اس کا پانی نمکین ہے۔ فرمایا: (نہیں) بلکہ اس کا نام نعمان اور اس کا پانی میٹھا ہے۔ تو وہ میٹھا ہو گیا۔

قارئین کرام! دراصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی پر مہربان ہوتا ہے تو اس کو ایک خصوصیت عطا فرماتا ہے کہ جو چیز وہ چاہے، موجود ہو جائے چنانچہ کل جنتیون کو یہ خصوصیت عطا ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ (حٰمٓ السجدہ : ۳۱)

اور تمہارے لئے وہاں وہی کچھ ہے، جو تمہارا جی چاہے گا اور جو تم مانگو گے۔

معلوم ہوا کہ جنتی کا دل جو چاہے گا، اس کی خواہش کے مطابق اس چیز کا وجود ہو جائے گا۔ دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ ''کن'' عطا ہو گا۔ یعنی جس چیز کو موجود کرنے کا تصور ہوا۔ کن کہا، فوراً وہ چیز موجود ہو گئی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین باہر پھینک دیتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص وحی لکھتا تھا، وہ مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے مل گیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ اِنَّ الْاَرْضَ لَا تَقْبَلُهٗ۔ (بخاری۔ مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک اسکو زمین قبول نہیں کرے گی۔ (یعنی اپنے اندر نہ رکھے گی)

لہٰذا جب وہ مر گیا اور مشرکوں نے اسے دفن کیا تو زمین نے باہر پھینک دیا۔ کئی مرتبہ قبر کو گہرا کر کے دفن کیا گیا، مگر وہ جب بھی دفن کر کے واپس لوٹتے قبر باہر پھینک دیتی۔

(مدارج النبوت۔ شان حبیب الرحمٰن ص ۴۷)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ شخص قبر کے باہر ہی پڑا رہا یہاں تک کہ

Marfat.com

اس کا جسم نیست ونابود ہوگیا۔ مگر قبر یعنی زمین نے قبول نہ کیا۔ ؎

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

بلا عذر بائیں ہاتھ سے کھانے کا انجام

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ كُلْ بِيَمِيْنِكَ فَقَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ لَا اِسْتَطَعْتُ هَامَنَعَهُ اِلَّا الْكِبْرُ قَالَ فَمَارَ فَعَهَا اِلٰى فِيْهِ۔

(مسلم۔ مشکوٰۃ ص ۵۳۵)

تو حضور علیہ السلام نے اس کو فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھا۔ اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ سے نہیں کھا سکتا، یعنی بے کار ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جا آج سے بے کار ہی ہے۔ اس نے یہ جھوٹا عذر صرف تکبر سے کیا تھا۔ چنانچہ اس دن سے وہ ہاتھ ایسا بیکار ہوا کہ پھر کبھی منہ تک نہ آ سکا۔

گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل ماؤف ہوگئی

ہجرت کے نویں سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی کلاب کی طرف ایک مہم روانہ فرمائی اور ساتھ ہی ایک مکتوب گرامی بھی ارسال فرما دیا تا کہ وہ لوگ اسلام کے مطیع ہو جائیں۔ ان لوگوں نے مکتوب گرامی کی عبارت کو دھو ڈالا اور جس چمڑے پر خط لکھا گیا تھا، اسے ایک چرخی ڈول کے ساتھ سی لیا۔ حضور علیہ السلام کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا:

مَالَهُمْ اَذْهَبَ اللّٰهُ عقولهم

اس کے بعد اس قبیلہ کی عقل ماؤف ہوگئی اور اس قدر مختلط الکلام ہو گئے کہ ان کی باتوں کے مفہوم کی بھی سمجھ نہ آتی تھی۔ (شواہد النبوت ص ۱۶۷)

گستاخ رسول کا انجام

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حکم بن عاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آ جاتا اور جب حضور علیہ السلام کلام فرماتے تو منہ مار مار کر آپ کا سا نگ لگایا کرتا تھا۔

Marfat.com

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ کُنْ کَذَالِکَ فَلَمْ یَزَلْ یَخْتَلِجُ حَتّٰی مَاتَ۔

(طبرانی۔ بیہقی۔ مستدرک۔ خصائص کبریٰ ص ۷۹/۲)

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرما دیا۔ ایسا ہی ہو جا (پس آپکی زبان سے کلمہ کن کا نکلنا تھا کہ وہ ویسا ہی ہو گیا) اور مرتے دم تک منہ مارتا رہا۔

کُنْ کَذَالِکَ مصطفیٰ نے کہہ دیا
اس کا منہ ٹیڑے کا ٹیڑا رہ گیا

کُن کی کنجی

ایک دفعہ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھاؤلے کو دیکھ کر فرمایا:

کُنْ اَبَاذَرٍ۔ تو ابوذر بن جا۔ دیکھا تو وہ ابوذر ہی تھے۔ (شفا شریف)

ایک دفعہ ایک سیاہی جیسی چیز نظر آ رہی تھی۔ آپ نے ادھر دھیان کر کے فرمایا۔

کُنْ اَبَاخَیْثَمَۃَ۔ تو ابوخیثمہ بن جا۔ دیکھا تو وہی نکلا۔ (انوار محمدیہ من مواہب اللدنیا)

دیکھیئے حضور علیہ السلام نے جس کام کے لئے کن فرما دیا، فوراً اس کا وجود ہو گیا۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟

قَالَ لَا وَلَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ۔

(ترمذی۔ داری۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ نسائی)

فرمایا: نہیں۔ اور اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی فرض ہو جاتا۔

ابن ماجہ میں فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے اور پھر تم ہر سال نہ کرتے تو عذاب کئے جاتے۔

ہے جنبش لب قانون خدا
قران و خبر کی گواہی ہے

Marfat.com

زمین پر حکومت

جب حضور علیہ السلام نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو سراقہ نے آپ کا تعاقب کیا۔ قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ اب آپکو کون بچائے گا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدائے وحدہ لا شریک جبار و قہار میری حفاظت فرمائے گا۔ اتنے میں جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کی۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ کا مطیع کر دیا ہے۔ آپ جو چاہیں، زمین کو حکم دیں، وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ سیّد الکونین نے فرمایا:

یَا اَرْضُ خُذِیْهِ فَاَخَذَتْ اَرْجُلَ جَوَادِهٖ اِلَی الرُّکْبَةِ۔

اے زمین پکڑے لے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور وہ گھٹنوں تک دھنس گیا۔

جب سراقہ زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے ایڑی لگائی مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی۔ آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور آپ رحمت عالم ہیں۔ مجھے امن دیجئے اور اس مصیبت سے چھڑائیے۔ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کے بارے میں خبر بھی نہ دوں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

یَا اَرْضُ اُطْلِقِیْهِ فَاَطْلَقَتْ جَوَادَهٗ۔ (حجۃ اللہ ص ۵۸۵)

اے زمین چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے۔

وہی نور حق وہی ظل رب انہیں کا سب ہے، انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں

ابوطلحہ کا گھوڑا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام حضرت ابوطلحہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار ہوئے اور وہ گھوڑا بہت سست رفتار تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو

قَالَ وَجَدْنَا فَرَسِکَ هٰذَا بَحْرًا فَکَانَ بَعْدُ ذٰلِکَ لَا یُجَارٰی وَفِیْ

فرمایا کہ ہم نے تمہارے گھوڑے کو دریا پایا۔ یعنی خوب تیز پایا۔ اس کے بعد وہ ایسا تیز

Marfat.com

رَوَایَةٍ فَمَا سَبَقَ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ۔
(بخاری۔ مشکوٰۃ ص ۵۳۶)

رفتار ہو گیا کہ کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے بعد کوئی گھوڑا اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا تھا۔

بارش میں کپڑے نہ بھیگے

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ شریف میں آ کر اسلام قبول کیا۔ حضور علیہ السلام کی مجلس سے میں کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ آپ شام و عشاء کے درمیان ہمیں اسلام کے آداب و قواعد سکھاتے تھے۔ ایک رات بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوا چل رہی تھی، ساتھ ہی تیز بارش ہونے لگی۔ لوگوں نے کہا! ہم اپنے گھروں کو کیسے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں تمہارے گھروں میں اسطرح پہنچا دوں گا کہ تمہیں بارش کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو فرمایا: اٹھو! ہم اٹھے اور مسجد سے باہر آئے۔ فضا سخت تاریک تھی اور آسمان سے بارش کا زور نہ تھمتا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ آگے بڑھو، ہم نکل پڑے۔ ہر شخص اپنے اپنے گھر پہنچ گیا مگر کسی کے کپڑے تک نہ بھیگے۔ (شواہد النبوت ص ۱۹۴)

نوے سال کی عمر میں بھی بال سیاہ رہے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر دیکھیئے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

حَلَبَ یَھُوْدِیٌّ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ نَاقَۃً فَقَالَ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ فَاسْوَدَ ثَغْرُہٗ حَتّٰی صَارَ اَشَدُّ سَوَادًا مِنْ کَذَاوَ کَذَا قَالَ مُعَمَّرٌ وَسَمِعْتُ غَیْرَ قَتَادَۃَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَاشَ تِسْعِیْنَ سَنَۃً فَلَمْ یَشِبْ۔ (خصائص کبریٰ ص ۸۳/۲)

ایک یہودی نے حضور علیہ السلام کے لئے اونٹنی کا دودھ دوہا۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی۔ اے اللہ! اس کو حسن و جمال عطا فرما۔ راوی لکھتے ہیں کہ اس کے بال نہایت درجہ سیاہ ہو گئے اور نوے سال زندہ رہا مگر اس کے بال سفید نہ ہوئے۔

ناظرین گرامی! بال سفید ہو جانے کے بعد عادتاً سیاہ نہیں ہو سکتے اگرچہ ممکن ہے کہ کسی دوائی وغیرہ کے استعمال سے سیاہ ہو جائیں، مگر اب تک ایسا بوڑھا شخص دیکھا نہیں گیا جس

Marfat.com

کے بال سفید ہونے کے بعد سیاہ ہو گئے ہوں)۔ مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بغیر کسی دوا وغیرہ کے صرف رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس کے سفید بال سیاہ ہو گئے اور تاحیات سیاہ ہی رہے۔

اختیار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیّد المرسلین، رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْشِئْتُ اَنْ تَسِیْرَ الْجِبَالُ مَعِیَ ذَھَبًا وَفِضَّۃً لَسَارَتْ۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲/۳۷۴، اصابہ ص ۱/۱۹۹، اسد الغابہ ص ۱/۲۳۷)

اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر میں چاہوں تو پہاڑ سونے اور چاندی کے ہو کر میرے ساتھ چل پڑیں۔

احیائے اموات

مردے زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اعظم معجزات سے ہے۔ تفسیر معالم التنزیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ نے چار اشخاص کو زندہ فرمایا۔

○..... عازر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوست، جن کو تین دن بعد قبر سے نکالا۔

○..... ایک بڑھیا کا بیٹا، جس کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا۔

○..... محصل چنگی کی لڑکی؛ جو ایک دن کی مری ہوئی گھر میں پڑی تھی۔

تفسیر جلالین ص ۵۱، کنز الایمان ص ۸۰۸ حاشیہ ص ۳۱ میں ہے کہ ان تینوں کی اولاد بھی ہوئی۔

○..... سام بن نوح کو بھی آپ نے زندہ کیا۔ جب یہ قبر سے نکلے تو قیامت کے خوف کیوجہ سے ان کے بال سفید ہو گئے تھے۔ سام نے زندہ ہوتے ہی پوچھا کہ کیا قیامت آ گئی ہے۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: نہیں! سام نے کہا۔ تو پھر میں زندگی نہیں چاہتا اور اس شرط پر مرنا چاہتا ہوں کہ سکرات موت کی تکلیف نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا فرمائی اور یہ اسی وقت انتقال کر گئے۔

Marfat.com

قرآن حکیم میں دو مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں احیائے اموات کے معجزہ کا ذکر ہوا ہے مگر یہ تفصیل نہ بیان کی کہ جناب روح اللہ نے کتنے مردے زندہ کئے۔ تاہم تفاسیر اور انجیل مقدس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صرف چار ہی مردے زندہ کئے، جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ لیکن سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز کا کیا پوچھنا ہے۔ حضور علیہ السلام تو روح عالم اور جان کائنات ہیں۔ ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں یہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

چنانچہ یہ پھولوں میں مہک، کلیوں میں چٹک، دریا میں روانی آبشاروں میں جوش، سمندر میں تلاطم، ہوا میں تیزی، دن میں نور، سورج میں چمک، چاند میں دمک، ستاروں میں جھلک، غرضیکہ باغ عالم میں بہار زمین و آسماں کو قرار، چمنستان اسلام میں شادابی، ملت ابراہیمی کی سرسبزی اسی جان عالم، روح کائنات کے دم قدم سے ہے۔ ؎

ہے انہیں کے دم قدم سے باغ عالم میں بہار

یہ نہ تھے عالم نہ تھا گر یہ نہیں عالم نہیں

لہٰذا سرور کائنات فخر موجودات، منبع کمالات، حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کو مردے زندہ کرنا کیا دشوار ہے۔

لڑکی زندہ ہوگئی

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حاضر خدمت اقدس ہوا۔ عرض کی۔ یا رسول اللہ! میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے۔ حضور علیہ السلام اس کے ہمراہ اس جنگل میں تشریف لے گئے۔

وَنَادَاهَا بِاِسْمِهَا يَا فُلَانَةُ اَجِيْبِيْ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَخَرَجَتْ وَهِيَ تَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ۔ (شفا ملا علی قاری ص ۱/۶۴۸)

اور اس لڑکی کا نام لے کر آواز دی تو وہ لڑکی لبیک اور سعدیک کہتی ہوئی قبر سے باہر آ گئی۔

رحمت حق کی ہونے لگیں بارشیں دین و دنیا کی لٹنے لگیں دولتیں

Marfat.com

کھول دیں جس نے اللہ کی حکمتیں　　وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

جابر کے بیٹے زندہ ہو گئے

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی دعوت پکاتا تو آپ رد نہ فرماتے۔ ایک دن حضرت جابر نے آپ کو دعوت دی۔ حسب وعدہ آپ جابر کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت جابر نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور پھر اسے پکانے کا بندوبست کرنے لگے۔ حضرت جابر کے دو بیٹے تھے۔ بڑے نے چھوٹے سے کہا: آ تجھے بتاؤں، ہمارے والد نے ہمارے میمنے کو کس طرح ذبح کیا۔ اس نے چھوٹے کو زمین پر لا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نادانی سے اسے ذبح کر دیا۔

حضرت جابر کی بیوی نے اسے دیکھا تو دوڑ کر اس کی طرف آئی۔ لیکن وہ خوف کے مارے مکان کی چھت پر چڑھ گیا۔ ماں اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی جس کے خوف سے بچہ چھت سے گر گیا اور گرتے ہی واصل بحق ہو گیا۔ اس صابرہ نے اس واقعہ فاجعہ پر قطعاً رونا دھونا نہ کیا بلکہ صبر اختیار کیا، مبادا حضور علیہ السلام کی طبیعت اس واقعہ کو سن کر متغیر ہو (اس نے دونوں بچوں پر ایک کپڑا ڈال دیا اور کسی کو اس حادثہ کی خبر نہ ہونے دی۔ اگرچہ وہ ظاہراً خوش تھی مگر باطنی طور پر خون کے گھونٹ پی رہی تھی۔

بکرے کو برپاں ہونے تک حضرت جابر کو بھی خبر نہ ہوئی۔ کھانا پکا کر حضور علیہ السلام کے سامنے رکھا گیا تو حضرت جبریل امین نازل ہوئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جابر کو کہیں کہ اپنے دونوں بیٹے بھی لائے تا کہ آپ کے ساتھ کھانا کھائیں۔

حضرت جابر کو حکم ملا، فوراً گھر گئے اور پوچھا کہ دونوں بچے کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ کہیں باہر گئے ہیں۔ جناب جابر نے آ کر اطلاع دی، وہ اس وقت موجود نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ کا حکم ہے کہ ان کے ساتھ کھانا کھایا جائے۔ جب اس صابرہ شاکرہ بی بی کو دوبارہ پوچھا گیا تو اس نے رو کر بچوں کی لاشوں سے کپڑا اٹھا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ دونوں روتے روتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں

Marfat.com

میں گر گئے۔ سارے گھر میں کہرام مچ گیا۔ جبریل علیہ السلام نے آ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ! آپ ان بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا کریں۔ زندگی اللہ دینے والا ہے۔ حضور علیہ السلام تشریف لائے اور بچوں کیلئے دعا فرمائی۔ وہ اسی وقت بفرمان الٰہی زندہ ہو گئے۔

(شواہد النبوت ص ۱/۱۴۳، رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۱۰۵)

لڑکی زندہ ہو گئی

امام بیہقی سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام دی تو اس نے کہا۔ اگر آپ میری لڑکی کو زندہ کر دیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ہمراہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

فَقَالَ يَا فُلَانَةُ فَقَالَتْ لَبَّيْكَ وَ سَعْدَيْكَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ اَتُحِبِّيْنَ اَنْ تَرْجِعِي الدُّنْيَا فَقَالَتْ لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَجَدْتُ اللّٰهَ خَيْرًا لِيْ مِنْ اَبَوَيَّ۔ (دلائل النبوۃ الشمامۃ العنبریہ من مولہ خیر البریہ شفا ملا علی قاری ص ۱/۶۴۸)

اور لڑکی کا نام لے کر آواز دی۔ لڑکی نے لبیک و سعدیک کہا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے؟ لڑکی نے کہا: یا رسول اللہ! نہیں کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے۔

ہڈیاں زندہ ہو گئیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فخر مرسلاں صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کا گوشت پکایا۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے یہ گوشت کھایا۔ جب سب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ہڈیوں کو ایک برتن میں جمع فرمایا اور ان ہڈیوں پر دست مبارک رکھ کر کچھ فرمایا تو یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ

فَاِذَا بِشَاةٍ قَدْقَامَتْ تَنْفُضُ ذَنَبَهَا فَقَالَ لِيْ خُذْ شَاتَكَ فَاَتَيْتُ اِمْرَاتِيْ فَقَالَتْ مَاهٰذَا قُلْتُ هٰذِهٖ

بالکل اچانک بکری زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی اور دم ہلانے لگی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی بکری لے جائیں۔ بکری اپنی بیوی کے

Marfat.com

وَاللّٰہِ شَاتِنَا الَّتِیْ ذَبَحْنَا دَعَا اللّٰہَ فَاَحْیَاھَا لَنَا قَالَتْ اَشْھَدُ اَنَّہٗ رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ (بیہقی۔ابونعیم۔خصائص کبریٰ ص ۲/۶۷)

پاس لے آیا۔ وہ بولی: یہ کیا ہے؟ میں نے کہا۔ واللہ! یہ ہماری وہی بکری ہے جس کو ہم نے ذبح کیا تھا۔ حضور کی دعا سے اللہ نے اسے زندہ کر دیا ہے۔ یہ سن کر انکی بیوی نے کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے مگر آپنے جن چند مردوں کو زندہ فرمایا، وہ سب مردہ انسان تھے جن میں مدتوں زندگی رہ چکی تھی لیکن فخر کونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے پکی ہوئی ہڈیوں کو اور سوکھی لکڑی کے ستون کو اور کنکریوں کو باذن اللہ نہ صرف جان بلکہ زندگی کے ساتھ زبان و ایمان بھی عطا فرمایا، تو یقیناً یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ بلاشبہ عظیم تھا مگر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اس سے بہت زیادہ اعظم ہے۔

لب زلال چشمہ کن میں گندھے ہیں وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جان جاں تم کو کیا دشوار ہے

لسان نبوت

مرزا اسداللہ خان غالب نے اس مضمون پر کیا خوب کہا ہے کہ

تیر قضا ہر آئینہ در ترکش حق است
اما کشاد آں بزبان محمد است

یعنی اس میں شک نہیں کہ تقدیر الٰہی کا تیر خدا ہی کے ترکش قدرت میں ہے۔ لیکن اس تیر کا چلنا حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ہوا کرتا ہے۔ کیوں؟ اس لیے کہ

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر!
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، یہاں نہیں تو وہاں نہیں

حضور علیہ السلام تو سیّد الانبیاء والمرسلین ہیں۔ آپ کے صدقے میں آپکے غلاموں کو

Marfat.com

بھی یہ منصب عطا ہوا ہے۔

صحابیہ کی دعا سے مردہ زندہ ہو گیا

امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک انصاری کی عیادت کو گئے۔ ابھی ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس انصاری کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ میرا لڑکا انتقال کر گیا ہے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دربار صمدیت میں یوں عرض کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ اِنِّیْ اَسْلَمْتُ لَکَ وَ وَھَاجَرْتُ اِلٰی رَسُوْلِکَ رِجَاءَ اَنْ تُغْشِّیَنِیْ عِنْدَ کُلِّ شِدَّۃٍ وَرُخَاءٍ فَلَا تَحْمِلْ عَلَیَّ ھٰذِہِ الْمُصِیْبَۃَ الْیَوْمَ فَکَشَفَ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی اَکَلْنَا مَعَہٗ۔ (دلائل النبوۃ ص ۲۲۴)

اے اللہ! تو جانتا ہے، میں تیرے لئے اسلام لائی اور ہجرت کی، تیرے رسول کی طرف یہ امید کرتے ہوئے کہ تو ہر شدت اور نرمی کے وقت مجھے اپنی رحمت میں رکھے گا۔ پس اس لڑکے کے چہرہ سے جب کپڑا اٹھایا تو وہ زندہ ہو گیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

غوث اعظم نے مردہ کو زندہ کر دیا

غوث صمدانی، شہباز لامکانی، محبوب سبحانی، قطب ربانی، حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہ ایک دن ایک محلّہ سے گزرے تو دیکھا۔ ایک عیسائی ایک مسلمان سے جھگڑا کر رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہے کیوں کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا ہے۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا: یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں حالانکہ میں نبی نہیں ہوں۔ صرف نبی علیہ السلام کا ادنیٰ غلام ہوں۔ چنانچہ عیسائی نے ایک بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور غوث اعظم نے فرمایا:

اَنَّ صَاحِبَ ھٰذَا الْقَبْرِ کَانَ مُغَنِّیًا فِی الدُّنْیَا اِنْ اَرَدْتُ اَنْ اُحْیِیَہٗ مُغَنِّیًا فَاَنَا مُجِیْبٌ لَکَ فَقَالَ نَعَمْ فَتَوَجَّہ اِلَی

کہ صاحب قبر دنیا میں گویا تھا۔ اگر تو چاہتا ہے تو یہ گاتا ہوا زندہ ہو۔ عیسائی نے کہا ہاں! پس آپ نے توجہ کی اور فرمایا: قم باذنی تو

Marfat.com

الْقَبْرِ وَ قَالَ قُمْ بِاِذْنِیْ فَانْشَقَ الْقَبْرُ وَقَامَ الْمَیِّتَ حَیًّا مُغَنِّیًا فَلَمَّا رَأَی النَّصْرَانِیْ هٰذِهِ الْکَرَامَةَ وَ فَضْلَ بَیْنَا مُحَمَّدٍ صَلَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ اَسْلَمَ عَلٰی یَدِالْغَوْثِ الْاَعْظَمِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ (تفریح الخاطر ص ۱۹، مطبوعہ مصر)

مردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا باہر آ گیا۔ جب عیسائی نے غوث اعظم کی یہ کرامت دیکھی تو آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا۔

غوث پاک نے مرغی کو زندہ کیا

ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی، وہ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔ ایک دن اس کی ماں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور! یہ آپ کی نذر ہے، آپ اسے باطنی تعلیم فرمایئے۔ آپ نے اسے ریاضت اور باطنی سبق میں مشغول فرمایا۔ اور وہ بڑھیا اپنے بیٹے کو کبھی کبھی دیکھنے آتی تھی۔ ایک دن آئی تو دیکھا کہ وہ چنے چبا رہا ہے اور بہت حقیر و ناتواں ہو گیا ہے۔ پھر غوث اعظم کے پاس گئی، تو آپ مرغی کا گوشت کھا رہے تھے۔ اس نے عرض کی: حضور! آپ تو مرغی کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو چنے کھلاتے ہیں۔ آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ۔

اٹھ کھڑی ہو اللہ کے حکم سے، جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرتا ہے۔

فوراً وہ مرغی زندہ ہو گئی اور آواز کرنے لگی۔ پھر آپ نے اس بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے، تب جو جی چاہے کھائے۔

(نفحات الانس ص ۳۳۲، نشر المحاسن الغالیہ ص ۳۶، فتاویٰ حدیثیہ ص ۸۱، مطبوعہ مصر، مدارج النبوۃ ص ۱/۲۴۱، الکلام المبین، مراۃ الامام یافع، تتمہ رابع امداد الفتاویٰ ص ۳۹) ماہنامہ سالک بابت ماہ فروری ۱۹۶۲ء، قلائد الجواہر ص ۳۷)

بڑھیا کا بیڑا

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ دریا کی طرف تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ چند عورتیں پانی لینے کے لئے دریا پر آئیں اور اپنے اپنے گھڑے بھر بھر کر اپنے گھروں کو چلی

Marfat.com

گئیں مگر ایک ضعیفہ اپنا گھڑا پانی سے بھر کر دریا کے کنارے رکھ کر وہیں چادر منہ پر ڈال کر زار و قطار رونے لگی۔ شہنشاہ بغداد نے مائی کے رونے کا سبب اپنے خادم سے پوچھا، اس نے عرض کیا کہ اس بوڑھی عورت کا اکلوتا بیٹا تھا۔ اس کی شادی بڑے احتشام اور دھوم سے ہوئی۔ بارات دلہن کے گھر گئی۔ عقد و نکاح سے فارغ ہو کر بارات دلہن کو ہمراہ لیکر گھر چلی۔ درمیان میں دریا عبور کرنا تھا۔ کشتی پر سوار ہوئے۔ بقضائے الٰہی ساری بارات ڈوب گئی۔ اس وقت بارہ سال گزر چکے ہیں مگر بڑھیا کے دل کی بیقراری ایسے ہی غم والم میں گرفتار ہے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بڑھیا کو میرے پاس لاؤ، ضعیفہ کو حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا: تیری درد بھری فریاد سے میں بڑا متاثر ہوا ہوں، تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ تیری ساری بارات اللہ تعالیٰ سے واپس دلوا دوں گا۔ بڑھیا سے وعدہ فرماتے ہی آپ نے سر سجدے میں رکھ دیا اور احکم الحاکمین خالق کائنات سے عرض کی کہ موالا! اس بڑھیا کی بارات کو نئی زندگی دیکر بارات واپس لوٹا دے۔ تین بار اسی طرح عجز و زاری سے التجا کی۔ آخر مالک الملک نے محبوب کا کہنا خالی نہ کیا اور یکا یک دریائے رحمت کو جوش آیا اور ایک ہی جوش سے کشتی بمعہ اسباب و بارات صحیح و سالم باہر نکل آئی۔ بڑھیا کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ قدموں میں گر پڑی۔ آخر اجازت لے کر شہر میں چلی۔ اہل شہر کو جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا علم ہوا تو کئی بت پرست مشرف بہ اسلام ہوئے۔

اس روایت کو مندرجہ ذیل کتب میں بیان کیا گیا ہے۔

(۱) خلاصۃ القادریہ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ۔ (۲) مناقب غوثیہ۔ علامہ محمد صادق سعدی قادری۔ (۳) درۃ الدرانی۔ مولانا حیدر اللہ صاحب۔ (۴) شریف التواریخ۔ مولانا سیّد محمد شریف شرافت۔ (۵) گلدستہ کرامت مفتی غلام محمد قریشی۔ (۶) کتاب بڑھیا کا بیڑا۔ علامہ فیض احمد اویسی۔ (۷) نور العرفان ص ۳ و تفسیر نعیمی۔ حکیم الامت مفتی احمد یار خاں۔ (۸) تفسیر نبوی (۹) تاریخ شاہان اسلام۔ (۱۰) تکملہ روض الریاحین۔ (۱۱) تذکرہ علمائے اہلسنت لاہور۔ (۱۲) سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار مطبوعہ ۱۳۳۰ھ۔ (۱۳) کتاب غوث الاعظم ص ۲۷۷، مطبوعہ ۱۳۳۳ھ۔ (۱۴) توضیح البیان۔ (۱۵) درالعجائب۔ (۱۶) قصیدہ درباره واقعہ ہذا۔ عارف کامل غلام محی

Marfat.com

الدین قصوری رحمتہ اللہ علیہ، جو کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہ کے آخری خلیفہ اور مقام علمی و عملی میں قطب الوقت ہونے کے علاوہ علم میں بے نظیر و بے مثل تھے۔
(۱۷) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت مارچ ۱۹۸۰ء ص ۱۸)

برادران ملت! حضور غوث صمدانی، شہباز لامکانی، محبوب سبحانی، قطب ربانی، حضرت الشیخ پیر سیّد عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی کرامت جو کہ دراصل قادر قدیر کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اس سے وہ ہی محض انکار کرے گا۔ جو قادر قدیر کی قدرت میں شک کریگا۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ ڈوبا ہوا بیڑا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے رب قدیر کی قدرت کے تحت دعائے مستجاب سے تر ایا تھا۔ (بلا تمثیل و تشبیہ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بلانے سے مردہ پرندے زندہ ہو گئے۔ (قرآن حکیم ۲/۳) حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال کے بعد زندہ ہونا اور آپ کی دعا سے آپ کے گدھے کا زندہ ہونا۔ (قرآن حکیم ۳/۳ حاشیہ نور العرفان ص ۶۷)۔ بنی اسرائیل کا مقتول جو گائے مخصوصہ کے گوشت کا ٹکڑا لگنے سے زندہ ہوا۔ (قرآنِ حکیم ۹/۱۔ تفسیر مظہری ص ۴۴/۱، بیضاوی ص ۸۵/۱، خازن ص ۵۷، صاوی ص ۳۷/۱)
حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے علاقہ واسط میں ایک بستی بنام دادرواں کے تمام لوگ عرصہ کے بعد زندہ ہوئے اور کئی برس زندہ رہے اور انکی اولاد بھی ہوئی۔

(قرآن حکیم ۲/۱۵۔ روح البیان ص ۲۰۶/۱)

علامہ برخوردار ملتانی (محشی نبراس شرح شرح عقائد) اپنی کتاب غوث اعظم کے ص ۲۷۷ مطبوعہ ۱۲۳۳ھ میں فرماتے ہیں کہ اس پیر زن کا قصہ ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ہے اور سخت مشہور ہے۔ اس کی شہرت ہی شہرت دلیل صدق معلوم ہوتی ہے۔

کن کب عطا ہوتا ہے

سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیاء و ابدال جب کمال فنائیت حاصل کر کے فانی فی اللہ، باقی باللہ ہو جاتے ہیں تو اسوقت ان کو کن عطا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

وَهِیَ حَالَةُ الْفَنَاءِ الَّتِیْ هِیَ غَایَةُ اَحْوَالِ الْاَوْلِیَاءِ وَالْاَبْدَالِ ثُمَّ قَدْیُرَدُّ اِلَیْهِ التَّکْوِیْنُ فَیَکُوْنُ جَمِیْعُ مَایُحْتَاجُ اِلَیْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَهُوَ قَوْلُهٗ جَلَّ وَ عَلَا فِیْ بَعْضِ کُتُبِهٖ یَا اِبْنِ آدَمَ اَنَا اللّٰهُ الَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنَا اَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ اَطِعْنِیْ اَجْعَلَکَ تَقُوْلُ لِلشَّیْءِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ (فتوح الغیب علی ہجتہ الاسرار ص ۱۰۹)

اور یہی حالت فنا ہے جو اولیاء و ابدال کے احوال کی انتہا ہے۔ پھر ان کو تکوین (کن کہنا) عطا ہو جاتا ہے تو پھر ان کو جس چیز کی بھی حاجت ہوتی ہے وہ سب کچھ باذن اللہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد اسکی بعض کتب میں ہے کہ اے ابن آدم! میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں وہ ہوں کہ جس چیز کو کہتا ہوں ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میری اطاعت کر میں تجھے بھی ایسا کر دوں گا۔ تو بھی کسی چیز کو کہے گا۔ ہو جا۔ تو وہ ہو جائے گی۔

ڈرنا ہے تو اک اللہ سے ڈر، مرنا ہے تو اسکی راہ میں مر
رکھ اس کی رضا پہ اپنی نظر پھر یہ ساری ہی دنیا تیری ہے

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام تمام مخلوق کی بولیاں جانتے تھے اور تمام مخلوق سے زیادہ فصیح و بلیغ ہیں۔

۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو نکلتا تھا، وہی ہو جاتا تھا۔ یعنی آپ صاحب کن تھے۔

۳۔ یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے جو نکل جاتا' وہی قانون الٰہی بن جاتا۔

۴۔ یہ کہ اولیاء و ابدال کو بھی کن عطا ہوتا ہے۔

۵۔ یہ کہ آپ کا خطیبانہ انداز اتنا موثر و دلنشین تھا کہ کائنات میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۱

ریش مبارک

ریش خوش معتدل مرہم ریش دل ہالۂ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام
خط کے گرد دہن وہ دل آرا پھبن
سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی داڑھی مبارک گھنی اور بہت ہی زیادہ خوش نما تھی۔ آپ داڑھی مبارک کو تیل لگایا کرتے تھی اور شانہ بھی کیا کرتے تھے۔

منہ برابر ریش پیغمبر ۔ نور نورانی مشک عنبر
لاثانی وچ دھرتی انبر صلی اللہ علیہ و سلم

آپ نے کبھی خضاب وغیرہ نہیں کیا، کیونکہ آپ کی داڑھی اور سر مبارک میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔

آپ کے سفید بال

حضرت ابن سیرین تاجی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ

هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ خَضَبَ؟ فَقَالَ لَمْ يَبْلُغِ الْخِضَابَ كَانَ فِيْ لِحْيَتِهٖ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ۔ (مسلم شریف ص ۲/۲۵۸)

کیا حضور علیہ السلام نے خضاب کیا تھا؟ فرمایا: آپ کو خضاب کی حاجت ہی پیش نہیں آئی، کیونکہ آپ کی داڑھی مبارک میں (تقریباً) دس بال سفید تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بِيْضَاءَ۔ (شمائل ترمذی۔ نشر الطیب ۱۵۹)

آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الشُّعُوْرَ الْاَبْيَضَ فِيْ رَاسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ كَانَ سَبْعَةَ عَشَرَ۔

محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور داڑھی میں سفید بال کل سترہ تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۷/۲۰۷۔ نشر الطیب ص ۱۵۹)

سفید بال سیاہ ہو گئے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ و سلم کی ریش مبارک کی اصلاح کی یعنی کم اور زائد بالوں کو درست کیا تو آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ فَسَوَدَّتْ لِحْیَتُہٗ بَعْدَ مَا کَانَتْ بَیْضَاءَ۔

(بیہقی۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۲۳)

اے اللہ! اس کو زینت دے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس یہودی کی داڑھی کے بال سفید ہو گئے تھے، مگر اس دعا کی برکت سے پھر سیاہ ہو گئے۔

موئے ریش مبارک پر ملائکہ کی تلاوت قرآن مجید

ایک روز فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ریش مبارک میں شانہ مبارک فرمایا تو سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ریش مبارک کے دو بال مل گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خوشی خوشی ان کو گھر لائے اور برکت کے لئے انہیں بڑے ادب سے اندر رکھ دیا۔ رات کو جناب صدیق اکبر نے سنا کہ گھر کے اندر بڑی اچھی آواز سے کوئی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہے۔ آپ اٹھے اور اندر گئے تا کہ دیکھیں کہ کون قرآن مجید پڑھ رہا ہے مگر کوئی شخص نظر نہ آیا۔ حیران ہوئے کہ یہ پڑھنے والا کون ہے؟ پھر جہاں سے یہ آواز آ رہی تھی، وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ اسی جگہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کے بال شریف رکھے ہوئے ہیں اور قران مجید کی تلاوت کی آواز بھی یہیں سے آ رہی ہے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صبح یہ واقعہ بارگاہ نبوت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا:

اَمَا عَلِمْتَ یَا اَبَابَکْرٍ اَنَّ الْمَلٰئِکَۃَ یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی شَعْرِیْ وَیَقْرَءُ الْقُرْآنَ۔ (جامع المعجزات فی سیر خیر البرکات ص ۴۴)

اے ابوبکر! تم نہیں جانتے کہ فرشتے میرے بال مبارک کے پاس جمع ہو کر قرآن پاک پڑھتے ہیں۔

ولی اللّٰہی خاندان میں موئے مبارک

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حالات میں لکھتے ہیں کہ (ترجمہ پر اکتفا کیا جاتا ہے)

حضرت ایشاں فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا کہ زندگی کی امید نہ رہی۔ اس وقت ایک اونگھ سی آئی، اور حضرت شیخ عبد العزیز صاحب ظاہر ہوئے اور فرمایا۔ اے فرزند! حضرت پیغمبر علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات تیری بیمار پرسی کو تشریف لا

Marfat.com

رہے ہیں، چارپائی کو ایسے طریق پر بچھانا چاہیئے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ میں بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو اسطرف پھیر دیں۔ اسی وقت حضرت رسالت پناہ تشریف لائے اور فرمایا۔

كَيْفَ حَالُكَ يَا بُنَيَّ؟ اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟

اس کلام کی شیرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ ایک عجیب قسم کا وجد اور بکا اور اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اس طریق سے آغوش رحمت میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی۔ آپ کی قمیض مبارک میرے اشکوں سے تر ہوگئی اور آہستہ آہستہ اس وجد نے تسکین پائی۔ اس وقت میرے دل میں آیا کہ مدتیں گزر گئیں کہ موئے مبارک کی آرزو رکھتا ہوں۔ کتنا ہی کرم ہو، اگر اس وقت کوئی چیز اس قبیل سے مرحمت فرمائیں۔ اس خیال پر حضور علیہ السلام مطلع ہوئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں گزرا کہ یہ دو بال عالم شہادت میں بھی باقی رہیں گے یا نہیں! حضور اس خیال پر بھی مطلع ہوئے اور فرمایا کہ یہ دو بال اس عالم میں بھی باقی رہیں گے بعد ازاں آپ نے صحت کلی اور عمر کے لمبا ہونے کی بشارت دی۔ اس وقت میں بیدار ہوگیا اور میں نے چراغ طلب کیا مگر ان بالوں کو اپنے ہاتھ میں نہ پایا۔ غمناک ہوا اور حضور کی طرف توجہ کی۔ ایک غیبت سی واقع ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متمثل ہوئے اور فرمایا! اے فرزند دانا! آگاہ ہو جا کہ ان دو بالوں کو ہم نے احتیاطاً تکیہ کے نیچے رکھا ہے، وہاں سے تو پالے گا۔ میں بیدار ہوا اور بالوں کو وہاں سے پالیا اور تعظیم کے ساتھ ایک جگہ محفوظ کر دیئے۔

بعد ازاں فرمایا: ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ اولاً آپس میں ملے ہوتے ہیں۔ جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان چاہا۔ میں اس بے ادبی سے راضی نہ تھا۔ جب مناظرہ نے طول پکڑا تو وہ عزیز (بغرض امتحان) ان دو بالوں کو دھوپ میں لے گئے۔ فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس نے بالوں پر سایہ کر دیا۔ حالانکہ آفتاب بہت گرم تھا۔ اور ابر کا موسم ہرگز نہ تھا۔ ایک نے توبہ کی۔ دوسرے نے کہا یہ اتفاقی واقعہ ہے۔ دوبارہ پھر

Marfat.com

بالوں کو نکالا۔ پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا، دوسرے نے بھی توبہ کی۔ تیسرے نے کہا۔ یہ بھی اتفاقیہ قضیہ ہے۔ تیسری مرتبہ پھر دھوپ میں نکالا۔ پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا۔ تیسرا بھی تائبین کی لڑی میں منسلک ہو گیا۔

تیسرا یہ کہ ایک مرتبہ بہت لوگ برائے زیارت جمع تھے۔ میں نے آ کر ہر چند کوشش کی کہ چابی لگ جائے اور تالا کھل جائے تا کہ ہم سب لوگ زیارت کر لیں مگر تالا نہیں کھلتا تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا۔ معلوم ہوا کہ فلاں آدمی جنبی ہے۔ اس کی شامت جنابت کی وجہ سے قفل نہیں کھلتا، میں نے عیب پوشی کی اور سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا۔ جب جنبی اس مجمع سے باہر چلا گیا، قفل آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت ایشاں در آخر عمر تبرکات قسمت می فرمودند یکے ازاں دو موئے بکاتب حروف عنایت فرمودند فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ (انفاس العارفین ص ۴۱)

حضرت والا نے آخر عمر میں تبرکات کو تقسیم فرمایا تو ان دو مبارک بالوں میں سے ایک کاتب الحروف (شاہ ولی اللہ) کو بھی عنایت فرمایا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

برادران ملت! مندرجہ واقعہ سے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بزرگی اور حضور علیہ السلام کا عشق اور آپ کے موئے مبارک سے عقیدت و محبت کا بخوبی پتہ چلتا ہے اور اس کے علاوہ ایک بہت بڑا مسئلہ بھی سمجھ میں آ گیا کہ حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب نے فقط خیالی صورت نہیں دیکھی تھی بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جسم اقدس کے ساتھ تشریف فرما ہوئے تھے۔ کیونکہ بال مبارک جو عطا فرمائے، جزو جسم تھے اور شاہ صاحب نے بچشم خود دیکھا کہ آپ نے اپنی مجسم ریش مبارک سے الگ کر کے عطا فرمائے اور پھر ریش مبارک کا حسی تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے تھا۔ جس سے ثابت ہو گیا کہ حضور علیہ السلام جسم مقدس کے ساتھ وہاں تشریف فرما ہوئے تھے۔ گو دوسروں نے نہیں دیکھا، جیسے حضرت جبرائیل علیہ السلام مجلس اقدس میں بذات خود تشریف لاتے اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ان کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔

محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ۔ (صحاح ستہ)

جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو بیشک اس نے مجھ ہی کو دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت میں متمثل نہیں ہوسکتا۔

کیوں نہ ملت کا ہر زخم ہو مندمل — کیوں نہ پائے سکوں خاطر مضمحل
ہر جراحت بنی صحت مستقل — ریش خوش معتدل مرہم ریش دل

ھالہ ماہ ندرت پہ لاکھوں سلام

مہ کو گھیرے ہوئے ہے سنہری کرن — یا لب جو ہے خورشید پر تو فگن
موج دریا رواں ہے کنار چمن — خط کی گرد دہن وہ دل آرا پھبن

سبزہ نہر رحمت پہ لاکھوں سلام

داڑھی کی اہمیت

داڑھی رکھنا حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی سنت قدیمہ متواترہ ہے۔ حضور علیہ السلام کے بعد خلفائے راشدین، جمیع صحابہ کرام، آئمہ عظام، اہلبیت اطہار، علمائے کرام و مشائخ عظام کا اس پر دوامی و استمراری عمل رہا ہے اور کسی سے اس کے خلاف منقول نہیں ہے۔

امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے داڑھی رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ داڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا گناہ ہے۔ آجکل بعض لوگ فرنچ کٹ یا قرزن فیشن رکھتے ہیں اور بعض بالکل ہی صفایا کر دیتے ہیں، یہ سب نصاریٰ کی اتباع ہے۔

قرآن پاک کا حکم

بعض نادان داڑھی کی مشروعیت کا انکار کرتے اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن میں کہیں داڑھی رکھنے کا حکم اور ثبوت نہیں ہے۔ چونکہ وہ احادیث مبارکہ کے منکر ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند آیات قرآنی پیش کی جائیں۔ جن سے داڑھی رکھنا ضروری ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَطِيْعُوْا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْا الرَّسُوْلَ۔ (محمد:۳۳)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔

مَآاٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا۔ (حشر:۷)

جو کچھ رسول تمہیں عطا فرمائیں، وہ لے لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

ان دونوں آیات سے ثابت ہوا کہ ہر امر و نہی میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت مسلمانوں پر واجب ہے۔ داڑھی رکھنا اور بڑھانا حضور علیہ السلام کے قول و فعل اور امر سے ثابت ہے۔ منڈانے اور ترشوانے کی ممانعت میں صریح نہی وارد ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنے اور بڑھانے والے قرآن پاک کی ان آیات پر عامل ہیں اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شامل ہیں اور داڑھی منڈانے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف ہیں۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء:۸۰)

جس نے حکم مانا رسول کا تو بیشک اس نے حکم مانا اللہ کا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کا مطیع اور فرمانبردار ہے، وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اور جو حضور علیہ السلام کا فرمانبردار نہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْيُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْم۔ (النور:۶۳)

پس ان لوگوں کو ڈرنا چاہئے جو رسول اللہ کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ یا دردناک عذاب پہنچے۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے حکم کے خلاف کرنے والے دنیا میں فتنہ و بلا کے سزاوار اور آخرت میں عذاب الیم کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَايُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (النساء:۶۵)

اے محبوب! تمہارے رب کی قسم۔ وہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے، جب تک آپس کے اختلافات میں تمہیں حاکم نہ مانیں اور پھر جو فیصلہ آپ فرما دیں، اس سے اپنے دلوں میں

Marfat.com

رکاوٹ نہ پائیں بلکہ دل وجان سے مان لیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص حضور علیہ السلام کے فیصلے کو نہ مانے یا آپ کے حکم سے دل میں رکاوٹ وتنگی محسوس کرے، وہ مومن نہیں۔ داڑھی رکھنا اور بڑھانا فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔

(قرآن حکیم ۲/۹)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ بیشک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی، جو پہلے یہودی تھے۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو کر بھی اونٹ کے گوشت سے نفرت کرتے تھے کیونکہ ان کے سابقہ دین میں اونٹ کا گوشت کھانا حرام تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیزیں بچپن سے استعمال میں آتی ہیں، ان سے رغبت ہوتی ہے اور جن چیزوں سے طبیعت بچپن میں متنفر ہو، ان کے استعمال سے طبیعت میں ضرور رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور پھر اونٹ کا گوشت کھانا فرض و واجب اور سنت مؤکدہ تو ہے ہی نہیں جس کے ترک سے اسلام کی مخالفت لازم آتی، جائز اور مباح ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اس خیال سے کہ اس کے ترک سے اسلام کی مخالفت بھی نہیں ہوتی اور اپنی سابقہ شریعت پر بھی عمل ہوتا ہے۔ اونٹ کا گوشت نہیں کھاتے تھے، اور مسلمان بے تکلفی سے اونٹ کا گوشت کھاتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں نے مسلمانوں کے ساتھ اونٹ کا گوشت کھانے میں تامل کیا اور کراہت کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ کو یہ بات ناپسند ہوئی اور آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ جو چیزیں اسلام میں جائز اور حلال ہیں، ان سے کراہت نہ کرو، اور جو احکام منسوخ ہو گئے ہیں ان سے تمسک نہ کرو۔ غور فرمایئے کہ ایک جائز اور مباح امر کا ترک موجب نقصان اسلام ہو تو جو امر واجب اور سنت مؤکدہ ہو، اس کا ترک اور اس سے تنفر کس قدر موجب نقصان اسلام ہوگا۔ اس سے واضح ہوا کہ داڑھی منڈانے والوں کے اسلام میں نقصان ہے۔ وہ پورے

Marfat.com

پورے اسلام میں داخل نہیں ہیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيْرًا

(قرآن حکیم ۵/۱۳)

اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ۔ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے، تو ہم پھیر دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈالیں گے اسے جہنم میں اور وہ بہت بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق بات واضح ہونے کے بعد جو شخص حضور علیہ السلام کی مخالفت کرے اور مسلمانوں کے طریقے کو چھوڑ کر اپنی جدا راہ اختیار کرے، اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

بلاشبہ تمام انبیاء مرسلین، حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جمیع صحابہ تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین، اولیاء کرام اور تمام مؤمنین صالحین سلف سے خلف تک سب کا داڑھی پر قولی و فعلی اتفاق ہے۔ سب نے داڑھی رکھی اور رکھنے کا حکم دیا لہٰذا جو شخص ایسی عظیم الشان سنت کی مخالفت کرے، وہ سزاوار غضب الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے بیزار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ناراض ہیں۔

اے کاش! مسلمان قوم کا ہر فرد اسلامی تعلیمات کا آئینہ اور سلف صالحین کے اخلاق و اعمال کا نمونہ ہوتا۔ اور اسلامی شعار کی حفاظت کرتا، تاکہ دوسری اقوام پر اس کے دین و مذہب، علم و عمل اور تقویٰ و پرہیزگاری کا اثر پڑتا۔ لیکن ؎

اس کی نظر میں دلفریب رنگ تمدن فرنگ
کر دیئے محو سر بسر اپنے سلف کے واقعات
مغربی علم ہو گیا باعث فخر اب اسے
مصحف پاک اور حدیث ہو گئے کہنہ واقعات
فعل نحو سے منحرف اور نہ شوق بندگی
تھیٹر و سینما ہیں اب اس کے رہین التفات

Marfat.com

اس پرفتن دور میں جبکہ چاروں طرف سے انواع واقسام کے فتنے درپے تخریب دین وشعار دین ہیں اور نفوس پر شہوات نفسانی کا اس قدر غلبہ ہوگیا ہے کہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا دشوار اور شرم وعار کا باعث ہوتا جارہا ہے۔ ایسے دور میں حضور علیہ السلام کے طریق ہدایت پر چلنے اور سنت پر عمل کرنے سے بے شمار اجر وثواب ملتا ہے۔ چنانچہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتِیْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِیْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْد۔

جو شخص میری سنت پر مضبوطی سے قائم رہے جبکہ میری امت میں فتنہ وفساد پھیل جائے تو اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر وثواب ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ تمام مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کی غلامی ومحبت نصیب فرمائے اور اسلامی روایات واحکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اے مرے بھائی ذرا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
شرم کر بہر خدا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
ہیں بظاہر بال، لیکن نور ہے اسلام کا
شکل نورانی بنا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
شکل سے بیزار ہیں تیری خدا و مصطفیٰ
ان کو راضی کر ذرا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
اپنی چوٹی بھی کسی ہندو نے کاٹی ہے بتا؟
تو نے کیوں ایسا کیا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
آل و اصحاب و نبی نے بھی کبھی ایسا کیا
تو ہے کیوں ان سے جدا داڑھی منڈانا چھوڑ دے
داڑھی کترانا، مونڈنا، مونڈانا سب ہے گناہ
مان حکم مصطفیٰ داڑھی منڈانا چھوڑ دے
فرض ہے بھائی پہ بھائی کو دے راہ حق بتا
اس لئے میں نے کہا داڑھی منڈانا چھوڑ دے

Marfat.com

ہو جمیل قادری کی التجا یا رب قبول!
امت خیر الوری داڑھی منڈانا چھوڑ دے
(آمین)

داڑھی کی مقدار

داڑھی کا ایک مشت ہونا سنت ہے۔ اس سے کم کرنا جائز نہیں اور اس سے اگر کچھ زیادہ ہو جائے تو جائز بلکہ اولیٰ ہے اور اس قدر لمبی چوڑی رکھنا کہ حد شہرت تک پہنچ جائے اور تمسخر کا سبب بن جائے، مکروہ ہے۔ (ارشاد الساری شرح بخاری ص ۸/۴۵۰)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خَالِفُو الْمُشْرِکِیْنَ وَ فِرُّو اللِّحٰی وَاحْفُوْا الشَّوَارِبَ۔

مشرکین کی مخالفت کرو۔ داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

(بخاری شریف ص ۲/۸۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

جُزُّوا الشَّوَارِبَ وَاَرْخُوا اللِّحٰی خَالِفُوا الْمَجُوْسَ۔

مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔

(مسلم شریف ص ۱/۱۲۹)

برادران ملت! ان دونوں حدیثوں میں داڑھیاں بڑھانے، مونچھیں کٹوانے اور مشرکین و مجوس کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آئمہ حدیث نے تصریح فرمائی ہے کہ عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجوس و مشرکین میں سے بعض داڑھی چھوٹی رکھتے اور بعض منڈوا دیتے اور مونچھیں بڑی بڑی رکھتے تھے۔ لہٰذا ان کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا کہ داڑھی نہ تو چھوٹی رکھو اور نہ منڈواؤ بلکہ بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔

(تفصیل کے لئے عینی ص ۱/۲۸۵، معاشیات ص ۲۱، ترمذی ص ۲/۱۰۵، مشکوٰۃ بمعہ حواشی ص ۳۸۱، مسند امام اعظم ص ۳۳۶، لمعۃ الضحی فی اعضا للحی ص ۳۳)

Marfat.com

سیاہ داڑھی دا خط حلقہ مدور — نہ لمی تے نہ چھوٹی منہ برابر
چمکدے وال سدھی بھاری داڑھی — نہ پتلی تے نہ آہی بہت گاہڑی

داڑھی کے فوائد

طب یونانی کی رو سے داڑھی مرد کے لئے زینت اور گردن وسینہ کے لئے محافظ ہے۔

○..... ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ داڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی جاتی ہے۔

○..... دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی داڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روکتی ہے۔

○..... اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں داڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے داڑھی کے پیدا ہوگی۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مردانہ قوت کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گی۔

○..... امریکی ڈاکٹر چارلس ہومر نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے۔ لوگ جب اپنے سروں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرے پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔ کسی کے سر پر اگر کسی جگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے اس گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی ہے لیکن یہ عجیب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے، جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح علامت ہے اور داڑھی رکھنے سے واقعی انسان میں سچ بولنے کا مردانہ حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔

(نوائے وقت لاہور مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۳، رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ اگست ۱۹۸۳ء)

داڑھی اور کنگھی

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

تَسْرِیْحُ اللِّحْیَةِ عَقْبَ کُلِّ وُضُوْءٍ یَنْفِیُ الْفَقْرَ۔ (کنوز الحقائق علی جامع صغیر ص ۱/۱۰۵)

داڑھی کو کنگھی کرنا ہر وضو کے بعد محتاجی کو دور کرنا ہے۔

Marfat.com

مَنْ سَرَّحَ رَأْسَهٗ وَلِحْيَتَهٗ كُلَّ لَيْلَةٍ عُوْفِيَ مِنْ اَنْوَاعِ الْبَلَاءِ وَزِيْدَ فِيْ عُمُرِهٖ۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۲/۳۸)

جس نے سر اور داڑھی کو ہر رات کنگھی کی کئی بلاؤں سے محفوظ کیا جائے گا اور اسکی عمر میں برکت دی جائے گی۔

تَسْرِيْحُ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ يَسُلُّ الدَّاءَ مِنَ الْجَسَدِ سَلًا۔

(کنوز الحقائق برجامع کبیر ۱/۱۰۵)

سر اور داڑھی کو کنگھی کرنا جسم سے بیماری نکال دیتا ہے۔

عَلَيْكُمْ بِالْمِشْطِ فَاِنَّهٗ يُذْهِبُ الْفَقْرَ وَمَنْ سَرَّحَ لِحْيَتَهٗ حَتّٰى يُصْبَحَ كَانَ لَهٗ اَمَانًا حَتّٰى يُمْسِيَ لِاَنَّ اللِّحْيَتَهٗ زَيْنُ الرِّجَالِ وَجَمَالُ الْوَجْهِ۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۲/۳۹)

تم پر کنگھی سنت لازمہ ہے کیونکہ اس سے محتاجی دور ہوتی ہے۔ جس نے صبح اپنی داڑھی کو کنگھی کی، وہ شام تک امن میں رہے گا۔ داڑھی مردوں کی زینت اور ان کے چہرے کا جمال ہے۔

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام اپنے غلاموں کی ہر وقت خبر رکھتے ہیں اور جب چاہیں۔ جہاں چاہیں، تشریف لا سکتے ہیں اور غلاموں کے درد دور فرما کر ان پر رحم و کرم کرتے ہیں۔

۲۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے موئے مبارک بے مثل اور بے نظیر ہیں کہ بادل ان پر سایہ کرتے ہیں اور انکو درود شریف پڑھنے کا علم ہو جاتا ہے۔ جبھی وہ سیدھے اور الگ ہو جاتے ہیں۔

۳۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے موئے مبارک ایسے مقدس اور پاک ہیں کہ ناپاک آدمی ان کی زیارت نہیں کر سکتا۔

۴۔ یہ کہ بزرگان دین اپنے تصرف اور نور فراست سے ظاہری اور باطنی حالات معلوم کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ حضرت عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے تشریف لا کر چارپائی کا رخ بدلنے کا حکم دیا۔

۵۔ یہ کہ داڑھی رکھنا سنت موکدہ ہے جس کا تارک مرتکب گناہ ہے۔

۶۔ یہ کہ داڑھی میں کنگھی کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس سے محتاجی دور ہوتی ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۲

گردن، کندھے، پشت مبارک

جس مین نہریں ہیں شیر و سحر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

دوش بر دوش ہے جن کے شان شرف
ایسے شانون کی شوکت پہ لاکھوں سلام

روئے آئینہ علم پشت حضور
پشتی قصر ملت پہ لاکھوں سلام

جو کہ عزم شفاعت پہ کھینچ کر بندھی
اس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک نہایت خوبصورت `اعتدال کے ساتھ طویل اور چاندی کی طرح سفید تھی اور حسین ایسی کہ

كَانَ عُنُقُهٗ اِبْرِيْقُ فِضَّةٍ۔ گویا آپ کی گردن چاندی کی صراحی تھی۔

(شمائل ترمذی۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۷۵)

خود سروں کی تنی گردنیں جھک گئیں سرکشوں کی اٹھی گردنیں جھک گئیں
تھی جو اونچی وہی گردنیں جھک گئیں جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اس خدا داد شوکت پہ لاکھوں سلام

کندھے

آپ کے کندھے مبارک بھی عجیب شان کے تھے۔ نہایت خوبصورت کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے۔ ابن سبع اور زرین نے آپ کے خصائص میں ذکر کیا ہے کہ

اَنَّهٗ كَانَ اِذَا جَلَسَ يَكُوْنُ كَتِفَهٗ اَعْلٰى مِنْ جَمِيْعِ الْمَجَالِسِيْنَ۔ جب آپ لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کا کندھا مبارک سب سے اونچا ہوتا۔

(زرقانی علی المواہب ص ۴/۲۰۰، جواہر البحار ص ۹۶۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے جب کبھی ننگے ہو جاتے تو

فَكَاَنَّمَا سَبِيْكَةُ فِضَّةٍ۔ یوں معلوم ہوتا جیسے چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

(بیہقی۔ ترمذی۔ بزار۔ خصائص کبریٰ)

ابوجہل مرعوب

امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوجہل حضور علیہ السلام کو پتھر مارنے کے ارادہ سے آیا تو

رَاٰى عَلٰى كَتِفَهٖ ثُعْبَانَيْنِ فَانْصَرَفَ مَرْعُوْبًا۔ اس نے دوش اقدس پر دو بڑے بڑے اژدھے دیکھے تو ڈر کر بھاگ گیا۔

(تفسیر کبیر۔ زرقانی ص ۵/۱۹۵، احیاء القلوب ص ۱۰۲)

Marfat.com

مٹ گئے، مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے کندھوں پر چڑھایا تو ان مبارک کندھوں کی قوت کا یہ عالم تھا کہ

اِنِّیْ لَوْشِئْتُ نِلْتُ اُفُقَ السَّمَآءِ۔ اگر میں چاہتا تو میں آسمان کے کنارے تک پہنچ جاتا۔

(المستدرک۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۲۶۴)

موڈھے پاک نبی دے بھارے سوہنے کل اعضاء سن سارے
طاقت بہت ہیسی سرکارے صلی اللہ علیہ و سلم
موڈے شانے حضرت بھارے زور آور وچ عالم سارے
آہے سوہنے اپن اپارے صلی اللہ علیہ و سلم

باب العلم بردوش مدینۃ العلم

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد بڑے جاہ وجلال، بڑی آب وتاب اور نہایت تزک واحتشام کے ساتھ مکہ معظمہ میں ورود فرمایا۔ بیت اللہ شریف میں تین سو ساٹھ بت تھے، جن کی پرستش ہوتی تھی۔ ارشاد ربانی ہوا کہ اے میرے محبوب علیہ السلام ان بتوں کو توڑ کر میرے گھر کو پاک کر دو۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی لی اور بتوں کو توڑنے لگے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پڑھتے جاتے تھے۔

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔

(قرآن حکیم ۹/۱۵)

قریب والے بت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ دیئے مگر چند بت اونچے نصب تھے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا این علی۔ علی کہاں ہے؟

صدائے نبوت سن کر شہنشاہ ولایت فوراً حاضر ہوئے۔ عرض کی۔ آقا! کیا حکم ہے؟ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! ان بتوں کو توڑ دو عرض کی کہ آقا! اگر ان کو توڑا ہے تو ان کو بھی خود ہی توڑ دو۔ آپ نے فرمایا میں توڑ تو دوں مگر بت اونچے ہیں اور میرا ہاتھ

Marfat.com

وہاں تک نہیں پہنچتا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے عرض کی۔ یارسول اللہ! آپ کی بھی سمجھ نہیں آتی۔ اس لئے کہ یہاں کہتے ہو میرا ہاتھ نہیں پہنچتا اور وہاں انگلی کا اشارہ کرو تو چودھویں رات کا چاند توڑ دو۔ پھر عرض کی۔ آقا! اگر آپ کا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچتا تو نہ سہی، میں بیٹھ جاتا ہوں۔ آپ میری پشت پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑ دیں۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا۔ علی! تم نے ٹھیک کہا۔ لیکن اگرچہ تم شیر خدا ہو مگر نبوت کا بوجھ نہ اٹھا سکو گے۔ حضرت علی نے عرض کی کہ سرکار پھر کیا کیا جائے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑ دو۔ چنانچہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام کے مبارک کندھوں پر چڑھ کر بتوں کو توڑنے لگے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ علی! اس وقت تم کہاں تک پہنچ گئے ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ آقا! اگر حکم دو تو عرش عظیم کے پائے کو پکڑ کر نیچے کھینچ لاؤں۔

غور کیجئے! جس نبی کے کندھوں پر بیٹھ کر علی عرش عظیم کے پائے کو پکڑ سکتا ہے، وہ نبی معراج کی رات کو خود کہاں تک پہنچا ہوگا۔

عرش کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں
شب معراج جہاں پہنچے ہیں رفعت والے

الغرض بت ٹوٹ گئے۔ حضرت علی نیچے اتر آئے تو مسکرائے۔ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علی مسکراتے کیوں ہو؟ عرض کی۔ یارسول اللہ! میں نے عرش سے چھلانگ لگائی ہے مگر مجھے کچھ بھی نہیں ہوا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ علی! چڑھایا میں نے تھا۔ اور اتارا جبریل نے ہے۔

(مدارج النبوت ص ۲/۲۸۵)

جھک گیا جن کے آگے نشان شرف
آستاں بوس جن کا جہان شرف
صدقے جن کے شرف پر ہے جان شرف
دوش بر دوش ہے جن سے شان شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

پشت مبارک

حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت جعرانہ سے عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھا۔

فَنَظَرْتُ اِلٰی ظَهْرِهٖ كَاَنَّ سَبِيْكَةَ فِضَّةٍ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۷۳، زرقانی علی المواہب ص ۴/۱۸۸)

تو میری نظر آپ کی پشت مبارک پر پڑھی تو وہ ایسی تھی کہ گویا وہ چاندی کی ڈھالی ہوئی تھی۔

پشت مبارک تاج رسولاں
تکیہ گاہ ہے اساں ملولاں

پشت پناہ ہے سب مقبولاں
صلی اللہ علیہ و سلم

بارش بوسیلہ پشت مبارک

حضرت جلہمہ بن درفطہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مکہ میں آیا۔ اس وقت ساکنان مکہ قحط کے سخت مصیبت میں گرفتار تھے۔ قریش مل کر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا۔ اے ابوطالب! لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ نکلو اور خدا سے مینہ مانگو۔

فَخَرَجَ اَبُوْطَالِبٍ وَ مَعَهٗ غُلَامٌ كَاَنَّهٗ شَمْسٌ دَجَنَ تَجَلَّتْ عَنْهَا سَحَابَةٌ قَتْمَآءُ وَحَوْلَهٗ اُغَيْلِمَةٌ فَاَخَذَهٗ اَبُوْطَالِبٍ فَاَلْصَقَ ظَهْرَهُ الْكَعْبَةَ وَلَا ذَالْغُلَامِ بِاِصْبَعِهٖ وَمَا فِی السَّمَآءِ قُذْعَةٌ فَاَقْبَلَ السَّحَابُ مِنْ هَاهُنَا وَهَاهُنَا وَ اَغْدَقَ وَ اَغْدَقَ وَانْفَجَرَ لَهُ الْوَادِیْ وَاَخْصَبَ الْبَادِیْ وَالنَّادِیْ وَ فِیْ هٰذَا يَقُوْلُ اَبُوْطَالِبٍ۔ (ابن عساکر۔ بیہقی فی دلائل النبوت۔ زرقانی علی المواہب ص ۱/۱۹۰، الخصائص الکبریٰ ص ۱/۸۶)

پس ابوطالب نکلے اور ان کے ساتھ ایسا نورانی بچہ تھا کہ گویا وہ ایک آفتاب تھا، جو کالے بادلوں سے نکلا ہو۔ اور اس کے گرد چند بچے اور بھی تھے۔ (بیت اللہ شریف پہنچ کر) ابوطالب نے اس نورانی بچہ کی پشت دیوار کعبہ سے لگا دی۔ اس نورانی بچہ نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہ تھا مگر اس کے اشارہ سے چاروں طرف سے بادل آ گیا اور اتنا برسا کہ جنگل بہہ نکلے اور اہل شہر و دیہات خوب سیراب ہو گئے۔ (اور قحط کی مصیبت دور ہو گئی)

Marfat.com

ابوطالب نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

وَابْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالَ الْیَتٰمٰی عِصْمَةٍ لِّلاَرَامِلِ

وہ گورے رنگ والے کہ ان کے چہرہ انور کے صدقہ میں ابر کا اپنی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں۔

یَلُوْذُبِهِ الْهَلَّاکَ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ فَهُمْ عِنْدَهٗ فِیْ نِعْمَةٍ وَ فَوَاضِلِ

بنی ہاشم جیسے غیور لوگ ہلاکت و تباہی کے وقت ان سے التجا و فریاد کرتے ہیں اور وہ آپکے پاس آ کر عظیم نعمتیں اور برکتیں پاتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱/۱۹۰، خصائص الکبریٰ ص ۱/۸۶)

سوہنی کنڈ عجیبہ آہی امت کارن پشت پناہی

دتی اللہ نور صفائی صلی اللہ علیہ وسلم

پتھر موم ہو گیا

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف سے مشرق کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر منیٰ کا میدان ہے۔ یہاں منیٰ میں مسجد خیف سے نزدیک اوپر گھاٹی پر مسجد صعب واقع ہے۔ اس میں ایک غار ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس غار میں حضور علیہ السلام جلوہ افروز ہوئے تو آپ کا سر مبارک اور پشت مبارک پیچھے غار کے پتھر سے مس ہوا تو پتھر موم ہو گیا۔ پشت اور سر کا نشان اس پتھر پر لگ گیا۔

نوٹ: اس غار کو غار مرسلات کہتے ہیں کیونکہ سورہ مرسلات ص ۲۹ اسی غار میں نازل ہوئی تھی۔

(رہنمائے سفر حجاز ص ۹۱)

فوائد

۱۔ یہ کہ آپ کی گردن مبارک خوب صورت اور اعتدال کے ساتھ طویل تھی۔

۲۔ یہ کہ آپ کے دوش مبارک مجالس میں اونچے دکھائی دیتے اور قوت کا یہ عالم کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا بلکہ پایہ عرش عظیم کو کھینچ لیتا۔

۳۔ یہ کہ آپ کی پشت مبارک اگر پتھر سے مس ہوئی تو وہ موم ہو گیا، اور اگر دیوار کعبہ سے لگی تو باران رحمت ہونے لگی۔

Marfat.com

باب ۱۳

مہر نبوت

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
حجر اسود کعبۂ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے اور ہر ایک نے اس کا اقرار کیا ہے۔ اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ مہر نبوت کس جگہ تھی اور اس کی ہیئت و جسامت کیا تھی؟

دو شانوں کے درمیان۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا وَقَدْ كَانَتْ عَلَيْهِ شَامَةُ النُّبُوَّةِ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى اِلَّا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ فَاِنَّ شَامَةَ النُّبُوَّةَ كَانَتْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ۔

(حکم۔ الخصائص الکبریٰ ص ۶۱/۱)

نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مگر اس کی مہر نبوت اس کے دائیں ہاتھ پر ہوتی تھی۔ سوائے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپ کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان تھی۔

ابھری ہوئی نورانی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مہر نبوت حضور علیہ السلام کے دونوں مونڈھوں کے عین وسط میں ابھری ہوئی صاف اور نورانی دکھائی دیتی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۵۱/۱)

مونڈھیاں اندر مہر نبوت ۔ اللہ دیتی بہت قوت
عالی ہمت بھاری برکت ۔ صلی اللہ علیہ و سلم

انڈے کی مانند

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ الْخَاتِمَ عِنْدَ كَتِفِهٖ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ يُشْبِهُ جَسَدَهٗ۔

(مسلم شریف ص ۲۵۹/۲)

میں نے آپ کی مہر نبوت کو آپ کے شانے کے پاس کبوتری کے انڈے کی مثل دیکھا۔ رنگت کے اعتبار سے وہ آپ کے جسم کے مشابہ تھی۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی پشت کی

Marfat.com

جانب کھڑا ہوا تو میں نے آپ کے دونوں شانوں کے درمیان چکور کے انڈے کی مانند مہر نبوت کو دیکھا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۱۵۲)

ختم پیغمبراں مہر نبوت — وچ کتفین مبارک حضرت
بخشی سی رب نال سطوت — صلی اللہ علیہ و سلم
آنڈے وانگوں صورت آہی — بہت کتاباں دَین گواہی
وچ کلمہ لکھیا قلم الٰہی — صلی اللہ علیہ و سلم

مہر میں کلمہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ

كَانَ خَاتِمُ النُّبُوَّةِ عَلٰى ظَهْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ مِثْلَ الْبُنْدَقَةِ مِنْ لَّحْمٍ مَّكْتُوْبٌ فِيْهَا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

حضور علیہ السلام کی پشت اقدس پر مہر نبوت گوشت کے ٹکڑے کے مانند تھی۔ جس میں گوشت کے ساتھ یعنی قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا۔ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه'' صلی اللہ علیہ وسلم

(ابن عساکر۔ حاکم۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۹۱)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آپ کی گردن گویا چاندی کی صراحی تھی اور دونوں شانوں کے درمیان ماہ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا۔ جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اوپر کی سطر۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (نشر الطیب ص ۱۸۲)

اور نیچے کی سطر۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه (خصائص کبریٰ ص ۱/۱۸۲)

مہر نبوت کے متعلق جو مختلف روائتیں ہیں، ان میں تطبیق اس طرح کی جائے کہ جس کسی نے اسکو جس چیز کے ساتھ تشبیہہ دی ہے، وہ اپنے ذہن کے مطابق دی ہے اور تشبیہہ ہر شخص کے ذہن کے موافق ہوتی ہے۔

بدن بے سایہ سی عمدہ نورانی — سجے موڈھے ول مہر دی نشانی
کیتی اس مہر دی جس نے زیارت — بہشتی ہو گیا صاحب بشارت

Marfat.com

اوچیر اساس اوپر وال پردہ　　تلے والاں دے کلمہ نور اندر دا
وچوں ظاہر ہوون شعلے نورانی　　قدر اک آنڈریرے دی نشانی

خاتم النبیین

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتِمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتِمُ النَّبِیِّیْنَ۔ (شمائل ترمذی۔ نشر الطیب ص ۱۵۷)

آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور آپ خاتم النبیین تھے۔

یہ مہر نبوت سے ہوتا ہے ثابت
ہے ختم رسل تاجدار مدینہ

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ۔
(احزاب: ۴۰)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

خَتَمَ اللّٰہُ بِہِ النَّبِیِّیْنَ قَبْلَہٗ وَفَلَا یَکُوْنَ نَبِیٌّ بَعْدَہٗ۔ (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس ص ۲۶۴)

یعنی پہلے نبیوں کا سلسلۂ نبوت آپ پر ختم ہو گیا اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

خدا یکتا الوہیت میں تو
یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا
شفاعت کے جو طالب ہو تو کہہ دو دار پر چڑھ کر
پیغمبر مصطفیٰ ؐ کے بعد کوئی ہو نہیں سکتا

عالمگیر رسالت ختم نبوت

حضور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَآفَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

میں خالق کی ہر مخلوق کا رسول بن کر تشریف لایا ہوں اور مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

Marfat.com

اَنَا رَسُوْلُ مَنْ اَدْرَکْتُ حَیًّا وَ مَنْ یُوْلَدُ بَعْدِیْ۔ (شفاءشریف ص۲۰۶)

جو میری حیات ظاہری میں ہے، اس کا بھی اور جو قیامت تک میرے بعد پیدا ہوگا، اس کا بھی میں رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔

(ترمذی۔طبرانی)

لیکن چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اس لئے عمر بھی نبی نہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کیا تم راضی نہیں کہ تم مجھے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ علیہ السلام سے، مگر تم نبی نہیں۔ (المستدرک)

برادران ملت! جب حضرت عمر فاروق و حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات کو نبوت نہ مل سکی تو امت میں ان سے بڑھ کر کون ہے، جو نبوت کا دعویٰ کرے؟ جبکہ دین کامل ہو گیا اور سلسلۂ نبوت بھی ختم ہو گیا۔ حضور تو حضور ہیں۔ قیامت تک نہ آپ کے خلفاء الراشدین جیسا کوئی پیدا ہوگا اور نہ نبی ہوگا۔

شاعر اہلسنت جناب سید مرغوب احمد اختر الحامدی صاحب فرماتے ہیں۔

کتنی ارفع ہے شان حبیبؐ خدا — مالک دوسرا، سرور انبیاء
مقتدی جس کے سب، سب کا جو مقتدا — جس کے زیر لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

جس کے زیر نگیں ہیں سماک و سمک — جس کے حلقے میں ہیں چاند سورج فلک
جس کا سکہ رواں فرش سے عرش تک — جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و ملک
اس جہانگیر بعثت پہ لاکھوں سلام

شمع روشن ہے قرآن کے متصل — دیکھ کر جن کو ہیں چاند، سورج خجل
ہے عذار رسالت[1] پہ تابندہ تل — حجر اسود کعبہ جان و دل
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

[1] یہاں رسالت سے مراد "درجۂ رسالت و نبوت" ہے یعنی مہر نبوت نے مجسم رسالت و نبوت کو خوبصورت بنا دیا ہے (بلا تشبیہ) جس طرح کسی حسین و جمیل کے رخسار کا تل

Marfat.com

پورے حسین مجسمہ کو چمکا دیتا ہے۔ (بہار عقیدت ص ۱۴)

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، راحت العاشقین، محب الفقراء والغرباء وَالْیَتٰمٰی والمساکین، رسول الثقلین، غیاث الکونین، مغیث الدارین حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت دونوں شانوں کے درمیان ابھری ہوئی، صاف اور نورانی دکھائی دیتی تھی۔

۲۔ یہ کہ حضور سید عالم، فخر آدم و بنی آدم، تاجدار عرب و عجم، شفیع امم، رسول محترم، آسمان نبوت کے نیر اعظم، نور مجسم، رحمت عالم، سرور کشور رسالت، رونق ممبر نبوت، چشمہ علم و حکمت، نازش مسند امامت، ختم دور رسالت، صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت عالمگیر نبوت و رسالت ہے۔ آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی (ظلی، بروزی) نبی نہیں آ سکتا۔

۳۔ یہ کہ مہر نبوت میں قدرتی طور پر کلمہ شریف لکھا ہوا تھا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰه

۴۔ یہ کہ جب خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہلبیت عظام، آئمہ اطہار و مشائخ کبار میں سے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو پھر اور کسی کی کیا مجال کہ دعویٰ نبوت کر سکے۔

Marfat.com

باب ۱۴

بغل مبارک

بھینی بھینی مہک پر مہکتی درود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام
نورعین لطافت پہ الطف درود
زیب و زین نظافت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک بغلیں نہایت پاکیزہ، صاف اور خوشبودار تھیں۔ آپ کی بغلوں کا رنگ متغیر نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہی آپ کی بغلوں میں بال تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۱۸۶/۴۔ خصائص کبریٰ ص ۶۳/۱)

رنگ سفید تے نور اجالا — جو دیکھے ہووے متوالا
دیکھو قدرت حق تعالیٰ — صلی اللہ علیہ و سلم

سفید بغلیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ الدُّعَاءِ حَتّٰی یُرٰی بَیَاضُ اِبْطَیْہِ۔ (بخاری ص ۹۳۸/۲)

میں نے حضور علیہ السلام کو دعاء استسقاء میں اس قدر بلند ہاتھ اٹھائے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ اِذَا سَجَدَ یُرٰی بَیَاضُ اِبْطَیْہِ۔

حضور علیہ السلام جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی۔

(طبقات ابن سعد۔ خصائص کبریٰ ص ۶۳/۱)

بغلاں چٹیاں چمک نرالی — خوشبو عطروں ودھ کمالی
بخشی رب نے ہمت عالی — صلی اللہ علیہ و سلم

خوشبودار بغلیں

دارمی نے بنی حریش کے ایک ثقہ سے روایت کی کہ جب رسول کونین صلی اللہ علیہ و سلم نے حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ کو اس کے اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا تو اس کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھ میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔

فَضَمَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ فَسَالَ عَلَیَّ مِنْ عِرْقِ اِبْطَیْہِ

تو حضور علیہ السلام نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا۔ وہ وقت ایسا تھا کہ آپ کی بغلوں کا پسینہ

Marfat.com

مِثْلَ رِيْحِ الْمِسْكِ۔ مجھ پر ٹپک رہا تھا جس سے کستوری کی سی خوشبو آتی تھی۔

(انوار محمدیہ ص ۲۷۴، خصائص کبریٰ ص ۱/۶۷، زرقانی علی المواہب ص ۴/۱۸۷)

بغلاں حضرت دی خوشبوئی زیادہ کستوری تھیں ہوئی
چودیں طبقیں لگی لوئی صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرین گرامی! حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ ایک ایسا فعل مکروہ ترین سرزد ہو گیا جو ایک صحابی کی شان رفیع کے ہرگز شایان نہ تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر یہ واقعہ نہایت قبیح ہے لیکن غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں درس عبرت اور خطا کاروں کے لئے ایک بہترین اسوہ و نمونہ موجود ہے۔ اس سے بہتر اور اس سے بڑھ کر توبتہ النصوح کی مثال نہیں مل سکتی۔

چنانچہ ایک مرتبہ جذبات نفس سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس وقت تو جذبات کے طوفان میں کچھ نہ سوجھا۔ بعد میں جب ہوش آیا تو آنکھیں کھلیں اور شدت سے احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے۔ اسی بیتابی کے عالم میں دوڑتے ہوئے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! مجھے پاک کیجیئے۔ آپ سمجھ گئے لیکن پردہ پوشی فرماتے ہوئے فرمایا۔ جاؤ خدا سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔ یہ جواب سن کر واپس چلے گئے۔ تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! مجھے پاک کیجیئے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا کہ جاؤ، اللہ سے توبہ و استغفار کرو۔ پھر چلے گئے۔ تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور کہا۔ یارسول اللہ! مجھے پاک کیجیئے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر لوٹ گئے۔ چوتھی مرتبہ پھر آ کر عرض کیا۔ حضور! مجھے پاک کیجیئے۔ اب آپ نے صراحتہً پوچھا۔ کس چیز سے پاک کروں۔ عرض کیا زنا کی گندگی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جرم کے ایسے صریح اعتراف سے بہت متعجب ہوئے کیونکہ اس کی سزا بھی بڑی دردناک تھی یعنی سنگساری۔ اس لئے آپ نے صحابہ سے فرمایا۔ ان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا۔ نہیں! پھر فرمایا۔ شراب تو نہیں پی ہے؟ ایک صاحب نے اٹھ کر منہ سونگھا تو شراب کا بھی کوئی اثر نہیں تھا۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ تم نے واقعی زنا کیا ہے؟ حضرت ماعز نے عرض

Marfat.com

کیا۔ ہاں۔ اس اقرار کے بعد آپ نے ان کو سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔ حکم صادر ہوتے ہی ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد ان کے متعلق صحابہ کی مختلف آراء تھیں۔ بعض کا خیال یہ تھا کہ وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور بعض کہتے تھے کہ ان کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں۔ دو تین دن تک اسی قسم کی رائے زنی ہوتی رہی۔ پھر حضور علیہ السلام صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور السلام علیکم کہہ کر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا۔ ماعز بن مالک کے لئے سب مغفرت کی دعا کرو۔ سب نے مل کر مغفرت کی دعا کی۔ دعا کے بعد

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ لَوَسَعَتْهُمْ۔ (مسلم شریف ص ۶۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ماعز نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کر دیا جائے تو تمام امت کے لئے یہی ایک توبہ کافی ہے۔

اللہ اللہ! کتنا عجیب و غریب، پُر درد و پُر سوز، سبق آموز اور بصیرت افروز واقعہ ہے غور فرمایئے یہ گناہ انہوں نے علانیہ نہیں، بلکہ چھپ کر کیا تھا۔ اور کسی کو اس کا علم بھی نہیں تھا اور اگر وہ چاہتے تو کسی کو علم ہونے بھی نہ دیتے۔ مگر ان کی روح کی پاکیزگی اور قلب کی صفائی کا عالم دیکھیئے کہ وہ اپنے کردار کی سفید چادر پر معصیت کے اس دھبے کو برداشت نہیں کرتے اور بار بار آ کر عرض کرتے ہیں۔ یارسول اللہ! اس دھبے کو دور کر دیجیئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس خیال سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہ پر پردہ ڈالا ہے تو اس کو دنیا میں کیوں رسوا کیا جائے۔ پردہ پوشی فرماتے ہوئے بار بار فرماتے ہیں کہ جاؤ توبہ کرو۔ اللہ سے مغفرت چاہو۔ لیکن ان کے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ حلانکہ ان کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ اس گناہ کی سزا بڑی سخت ہے۔ اگر اعتراف کیا تو رسوائی بھی ہوگی اور پتھر مار مار کر ہلاک بھی کر دیا جاؤں گا مگر وہ کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور دنیا سے پاک و صاف اٹھنے کا تہیہ کرتے ہیں تا کہ آخرت کا کوئی مؤاخذہ باقی نہ رہے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر! حضور کی صحبت نے صحابہ میں کیسے کیسے، جوہر پیدا کر دیئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام اخلاق حسنہ اور کردار فاضلہ کے نمونے تھے۔ لہٰذا مجرموں، خطا

Marfat.com

کاروں کے لئے ایک ایسی مثال کی بھی ضرورت تھی جس میں ان کے لئے یہ سبق ہوتا کہ دنیا میں ان کے گناہوں کا کفارہ اس طرح ادا کیا جاتا ہے۔

بے بال بغلیں

طبری نے کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ایک یہ ہے کہ آپ کی بغل مبارک کا رنگ جسم کے دوسرے رنگ سے مختلف نہ تھا۔ حالانکہ تمام انسانوں کی بغلوں کا رنگ مختلف ہوتا ہے۔

قرطبی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور اتنے اضافہ کے ساتھ کہ اس میں بال نہ تھے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۵۹)

فوائد

۱۔ یہ کہ آپ کی مبارک بغلوں کا رنگ دیگر آدمیوں کا طرح متغیر نہیں ہوتا تھا۔

۲۔ یہ کہ آپ کی مبارک بغلیں اور ان کا پسینہ کستوری کی طرح خوشبودار تھے۔

۳۔ یہ کہ آپ کی مقدس بغلوں میں دیگر آدمیوں کی طرح بال نہ تھے

۴۔ یہ کہ آپ کے صحابہ کرام اخلاق حسنہ اور کردار فاضلہ کے نمونہ تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۵

دست و بازو مبارک

جس کو بار دو عالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

کعبہ دین و ایماں کے دونوں ستون
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

جس کے ہر خط میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں، دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کف دست اور بازوئے مبارک پر گوشت تھے۔ ریشم سے بڑھ کر نرم اور بے حد خوشبودار تھے۔ جس شخص سے آپ مصافحہ کرتے، وہ دن بھر اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا۔ اور جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست مبارک رکھ دیتے، وہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

میں ید بیضا کے صدقے اے کلیم
لیکن کہاں ان کی کف دست کا جواب

خوشبودار ہاتھ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مَامَسَسْتُ دِيْبَاجَةً وَّلَاحَرِيْرًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكًا وَّلَا عَنْبَرَةً اَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ۔ (بخاری ص ۲۶۴/۱۔ خصائص کبریٰ ص ۱۸۰/۱، مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۶، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۵۲)

میں نے کسی ریشم اور دیبا کو حضور علیہ السلام کے کف دست سے نرم نہیں پایا اور نہ کسی مشک وعنبر وغیرہ خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ اُصَافِحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ اَوْ يَمَسُّ جِلْدِىْ جِلْدَهٗ فَاَتَعَرَّفُهٗ بَعْدَ فِىْ يَدِىْ وَاَنَّهٗ لَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ۔

(بیہقی۔ ابن عساکر۔ انوار محمدیہ ص ۲۷۲۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۸۳/۴)

میں حضور علیہ السلام سے مصافحہ کرتا یا میرا بدن آ کے بدن مبارک سے مس کرتا تو میں اس کا اثر بعد ازاں بھی پاتا کہ میرا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتا۔

Marfat.com

سلام اندر جنہوں پنجہ پھڑاون
سدا اسدے ہتھوں خوشبویاں آون

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسارے پر اپنے ہاتھ مبارک پھیرنے لگے۔ میرے رخسار پر بھی آپ نے ہاتھ پھیر دیا۔

فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَّرِيْحًا كَانَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْفَةِ عَطَّارٍ۔

(مسلم شریف ص ۲۵۶/۴۔ انوار محمدیہ ص ۲۷۲)

تو میں نے آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچہ سے نکالا ہے۔

صحابہ کرام آپ کا ہاتھ اپنے چہروں پر ملتے تھے

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر تشریف لائے تو۔

فَجَعَلَ النَّاسُ يَاخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وَجُوْهَهُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَاِذَا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ۔ (بخاری شریف)

لوگ حضور علیہ السلام کے مبارک ہاتھوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے چہروں کو ملنے لگے۔ میں نے بھی آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

دست مبارک کی برودت

امام احمد نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں مکہ معظمہ میں بیمار ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے عیادت کو۔ اور دست مبارک میری پیشانی پر رکھا نیز میرے سینے اور پیٹ پر پھیرا۔ میں آج تک سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی خنکی کو محسوس کرتا ہوں، جو اس وقت میں نے محسوس کی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۸۰/۱)

Marfat.com

جس کی لہروں میں روح سرور کرم
جس کی باریکیوں میں ظہور کرم
شاخ دریائے آب ظہور کرم
جس کے ہر خطہ میں ہے موج نور کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام

سبحان اللہ! یہی وہ نورانی ہاتھ ہیں کہ کونین کی نعمتیں ان ہی مبارک ہاتھوں میں مستور ہیں اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں میں پوشیدہ ہیں۔

خزانوں کے مالک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُتِیْتُ خَزَائِنَ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِیْ یَدَیَّ۔ (مسلم شریف ص ۲/۲۴۴۔ بخاری ص ۲/۱۰۴۴)

میں زمین کے تمام خزانے دیا گیا ہوں اور وہ میرے ہاتھ میں رکھ دیئے گئے ہیں۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ۔

بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔

(مسلم ۲/۲۵۰، بخاری ص ۲/۵۵۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَقَدْ اُوْتِیَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ وَمَفَاتِیْحَ الْبَلَادِ۔ (نشر الطیب ص ۱۶۶)

آپ کو تمام خزائن روئے زمین اور تمام شہروں کی کنجیاں عطا کی گئی تھیں۔

کنجیاں تمہیں دیں اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا، مالک و مختار بنایا

ناظرین گرامی! کبھی آپ نے غور کیا کہ زمین کے خزانے کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟ ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی، لوہا پیتل، کانسی وغیرہ اور تمام دھاتیں تیل پٹرول، یہ سب زمین ہی کے خزانے ہیں۔ پھر تمام نباتات، ہر قسم کے اناج، پھول، پھل، سب کے خزانے تو زمین ہی میں ہیں اور حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں کہ زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

Marfat.com

حضرات! کسی کے ہاتھ میں تالا کنجی دینے کا مطلب کیا ہوا کرتا ہے؟ دنیا جانتی ہے کہ کسی کے ہاتھ میں تالا کنجی دینے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس شخص کو تصرف کا اختیار دے دیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ پروردگار عالم نے اپنے محبوب علیہ السلام کے ہاتھوں میں زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دیکر زمین کے تمام خزانوں پر اقتدار و اختیار بخش دیا ہے کہ محبوب خدا زمین کے خزانوں میں سے جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں عطا فرما سکتے ہیں۔

کف دست رحمت میں ہے سارا جہاں
زمیں آپ کی، آسماں آپ کا

ہر چیز کی کنجی دی گئی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ مَفَاتِیْحَ کُلِّ شَیْءٍ۔ مجھے ہر چیز کی کنجیاں دے دی گئی ہیں۔

(طبرانی۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۱۹۵)

سرخ و سفید دیئے گئے

حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُعْطِیْتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ۔ (مسلم شریف۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۲) مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید یعنی سونا اور چاندی عطا فرمائے گئے۔

قیامت کی سرداری

حضور پرنور سیّد یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِذَایَئِسُوْا الْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ۔ (دارمی۔ مشکوٰۃ ص ۵۱۴) قیامت کے دن جب لوگ ناامید ہوں گے۔ عزت و کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

Marfat.com

حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا

حضرت سیّدنا سلیمان علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ

هَبْ لِیْ مُلْکًا لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِنْ بَعْدِیْ۔ (ص: ۳۵)

مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا قبول فرما کر ان کو روئے زمین کی بادشاہت عطا فرمائی اور وہ صرف دنیا کے حکمران ہوئے مگر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خصوصیت کہ آپ کو دنیا و آخرت کی حکومت و سلطنت عطا فرمائی گئی۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام صرف فرش کے حاکم اور حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرش و عرش دونوں کے بفضلہٖ تعالیٰ حاکم ہیں۔

اللہ اللہ شہ کونین جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

ساری دنیا پر قبضہ

حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے بعد ایک کہنے والا

یَقُوْلُ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلٰی مَفَاتِیْحِ النُّصْرَةِ وَ مَفَاتِیْحِ لِلرِّبْحِ وَ مَفَاتِیْحِ النُّبُوَّةِ۔

کہہ رہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نصرت کی کنجیوں اور نفع کی کنجیوں اور نبوت کی کنجیوں پر قبضہ فرما لیا ہے۔

بَخْ بَخْ قَبَضَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَلَی الدُّنْیَا کُلِّهَا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِهٖ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۴۸)

واہ واہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ کوئی مخلوق ایسی نہ رہی، جو آپ کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

برادران ملت! اگر زمین و آسمان کی مخلوق کی تفصیل کی جائے تو عمر ختم ہو جائے۔ اور صرف زمین کی مخلوق گنتی و شمار میں نہ آئے۔ اجمالی طور پر یوں سمجھیے کہ زمین کی مخلوق،

Marfat.com

حیوانات، جمادات، وحوش وطیور، جن وانسان ہیں اوران سب پر حضور علیہ السلام کا قبضہ حکومت وسلطنت ہے۔اور آسمان کی مخلوق فرشتے وغیرہ ہیں۔فرشتے بھی حضور کے امتی و غلام ہیں۔عام فرشتوں کو چھوڑیئے۔ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین کو دیکھیئے۔

پیدائش جبریل کا مقصد

حضرت سیّدی عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

وَجَبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ خُلِقَ لِخِدْمَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ۔

جبریل علیہ السلام کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی خدمت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

(جواہر البحار ص ۱/۶۵۴)

قدموں کو بوسے

شب معراج یہی جبریل امین سرکار کے قدم پاک پر اپنی نوری پیشانی رکھے آپکو بیدار کررہے ہیں اور مالک الملک فرمارہا ہے کہ

یَا جِبْرِیْلُ قَبِّلْ قَدَمَیْهِ۔

اے جبریل! میرے محبوب کے قدموں کو چوم لے۔

(ریاض الناصحین ص ۳۰۲)

فلک سے اونچا ہے ایوان محمدؐ کا
جبریل معظم ہے دربان محمدؐ کا

جبریل دربار نبوت میں

ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس سے راوی ہیں۔وہ فرماتی ہیں کہ جب لڑائی ختم ہوئی تو حضرت جبریل علیہ السلام ہتھیاروں سے مرصع ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہوکر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِیْ اِلَیْکَ وَاَمَرَنِیْ اَنْ لَا اُفَارِقُکَ حَتّٰی تُرْتَضٰی هَلْ رَضِیْتَ قَالَ نَعَمْ رَضِیْتُ فَانْصَرَفَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۲۰۳)

یا رسول اللہ! مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔اور حکم دیا کہ میں آپ سے اس وقت تک نہ جدا ہوں۔جب تک کہ آپ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں تو کیا سرکار مجھ سے

Marfat.com

راضی ہو گئے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا
میں راضی ہوں۔ جبریل پھر واپس چلے گئے۔

آپ کے وزیر

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لِیْ وَزِیْرَانِ فِی السَّمَاءِ جِبْرِیْلُ وَ مِیْکَائِیْلُ وَ لِیْ وَزِیْرَانِ فِی الْاَرْضِ اَبُوْبَکْرٍ وَ عُمَرَ۔

میرے دو وزیر آسمان میں ہیں، جبریل و میکائیل (علیہما السلام) اور دو وزیر زمین میں ہیں، ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما)

(جواہر البحار شریف ص ۸۶/۱۔ تاریخ الخلفاء ص ۶۶)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام زمین و آسمان کے حاکم ہیں اور زمین و آسمان سلطنت عظمیٰ کے دو صوبے ہیں۔ قانون سلطنت یہی ہے کہ ہر صوبہ کا وزیر علیحدہ ہوتا ہے۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے خطۂ زمین کی وزارت حضرت ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کو عطا فرمائی۔ اور خطۂ سمٰوٰت کی وزارت جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کو دی۔

حضور مالک ہیں

سب جانتے ہیں کہ ایک آدمی اگر اپنے سوٹ کیس پر اپنا نام لکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس سوٹ کیس کا مالک وہ ہے، جس کا نام اس پر لکھا ہے۔ اس قاعدہ کے مطابق آیئے ذرا احادیث کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کی ہر چیز پر اپنے محبوب علیہ السلام کا نام لکھ دیا ہے تا کہ اس حقیقت کا اعلان ہو جائے کہ خالق کائنات نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مالک کائنات بنا دیا ہے۔

ہر شے پر حضور کا نام

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے۔ ایک پرندہ دیکھا جس کے منہ میں سبز رنگ کا ایک موتی تھا۔ وہ موتی اس پرندے

Marfat.com

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پھینک دیا۔ حضور علیہ السلام نے اس موتی کو دیکھا تو اس سبز رنگ کے موتی پر ایک سبز رنگ کا کیڑا تھا۔ اس کیڑے پر زرد رنگ سے لکھا ہوا تھا۔
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ (حجتہ اللہ علی العالمین ص ۲۱۲)

پتوں پر

علامہ نبہانی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایک جزیرہ میں ایک ایسا درخت پایا گیا جس کے پتون پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ لکھا ہوا تھا۔

پھل سے

بلاد ہند میں ایک ایسا درخت دیکھا گیا ہے جس کا پھل اخروٹ کی مانند ہوتا ہے۔ اسے توڑا جائے تو اس میں سے ایک سبز رنگ کا کاغذ سا نکلتا ہے، جس پر سرخی سے لکھا ہوتا ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔

درخت کے وسیلہ سے بارش

پھر راوی نے آگے یہ بھی لکھا ہے کہ
وَهُمْ يَتَبَرَّكُوْنَ بِتِلْكَ الشَّجَرَةِ وَيُسْتَسْقُوْنَ بِهَا اِذَا مُنِعُوا الْغَيْثَ۔
لوگ اس درخت سے برکت حاصل کرتے ہیں، اور بارش بند ہو جائے تو اس درخت کے وسیلہ سے دعا مانگتے ہیں تو بارش ہونے لگتی ہے۔

ناظرین گرامی! یہ فیض و برکت اس درخت میں کیسے آ گیا صرف اسی پاک نام کی برکت سے۔

مچھلی پر

ایک مچھلی ایسی شکار کی گئی جس کے ایک پہلو پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پہلو پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه لکھا ہوا تھا۔

بکری پر

راوی فرماتے ہیں کہ ۹۷۴ھ میں میرے پاس ایک بکری تھی جس نے ایک بچہ

Marfat.com

جنا۔ جس کا رنگ سیاہ تھا اور اس پر کچھ سفید گول دائرہ میں بڑی خوبصورتی کے ساتھ محمد لکھا ہوا تھا۔

آنکھ کی سفیدی میں

راوی فرماتے ہیں کہ افریقہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا، جس کی داہنی آنکھ کی سفیدی میں باریک سرخ خط میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

بکری کے سر پر

راوی فرماتے ہیں کہ قطب کبیر حضرت شیخ عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ''لواقع الانوار القدسیہ'' میں فرمایا کہ ایک شخص میرے پاس بکری کا بھنا ہوا سر لایا اور مجھے دکھایا۔ اس کی جبیں پر لکھا ہوا تھا:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَاءُ○

قارئین کرام! یہ ایک بہت بڑے قطب وقت کا مشاہدہ ہے اس میں شک کرنے والا دل کا اندھا ہی ہوسکتا ہے۔ ہمارا تو ایمان ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کا نام ان اشیاء پر لکھ کر اپنے محبوب کی عظمت اور آپ کی ملک وحکومت کا اظہار فرمایا ہے۔

ہرنی کے کانوں پر

حضرت ابوعبداللہ محمد بن الفضل مالکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تحفتہ الاخیار'' میں فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سفر میں ایک محلّہ میں ایک ہرنی دیکھی۔ جس کے دنوں کانوں پر ''محمد'' لکھا ہوا تھا۔

پتھر پر

حضرت مقری فرماتے ہیں کہ میں نے ۱۰۶۶ھ میں شہر فاس میں ایک سیاہ رنگ کا ہتھیلی بھر پتھر دیکھا۔ جس پر قلم قدرت سے ایک طرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسری طرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

Marfat.com

اس پتھر کی مالک ایک عورت تھی۔ میں نے اس پتھر سے دوگنا سونا دیکر اسے خریدنا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ عورتیں اس پتھر سے بڑا فائدہ حاصل کرتی ہیں۔ عسر ولادت کے وقت جو عورت اس مبارک پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لے، بچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا ہے۔

اے صل علیٰ نام ہے کیا نام محمدؐ
ہر درد سے لیتا ہے بچا نام محمدؐ

برادران ملت! جس کے نام پاک میں یہ فیض و برکت ہے کہ ایک پتھر پر نقش ہو کر اس پتھر کو لاعلاج امراض کی دوا بنا دیتا ہے۔ بھلا خود اس نام والے وجود باجود میں کس قدر برکتیں ہوں گی۔ اور پھر وہ اللہ والے، جن کے دلوں میں یہ نام پاک نقش ہے۔ ان اللہ والوں کے فیوض و برکات سے انکار کرنا کیوں جہالت نہ ہوگی؟

نوٹ: مندرجہ بالا واقعات اور ان کے علاوہ اور بھی کئی واقعات حضرت علامہ نبہانی علیہ الرحمتہ کی کتاب "حجتہ اللہ علی العالمین" میں ص ۲۱۰ سے لے کر ۲۱۶ تک موجود ہیں۔

مچھلی پر

علم الحیوانات کے ماہر عالم اور اسلامی دنیا کے مایہ ناز محقق حضرت علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "حیات الحیوان" میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن ہارون فرماتے ہیں کہ میں بحر مغرب میں سفر کر رہا تھا کہ ایک ایسے شہر میں پہنچا، جس کا نام برطون تھا۔ میرے ساتھ ایک غلام تھا، جس کے پاس مچھلی پکڑنے کا جال تھا۔ اس نے جال ڈالا تو ایک ایسی مچلی جال میں آ گئی جو بالشت بھر تھی۔ ہم نے اسے دیکھا تو اس کے داہنے کان کے نیچے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور سر پر مُحَمَّدٌ اور بائیں طرف نیچے رَسُوْلُ اللّٰہ لکھا ہوا تھا۔

(حیات الحیوان ص ۲/۲۴)

حضرت آدم کے ناخنوں پر

انجیل برناباس میں لکھا ہے کہ

Adam besought God saying lord grant me. This wrting

Marfat.com

upon the nails of the Fingers of my Hands. Then God gave to the first man upon this thumbs that writing upon the thumb nail of the right hand it said. Only one God, And upon the thumb Nail of the left it said. Muhammad is messenger of God. Then with fatherly Affection the first man kissed those words, And Rubbed his Eyes And said. BLESSED be that day when thou shall come to the world.

آدم نے خدا کی منت کی کہ خداوند! یہ تحریر میرے ہاتھ کی انگلیوں کے ناخنوں پر درج فرمادے۔ تب خدا نے پہلے انسان کے انگوٹھوں پر تحریر درج کر دی۔ دائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا۔ ''خدا ایک ہی ہے'' اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا ''محمد خدا کا رسول ہے'' تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھیں ملیں، اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے۔ (انجیل برنباس ص ۳۹۔ باب ۲۹)

حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر

امام طبرانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی۔

بَيْنَ كَتِفَيْ اٰدَمَ مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۹، الوفا ص ۱/۴۰)

حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین مسطور تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی

حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

كَانَ نَقْشُ خَاتِمِ سُلَيْمَانَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۰۔ جامع الصفات ص ۲۴)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ منقوش تھا۔

تورات میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور یہودی کی نجات

امام جلال الدین سیوطی، ابونعیم، لامہ حلبی، علامہ یوسف نبھانی اور علامہ اسمٰعیل حقی

Marfat.com

جیسے جلیل القدر محدثین ومفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، جس نے دوسو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، پھر وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کی میت کو مزبلہ (روڑی، کوڑا کرکٹ والی جگہ) پر پھینک دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ حکم فرمایا کہ اس شخص کا جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کے متعلق یہ شہادت دیتی ہے کہ دوسو سال تک یہ شخص تیری نافرمانی کرتا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو کہا جاتا ہے، بالکل ٹھیک ہے۔

اِلَّا اِنَّهٗ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَ صَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرًا۔

مگر وہ جب تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دیکھتا تو وہ اس نام مبارک کو چومتا اور اپنی آنکھوں سے لگاتا اور اس پر درود بھیجتا۔ پس اس کے بدلے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۴، الخصائص الکبریٰ ص ۴۲/۱، سیرت حلبیہ ص ۱۳۶/۱، حلیۃ الاولیاء جلد نمبر ۴۔
الانوار المحمدیہ فی السیرۃ المصطفیٰ ص ۲۳۶، واعظ ص ۵۵/۱)

انجیل میں اسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی تقبیل

قاضی سلیمان منصور پوری ابن سعد کی تصنیف لطیف طبقات الکبریٰ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ سہل مولیٰ عثیمہ کہتے ہیں کہ اہل مریس کے اندر ایک نصرانی تھا، جو انجیل پڑھا کرتا تھا۔ اس نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت انجیل میں درج ہے۔ وہ اسمٰعیل علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے۔ اور ان کا نام احمد ہوگا۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۴۰۹/۲)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ القیوم نے مثنوی شریف ص ۲۲ دفتر اوّل میں لکھا ہے کہ

بود در انجیل نام مصطفیٰ — آں سر پیغمبراں بحر صفا
بود ذکر حلیہ ہا و شکل او — بود ذکر غزو صوم و اکل او

Marfat.com

طائفہ نصرانیاں بہر ثواب — چوں رسیدندے بداں نام وخطاب

بوسہ داندی بداں نام شریف — رونہادندی براں وصف لطیف

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی مندرجہ بالا اشعار کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ انجیل میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لکھا تھا جو پیغمبروں کے سردار اور دریائے صفا ہیں۔ آپ کا حلیہ شریف بھی اس میں مذکور تھا اور آپ کی شکل و صورت کا اور آپ کے جہاد کا اور روزہ واکل وشرب کا، ان سب امور کا اس میں بیان تھا نصرانیوں میں سے ایک گروہ کی یہ عادت تھی کہ جب اس مبارک نام وخطاب پر (تلاوت کرتے وقت) پہنچتے تو ثواب حاصل کرنے کو آپکے اسم شریف کو بوسہ دیتے اور آپ کے اوصاف لطیف پر رخسار ملتے (محبت وتعظیم سے)۔ (کلید مثنوی ص ۱۵۴/۱)

عرش پر

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ شب معراج

رَاَیْتُ عَلَی الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ (خصائص کبریٰ)

میں نے عرش پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا۔

عرش کا سکون

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو اور اپنی امت کو حکم دو کہ ان میں سے جو کوئی ان کو پائے، وہ ان پر ایمان لائے۔

لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ آدَمَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَلَقَدْ خَلَقْتُ الْعَرْشَ فَاضْطَرَبَ فَکَتَبْتُ عَلَیْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَسَکَنَ۔

اگر محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نہ ہوتے تو میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا نہ کرتا۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں جنت و دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ اور جب میں نے عرش معلیٰ کو پیدا فرمایا تو وہ متحرک ہوا۔ پس عرش معلیٰ پر میں نے لَا اِلٰهَ

Marfat.com

اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لکھا تو وہ ساکن ہوگیا۔

(کتاب الوفا لابن جوزی ص ۱/۶۰۔ شواہد الحق ص ۱۳۹، خصائص کبریٰ ص ۱/۱۹)

جنت کے دروازے پر

ابن عساکر، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

مَکْتُوْبًا عَلٰی بَابِ الْجَنَّةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ۔

جنت کے دروازہ پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ مسطور ہے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۷)

جنت کی ہر چیز پر

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا:

اِنَّ رَبِّیْ اَسْکَنَنِیَ الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرْفِی الْجَنَّةِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَةَ اِلَّا اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلَیْهِ وَلَقَدْ رَاَیْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلٰی نَحُوْرِ الْحُوْرِ الْعَیْنِ عَلٰی وَرَقِ قَصَبِ اَجَامِ الْجَنَّةِ وَ عَلٰی وَرَقِ شَجَرَةِ طُوْبٰی وَ عَلٰی وَرَقِ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَ عَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَ بَیْنِ اَعْیُنِ الْمَلٰئِکَةِ۔

اللہ نے جب مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد لکھا دیکھا۔ ہر محل و چبارہ پر یہ نام نظر آیا۔ حضور علیہ السلام کا نام نامی میں نے حورعین کے سینوں، جنت کے پتوں، شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں لکھا پایا۔

(خصائص کبریٰ ۱/۷)

حضرات! اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو حضور علیہ السلام کا نام ہر شے پر لکھ دیا آخر کیوں؟

یاد رکھیئے۔ صرف اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جان جائیں کہ اللہ تعالیٰ، جو خالق کل ہے، اس نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ہر شے کا مالک بنا دیا ہے۔

Marfat.com

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

مالک جنت

حضرت آدم علیہ السلام کو سکونت بہشت کی اجازت ملتی ہے اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا مالک بنادیا جاتا ہے۔ وہ صرف جنت میں رہتے تھے اور حضور علیہ السلام جنت عطا فرماتے ہیں۔ وہ ساکن بہشت تھے اور یہ مالک بہشت ہیں۔ وہ ساکن جنت تھے اور یہ معطی جنت ہین۔ فردوس لٹاتے ہیں اور مقام اعلیٰ علیین پر پہنچاتے ہیں۔

تجھ سے بڑھ کر نہیں کونین میں ہمت والے
تو نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شب جبکہ میری قسمت کا ستارہ چمکا، میں نے حضور علیہ السلام کے لئے وضو کا پانی حاضر کیا۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا۔

فَقَالَ لِیْ سَلْ فَقُلْتُ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَوَغَیْرَ ذٰلِکَ قُلْتُ ذَاکَ۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸)

ربیعہ کچھ مانگو۔ میں نے عرض کی۔ حضور! یہ مانگتا ہوں۔ جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں۔ فرمایا: کچھ اور! میں نے عرض کی بس یہی۔

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تری مجھے

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور معطی جنت ہیں۔ ربیعہ کو جنت عطا فرما رہے ہیں اور مالک جنت بھی ہیں۔ کیونکہ جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے مامون ومختار ہو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسی حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

Marfat.com

از اطلاق سوال کرو کہ فرمودہ کہ سل بخواہ و تخصیص نکرو مطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت او است ہر چہ خواہد و ہر کہ خواہد پروردگار خود بدہد۔ (اشعۃ اللمعات)

حضور علیہ السلام نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانہ الہیہ کی باگ ڈور حضور علیہ السلام کے دست تقدس میں ہے، آپ جسے چاہتے ہیں، جو چاہتے ہیں، عطا فرماتے ہیں۔

لفظ سل کی تفسیر

ذرا لفظ سل کی عظمت و رفعت اور عموم و اطلاق پر غور کیجیئے۔ شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ و سلم کس بے نیازی سے فرما رہے ہیں کہ "ربیعہ مانگو" یہ نہیں فرماتے کہ فلاں چیز مانگو۔ بلکہ ارشاد ہوتا ہے، جو جی میں آئے، مانگو۔ کیونکہ لفظ سل میں عموم و اطلاق ہے اور اتنا بڑا عظیم دعویٰ وہی کر سکتا ہے، جس کے قبضۂ قدرت میں ساری خدائی ہو۔ پھر ربیعہ کے مانگ لینے پر حضور فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو۔ جو اس امر پر دال ہے کہ جنت ہی کیا، ہم ہر چیز عطا فرماتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے، جو ہر چیز کا مالک ہو۔

کس چیز کی کمی ہے مولا تیری گلی میں
دنیا تیری گلی میں، عقبیٰ تیری گلی میں

مسلمانو! اپنے عقیدے پر جمے رہو کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدائی بھر کے مالک و مختار ہیں اور یہ شان اللہ نے انہیں عطا فرمائی ہے وہ دینے والا ہے اور یہ لینے والے ہیں۔ تماشہ یہ ہے کہ وہ دیتا ہے، یہ لیتے ہیں اور دشمنان رسول جلتے ہیں اور کیوں نہ جلیں جبکہ انہیں جلنا ہی ہے۔ یہاں بھی اور وہاں بھی۔ ایسے لوگ حاسد اور بخیل ہیں اور ان کا عجب حال ہوتا ہے۔ دیتا کوئی ہے اور جلتے یہ ہیں۔ چنانچہ ایک منظوم لطیفہ ہے۔

منظوم لطیفہ

بیوی بولی شوم کی کیوں ہے بدن علیل
کیا گرہ سے کھل پڑا یا کسی کو دیل

یعنی ایک بخیل کی بیوی نے اپنے بخیل خاوند کو دیکھا کہ وہ بہت پریشان سا نظر آ رہا ہے

Marfat.com

تو پوچھا کیا کچھ گر گیا ہے؟ یا کسی کو کچھ دے بیٹھے ہو؟ جو اتنے پریشان نظر آ رہے ہو، تو وہ بخیل بولا۔

نہ گرہ سے کھل پڑا نہ کسی کو دیل!
دیتے دیکھا اور کو تو ہے بدن علیل

یعنی نہ تو کچھ گرہ سے گرا ہے نہ کسی کو کچھ دیا ہے بلکہ کسی دوسرے آدمی کو سخاوت کرتے دیکھا ہے۔ اس لئے پریشان ہوں۔

برادران گرامی! یہی حال ان دشمنوں کا ہے کہ حضور کا خدا حضور کو دیتا ہے اور یہ اس کی عطا دیکھ کر جلتے ہیں اور پریشان ہو جاتے ہیں اور اسی پریشانی میں نہ جانے کیا کچھ کہہ جاتے ہیں، مگر

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

قاسم جنت

امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ شارح بخاری مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں۔

وَ کُنِّیَتُہٗ اَبُو الْقَاسِمِ لِاَنَّہٗ یُقَسِّمُ الْجَنَّۃَ بَیْنَ اَھْلِھَا۔ (مواہب اللدنیہ ص ۱/۱۹۵)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ اس لیے کہ آپ مستحقین میں جنت تقسیم فرماتے ہیں۔

حضرات گرامی! اگر حضور علیہ السلام جنت کے مالک ہی نہ ہوں تو اسے تقسیم کیسے فرمائیں گے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!! کہ جنت بھی حضور علیہ السلام کی اور ہم گنہگار امت بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور امید ہے کہ حضور علیہ السلام کی نظر رحمت کے صدقے ہم جنت میں ضرور جائیں گے۔ اس لئے کہ ؎

گنہگاروں کو جنت سے کوئی روکے تو کیوں روکے
جو یہ جنت محمدؐ کی، تو یہ امت محمدؐ کی

ہاں! جو فخر کونین، رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت اور تصرف و ملک کے قائل

Marfat.com

ہی نہیں، وہ بیشک جنت سے محروم رہیں گے۔اسی لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب اے منکر دور ہو
ہم رسول اللہ کے، جنت رسول اللہ کی

مَفَاتِیحُ الدُّنیَاء

امام احمد وابن حبان وضیائی وابونعیم بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُوْتِیْتُ بِمَفَاتِیْحِ الدُّنیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقٍ جَآءَ نِیْ بِهَا جِبْرَائِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ مِنْ سُنْدُسٍ۔
زرقانی علی المواہب ص ۲۶۰/۵، سراج المنیر ص ۴۳/۱، خصائص کبریٰ ص ۱۹۵/۲، جواہر البیان ص ۳۹۶/۱)

میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں۔ جبریل امین ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی۔

برادران گرامی! دنیا ماسویٰ اللہ کو کہتے ہیں، یعنی اللہ کے سوا جتنی اشیاء ہیں۔ وہ سب دنیا ہے۔ مثلاً جنت ودوزخ، لوح وقلم جن وانسان وغیرہ وغیرہ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، زمین وآسمان کے خزائن کی کنجیاں، غرضیکہ ساری کائنات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں ہے۔

شہنشاہ زمانہ با ہزاراں کروفر آئے
کیا دنیا پہ قبضہ ملک میں سب خشک وتر آئے

ضعیف گھوڑی میں طاقت وبرکت

حضرت جعیل بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔ میری گھوڑی جس پر میں سوار تھا، نہایت ضعیف اور دبلی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا کہ میں بہت پیچھے رہ گیا ہوں، تو تشریف لائے اور فرمایا۔ تمہارا کیا حال ہے؟

Marfat.com

قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَجْفَاءُ ضَعِيْفَةٌ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ مُخْفَقَةً مَّعَهٗ فَضَرَبَهَا وَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهٗ فِيْهَا فَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ مَا اَمْلِكُ رَاسَهَا اَنْ تَقَدَّمَ النَّاسَ وَلَقَدْ بِعْتُ مِنْ بَطْنِهَا بِاِثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا (بیہقی۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۶۳)

میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! میری گھوڑی دبلی اور ضعیف ہے۔ پس حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک میں جو چھڑی تھی، اس سے آپ نے اسکو مارا اور فرمایا اے اللہ! اس (جمیل) کے لئے اس میں برکت فرما۔ حضرت جمیل فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایسی تیز ہوگئی کہ میں اسکی لگام نہیں تھام سکتا تھا۔ اور سب سے آگے بڑھ جاتی اور اس سے اتنی اولاد ہوئی کہ میں نے ان کو بارہ ہزار میں بیچا۔

برادران ملت! دبلی اور ضعیف گھوڑی کا بغیر خوراک اور مصالحہ وغیرہ کھلانے کے صرف چھڑی مارنے سے چست اور چالاک ہو جانا کس قدر حیرت انگیز ہے۔ اور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور چھڑی مارنے سے اس کی فطرت ہی بدل گئی اور ایک نئی روح اور نئی طاقت اس کے اندر پیدا ہوگئی اور آپ کی دعائے برکت کا اثر پورے طور پر یوں ظاہر ہوا کہ اسکی اولاد کے بارہ ہزار ملے۔

اہل ایمان اس قسم کے واقعات سے بخوبی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کے پیارے حبیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ آپ کی ہر حرکت سے برکتوں کا ظہور ہو اور ثابت ہو جائے کہ آپ کا مثل و نظیر کوئی نہیں ہے۔

معذور اونٹ تیز ہو گیا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس غزوہ ذات الرفاع میں ایک اونٹ تھا۔ جس کا گھٹنا ٹوٹا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے مگر اونٹ کی سست روی اس بات کی اجازت نہیں دیتی تھی کہ میں آپ کا ساتھ دے سکوں۔ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے عصا لے کر اونٹ پر تین بار گھسایا اور پھر چلو پانی کا بھر کر اس پر چھڑکا اور حکم دیا کہ سوار ہو جاؤ۔ مجھے قسم ہے اس

Marfat.com

خدا کی جس نے ہم پر ایک سچا رسول مبعوث فرمایا۔ آنحضرت جس قدر تیز چلاتے تھے، میرا اونٹ پیچھے نہیں رہتا تھا، بلکہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ ہی رہتا تھا۔ (شواھد النبوۃ ص ۱۳۹)

حذیفہ کو سردی نہ لگی

جب لیلۃ الاحزاب میں حذیفہ بن الیمان کو لشکر احزاب کی طرف روانہ کیا گیا تو جانے سے پہلے حضور علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ ان کے سینے اور کندھوں پر پھیرے اور یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ احْفِظْ مِنْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ وَ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَ عَنْ شَمَالِہٖ۔

اس رات سخت سردی تھی حذیفہ کہتے ہیں۔ جب میں روانہ ہوا تو مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے میں گرم حمام میں ہوں۔ مجھے سردی کا احساس تک نہ ہوا۔ میں احزاب پہنچا اور خبریں فراہم کر کے واپس آ گیا اور صحابہ کرام کو ملا۔ اس کے بعد مجھے سردی کا کچھ احساس ہوا۔

(شواہد النبوۃ ص ۱۴۴)

قوت حافظہ مل گئی

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے قرآن شریف یاد نہیں رہتا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا سبب ایک شیطان ہے جس کو خنزب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ میرے قریب آؤ۔ میں قریب ہوا تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا۔ میں نے اس کا فیض ٹھنڈک کی صورت میں اپنے شانوں کے درمیان پایا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے شیطان! عثمان کے سینہ سے نکل جا۔ عثمان کہتے ہیں کہ اس کے بعد میری یہ حالت ہوگئی کہ

فَمَا سَمِعْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ شَیْئًا اِلَّا حَفِظْتُہٗ۔ جو کچھ بھی میں سنتا تھا، وہ مجھے یاد رہتا تھا۔ (بیہقی۔ ابونعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۱۵/۲)

یہاں اطباء کو حیرانی ہوگی، کیونکہ ان کے نزدیک نسیان کی وجوہات کچھ اور ہیں، اور اس حدیث سے ثابت ہے کہ شیطان بھی بھلا دیا کرتا ہے اور اس کی تائید قرآن حکیم ص ۱۲ سے بھی ثابت ہوتی ہے (فَاَنْسٰہُ الشَّیْطٰنُ ۱۲/۱۵) یہ حیرانی اسوقت تک دفع نہیں ہو سکتی، جب تک خدا تعالیٰ کی قدرت پر پوری طرح ایمان نہ لایا جائے۔

Marfat.com

غور کیجئے کہ مثلاً ایک شخص کی عمر سو برس کی ہے اور اس کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ جو کچھ وہ سنتا ہے، یاد رکھتا ہے اور ہر قسم کے علوم اور مضامین اس کے حافظے میں جمع ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب اس نے پہلی مرتبہ کسی چیز کو سنا یا دیکھا تو وہ اس کے دماغ میں نقش ہو کر محفوظ ہو گئی۔ اس کے بعد جب دوسری بات دماغ میں پہنچی تو وہ بھی اسی طرح پہلی بات کے ساتھ نقش ہو گئی۔ اسی طرح وقتاً فوقتاً جو چیزیں اس کے دماغ میں پہنچیں، وہ سب کی سب نقش ہوتی گئیں اور دماغ میں معلومات کا ایک ذخیرہ جمع ہو گیا۔ اگر وہ تمام معلومات تحریر میں لائی جائیں تو صدہا جلدوں کی کتاب بن جائے، کیونکہ ہر وقت کوئی نہ کوئی ادراک ہوتا ہی رہتا ہے۔

کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ ایک چھوٹا سا دماغ اتنا بڑا کتب خانہ بن جائے اور پھر ان محفوظات دماغ سے اگر کوئی کتاب لکھی جائے تو اس میں تقدیم و تاخیر مضامین کی ضرور ہو گی۔ پہلے صفحے کا مضمون دوسرے صفحے میں نہ ہو گا اور اگر کوئی بات اس میں دیکھنا منظور ہو تو صدہا بلکہ ہزارہا ورق الٹنے کی ضرورت ہو گی؟ ہرگز نہیں۔

بلکہ دماغ میں جو جو چیزیں محفوظ ہیں، ان کی یہ حالت ہے کہ جس وقت جو مضمون نکالنا چاہیں، چاہے وہ کتنی ہی مدت کا واقعہ کیوں نہ ہو، فوراً پیش نظر ہو جاتا ہے۔ حالانکہ دماغ میں جس قدر مضامین و معلومات ہیں وہ یکے بعد دیگرے جمع ہوئے ہیں۔ عقل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جس طرح کتاب کی ورق گردانی کر کے مضمون نکالا جاتا ہے، یہاں بھی اسی طرح تفحص کیا جاتا، مگر ایسا نہیں۔

اس میں شک نہیں کہ عادت نہ ہونے کیوجہ سے ایسے امور کی طرف خیال نہیں کیا جاتا، مگر تدبر اور تفکر سے کام لیا جائے تو اس میں عقل کو کوئی حیرانی نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کی قدرت پر ایمان رکھتے ہوئے کہہ دیا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے قوت حافظہ کی تخلیق ہی اس طرح کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، جس کو جس طرح چاہے، پیدا کرے، اس طرح خدا کی قدرت پر ایمان کامل ہو جائے گا۔

اس حدیث کے مضمون کو بھی اگر خدا تعالیٰ کے حوالے کر دیا جائے اور کہا جائے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے قوت حافظہ کو عجیب الخلقت بنا کر دماغ میں رکھا ہے۔ اسی طرح حضور

Marfat.com

جاتا تھا۔اس کا رکھنا بھی بے سبب نہ ہوتا تھا۔ چونکہ شرح صدر بغیر حکم الٰہی نہیں ہوسکتا تھا۔ اسلئے دعا بھی فرمائی اور عالم اسباب میں ظاہری سبب کی بھی ضرورت ہے۔اس لئے اپنا دست مبارک بھی رکھا تا کہ اسکی بھی تاثیر ہو۔اس سے ظاہر ہے کہ جس طرح دوائیں وغیرہ عالم اسباب میں تاثیر کیا کرتی ہیں،اس طرح دست مبارک میں بھی تاثیر رکھی گئی تھی،جس کا ظہور بے شمار مقامات پر ہوا۔

قارئین کرام! یہی وہ دست شفا ہے کہ جس کے محض چھونے سے وہ بیماریاں دور جو جاتی ہیں،جن کے علاج سے اطباء عاجز ہیں اور یہی وہ دست رحمت ہے کہ کبھی کوئی سائل ان سے محروم نہیں پھرا۔

شاق شکستہ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتبک ،ابورافع یہودی (جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا دشمن تھا) کو قتل کر کے اس کے اونچے مکان سے اترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ انہوں نے اسی وقت گرم گرم اپنے عمامہ سے باندھ لی اور حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر اپنا حال عرض کر دیا۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ اُبْسُطْ رِجْلَکَ فَبَسَطْتُ رِجْلِیْ فَمَسَحَھَا فَکَاَنَّمَا لَمْ اَشْتِکِھَا قَطُّ۔

(بخاری ص ۲/۵۷۷۔ المغازی للواقدی ص ۱/۳۹۳۔ البدایہ ص ۴/۱۴۰)

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اپنا پاؤں پھیلاؤ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا دست شفا پھیر دیا۔ آپ کے دست رحمت کے پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسی درست ہو گئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔

ہوتی ہے شفا دم میں،دم آتا ہے بے دم میں
محبوبؐ خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

Marfat.com

گنجا پن دور ہو گیا

حضرت ہلب بن یزید بن عدی رضی اللہ عنہ حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور وہ گنجے تھے۔

فَمَسَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ رَاسَہٗ فَنَبَتَتْ شَعْرُہٗ. فَسَمِّی الْھُلُب۔ (طبقات ابن سعد۔ شفا شریف۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۸۴)

تو حضور علیہ السلام نے ان کے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا پس ان کے سر پر بکثرت بال اگ آئے۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہلب ہو گیا۔

امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ

مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَلٰی رَاسِ صَبِیٍّ بِہٖ عَاھَۃٌ فَبَرِأَ وَاسْتَوٰی شَعْرُہٗ۔ (شفا شریف ص ۱/۲۲۰)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گنجے بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا تو اس کا گنجا پن جاتا رہا اور سارے بال برابر ہو گئے۔

جے حضرت گنجے دے سر ہتھ لائے
شفا ہوئی تے جلدی وال آئے

رسولی ختم

حضرت شرجیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی کے ہاتھ پر رسولی تھی اور کئی علاج کئے مگر افاقہ نہ ہوا۔ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اپنا دست شفاء اس صحابی کی رسولی پر رکھا اور ہاتھ کو چکر دیا تو رسولی فوراً غائب ہو گئی اور ہاتھ اچھا ہو گیا۔

(تواریخ حبیب الہ ص ۱۴۰)

ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں

اونٹوں کو شفاء

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر ملک شام جا رہے تھے تو ایک جگہ اکثر اونٹ بیمار نظر آئے اور وہ ایسی مہلک اور

Marfat.com

بدبودار بیماری میں مبتلا تھے، جس کا کوئی علاج نہ تھا۔ لوگ ان کے پاس جانے بلکہ اس علاقہ سے گزرنے سے گریز کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جاندار جانور بھی وہاں نہ جاتے تھے۔

ناگہان آں مغیث ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں پہنچے تو ان اونٹوں نے قدم بوسی کی اور بزبان حال کہا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضور! ہم بیکس سخت مہلک بیماری میں مبتلا ہیں، کرم فرمایئے! تب حضور علیہ السلام اپنے اونٹ سے اترے اور اپنا دست شفا ہر ایک بیمار اونٹ کی پشت پر پھیرا۔ فی الفور انہیں صحت کامل نصیب ہوگئی۔ (احیاء القلوب ص ۵۰)

برص سے شفاء

حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی کو برص کا مرض تھا۔ انہوں نے دربار رسالت میں عرض کی:

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ عَلَیْھَا فَاذْھَبَ اللّٰہُ الْبَرَصَ۔

(زرقانی شریف ص ۲۰۱/۵)

حضور علیہ السلام نے اپنے دست رحمت سے اپنے عصا مبارک کو ان کے جسم پر پھیرا تو فوراً برص کا مرض جاتا رہا۔

رافع نافع واقع شافع
کیا کیا رحمت لاتے یہ ہیں

ورم کا تہلیل ہونا

ابن سعد عبید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کی گردن میں ورم تھا۔

فَجَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ یَمْسَحُھَا فَذَھَبَ الْوَرَمُ۔

حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان کی گردن پر پھیرا تو ورم جاتا رہا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۷۰/۲)

Marfat.com

نہ ہو آرام جس کو سارے زمانے میں
وہ آئے حضور علیہ السلام کے آستانے میں

دست شکستہ

ایک صحابی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہمارے ساتھ ایک بچہ بھی تھا۔ ایک روز پہلے اس کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا اور اس پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے اسے اپنے پاس بلا کر پٹی کھول دی اور اپنا دست مبارک وہاں مل دیا، اسی وقت تندرست ہو گیا۔ لوگوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ کونسا ہاتھ ٹوٹا تھا۔ کھانا آیا تو سب نے کھایا۔ بچے کو کہا گیا کہ اس پٹی کو اپنے گھر لے جانا، پھر کام آئے گی۔ جب وہ بچہ اپنی قوم کی طرف واپس گیا، تو وہاں ایک بوڑھا آدمی تھا جو ابھی ایمان نہیں لایا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تمہارے ہاتھ کا کیا حال ہے؟ بچے نے تمام واقعہ سنایا تو وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔
(شواہد النبوت ص ۲۱۳)

مجنون کا اچھا ہونا

ابو نعیم حضرت زراع سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے مجنون بچے کو دربار نبوت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضور علیہ السلام نے اس کے چہرہ پر دست رحمت پھیرا اور دعا بھی فرمائی۔ پس

فَلَمْ يَكُنْ بَعْدَ دَعْوَةِ النَّبِيِّ اَعْقَلُ مِنْهُ۔
(خصائص ص ۲/۷۱)

آپ کی دعا کے بعد وہ لڑکا سب سے زیادہ عقلمند ہو گیا۔

کنکریوں کی تسبیح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرموت کے باشندے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھا انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے، بتائیے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! یہ تو کاہن کا کام ہے۔

Marfat.com

فَقَالُوْا كَيْفَ نَعْلَمُ اَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمْ كَفًّا مِنْ حَصٰى فَقَالَ هٰذَا يَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَسَبَّحَ الْحِصٰى فِیْ يَدِهٖ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ (جواہر البحار ص ۶۲، خصائص کبریٰ ص ۲/۷۵ ابو نعیم ص ۱۹۱)

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا: دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حضور کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح پڑھی۔ یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ رے تیرا معجزہ جب ہاتھ میں تو نے لیا
کی سنگریزوں نے ادا تسبیح رب، کلمہ پڑھا

اسی قسم کی بہت سی روایات ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک میں کنکریوں نے بلند آواز سے تسبیح اور کلمہ پڑھا۔

نوٹ: اس میں شبہ نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قلوب کی کیفیتوں پر مطلع تھے۔ جس کا ثبوت متعدد احادیث میں ملتا ہے مگر اس موقع پر جو فرمایا کہ یہ کاہن کا کام ہے۔ اس میں ایک بہت بڑی مصلحت تھی، اور وہ یہ تھی کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سوچی ہوئی بات بتا دیتے تو لوگوں کو یہ کہنے کا موقعہ مل جاتا کہ یہ کام تو کاہن بھی کیا کرتے ہیں اور ممکن تھا کہ ان کو اس قسم کا کوئی واقعہ شبہ میں ڈال دیتا۔ چونکہ انہوں نے نبوت و رسالت کے پرکھنے کا معیار دل کی بات جان لینے کو قرار دیا، جو اتنی بڑی بات نہ تھی۔ اس لئے فرمایا کہ یہ کام تو کاہن بھی کر لیتے ہیں۔ ہم تمہیں معجزہ دکھاتے ہیں کہ کسی اور سے ممکن ہی نہ ہو۔ چنانچہ کنکریوں سے کلمہ پڑھوا دیا۔

یہ سنگریزے جو جماد محض ہیں، حضور علیہ السلام کے دست اقدس میں آنے سے زندہ ہو گئے، بولنے لگے اور حضور علیہ السلام کو پہچاننے لگے، کنکریوں کا تسبیح کرنا پرندوں کے اڑنے سے افضل اور دست اقدس میں ان سنگریزوں کا زندہ ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کے نفخ روح سے افضل و اقویٰ ہے۔

Marfat.com

ہے لب عیسیٰ سے جان بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگ ریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

سیرت ابن ہشام میں لکھا ہے کہ انہوں نے ریشمی لباس پہنا ہوا تھا، حضور علیہ السلام نے فرمایا:

فَمَا بَالَ هٰذَا لحَرِيْرُ فِيْ اَعْنَاقِكُمْ؟ قَالَ فَشَقُّوْهُ مِنْهَا فَالْقُوْهُ۔

کہ تمہارا کیا حال ہے؟ کہ تم نے یہ ریشم اپنی گردنوں میں پہن رکھا ہے، جو ناجائز ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی انہوں نے اس لباس کو پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیا۔

سبحان اللہ! یہ ہے مسلمان ہونا کہ ریشمی لباس کا ناجائز ہونا سنتے ہی پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیا اور ہم ہیں کہ جانتے تو سب کچھ ہیں مگر عمل کچھ نہیں، اے اللہ! بہ طفیل نبی رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو سچا مسلمان بنا۔ آمین۔

دست شفاء

روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن کی عمر میں دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے خاندان کا کوئی فرد اگر بیمار ہو جاتا تو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ و سلم کا دست مبارک دھو کر اس بیمار کو پلا دیتیں تو بفضل خدا جلد ہی شفا ہو جاتی۔

(احیاء القلوب ص ۲۹)

فرشتے کو شفاء

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ صبح کی نماز پڑھ کر صحابہ کرام سے محو گفتگو ہوتے۔ ایک دن آپ نماز سے سلام پھیرتے ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر مسجد نبوی سے باہر تشریف لے گئے۔ صحابہ کرام دیکھ رہے تھے اور نہیں جانتے تھے کہ آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔

حضور علیہ السلام اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ اور دروازہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ! تم یہیں ٹھہرو

Marfat.com

اور کسی کو اندر نہ آنے دینا۔ امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ہیں اور ملائکہ مبارکبادی کے لئے برابر اتر رہے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام اندر گھر میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور حضور علیہ السلام کے متعلق پوچھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ آپ اندر تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میرے لئے اندر آنے کی حضور علیہ السلام سے اجازت لے آئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا۔ اے صدیق رضی اللہ عنہ! امام حسین پیدا ہوئے ہیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار ملائکہ مبارکبادی کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حیران ہوئے اور دروازہ پر بیٹھ گئے۔ ذرا سی دیر کے بعد تمام صحابہ کرام وہیں دروازہ پر جمع ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو وہی بات بتائی، جسے سن کر صحابہ کرام حیران ہوئے۔

کچھ دیر بعد حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے اور سب کو اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے آگے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تمام واقعہ سنایا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے علی رضی اللہ عنہ! تمہیں ملائکہ کی تعداد کیسے معلوم ہوئی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میں نے ملائکہ کو گروہ در گروہ زمین پر اترتے دیکھا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے اور اپنی تعداد بتا رہے تھے۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دعا دی۔

پھر حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے صدیق! کیا اس سے عمدہ بات نہ بتاؤں؟ آج ملائکہ ایک ایسے فرشتہ کو اپنے ساتھ لائے، جس کے ہاتھ اور پاؤں ٹوٹے ہوئے تھے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی کہ یہ معاملہ تیرے ساتھ کیسے ہوا؟ اس نے کہا: یارسول اللہ! میں مقرب ملائکہ میں سے ہوں۔ ایک دن آسمان کا دروازہ کھلا ہوا تھا میں نے دنیا کی طرف نظر کی۔ مجھ کو ایک آدمی نظر آیا، جس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے تھے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اس زندگی سے تو موت اچھی ہے جس میں خیر نہیں۔ جوں ہی یہ لفظ میری زبان سے نکلے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ویسے ہی کر دیا اور میرے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور مجھے ایک جزیرہ میں گرا دیا گیا۔ سات سو سال تک وہیں

Marfat.com

پڑا رہا۔ آج مبارکبادی کے لئے فرشتے اترے تو مجھ کو بھی اپنے ساتھ لے آئے تاکہ بارگاہ رب العزت میں امام حسین کے صدقے میری شفاعت پیش کریں۔ میں نے اس فرشتہ کے لئے دعا کی تو جبریل امین تشریف لائے اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی ہے۔ آپ اپنے ہاتھ سے امام حسین کا ہاتھ پکڑ کر اس فرشتہ کے جسم پر پھیر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا، وہ فرشتہ فوراً تندرست ہو گیا۔

سبحان اللہ! حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک سے امام حسین کو برکت ملی اور امام حسین کے ہاتھ مبارک کے مس کرنے سے فرشتہ کو شفا نصیب ہوئی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ۔

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ۔ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

(کوکب دری ص ۲۱۴، تنویر الیقین فی معجزات الرسول الامین ص ۱۳، ماہ طیبہ بابت مئی ۱۹۶۲ء)

درد شکم دور ہو گئی

رافع بن خدیجہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے پاس ایک دیگ ہے جسے پکایا جا رہا ہے۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! مجھے گوشت کا ایک بڑا سا ٹکڑا عنایت فرمائیں، مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ میں نے لے کر کھایا مگر پورا ایک سال میرا پیٹ درد کرتا رہا۔ میں نے آپ کے پاس جا کر عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ اس گوشت پر سنات آدمیوں کا حق تھا۔ آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ مارا تو وہ ٹکڑا باہر جا پڑا، اس کا رنگ سبز ہو گیا تھا۔ مجھے اللہ کی قسم ہے۔ اس کے بعد میرے شکم میں درد کی کبھی شکایت نہیں ہوئی۔ (شواہد النبوۃ ص ۲۱۴)

عمر صد برس ہو گئی

امام بیہقی نے عبداللہ بن بسر سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ

یَعِیْشُ ھٰذَا الْغُلَامُ قَرْنًا وَکَانَ فِیْ وَجْھِہٖ تُوْلُوْلٌ قَالَ لَا یَمُوْتُ ھٰذَا

یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا، ان کے چہرے پر تولول تھے۔ حضور علیہ السلام نے

Marfat.com

حَتّٰی یَذْھَبَ التُّوْلُوْلَ مِنْ وَجْھِہٖ۔ فرمایا۔ ان کے مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(حجۃ اللہ ص ۵۰، جامع الصفات ص ۱۴۴)

مدت کے جو بیمار تھے تیرے طفیل اچھے ہوئے
مملو ہیں تیرے فیض سے کون و مکاں ارض و سما

دست مبارک رکھنے کا اثر

حضرت حنظلہ بن حزیم رضی اللہ عنہ کے سر پر

اَنَّ النَّبِیَّ صُلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَسَحَ رَاسَہٗ بِیَدِہٖ وَقَالَ بُوْرِکَ فِیْکَ قَالَ الزَّیَالُ فَرَأَیْتُ حَنْظَلَۃَ یُؤْتٰی بِالشَّاۃِ الْوَارِمِ ضَرْعَھَا وَالْبَعِیْرِ وَالْاِنْسَانِ بِہِ الْوَارِمِ فَیَتْفَلُ فِیْ یَدِہٖ وَیَمْسَحُ بِصَلْعَتِہٖ وَیَقُوْلُ بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی اَثْرِیَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ فَیَمْسَحُہٗ ثُمَّ یَفْسَحُ مَوْضِعَ الْوَرَمِ فَیَذْھَبُ الْوَرَمُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا: تجھ میں برکت دی گئی۔ حضرت زیال فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ کسی بکری کے تھنوں یا اونٹ یا انسان کے کسی مقام پر ورم ہو جاتا تو اس کو حضرت حنظلہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈالکر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللّٰہِ اِثْرِیَدِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمْ اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اتر جاتا۔

(بخاری فی التاریخ۔ ابن سعد۔ احمد۔ ابو یعلی۔ بغوی۔ شفا شریف۔ خصائص کبریٰ ص ۸۳/۲۔ زرقانی ص ۸۶/۴)

برادران ملت! یہاں یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بچپن میں ان کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور اسکا اثر ان کی عمر بھر رہا اور وہ بھی کیسا کہ فقط وہی اس سے مستفید نہ تھے بلکہ دوسرے انسان و حیوان بھی اس سے فائدہ اور شفا حاصل کرتے۔

غور فرمایئے کہ دست مبارک کی برکت ان کے سر کے پوست پر قائم ہوئی اور جب وہ اپنا ہاتھ اس پر لگاتے تو ان کے ہاتھ میں آ جاتی، اور پھر وہ برکت بیمار تک پہنچتی اور وہاں جا

Marfat.com

کر یہ اثر کرتی کہ اسکو صحت ہو جاتی، خیال کیجئے کہ کیسی دیرپا وہ برکت تھی کہ اس کا سمجھنا عقول متوسطہ کے احاطہ ادراک سے خارج ہے۔ کیوں نہ ہو، عقول متوسطہ کا تعلق جسمانیات سے ہے روحانیات سے ان کا کیا تعلق؟

آزمودم عقل دور اندیش را
بعد ازیں دیوانہ سازم خویش را

دھدر ختم

حضرت ابیض بن جمال رضی اللہ عنہ کے چہرے پر داد (دھدر) تھا۔ چونکہ ان کی ناک کو چیر گیا تھا اور اسکی وجہ سے ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَمَسَحَ وَجْهَهٗ فَلَمْ يَمُسْ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ مِنْهَا اَثَرَ۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۲/۷۵)

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممن کو بلا کر ان کے چہرے پر دست مبارک پھیر دیا۔ شام نہ ہونے پائی کہ داد کا کوئی نشان نہ رہا۔

حضرات! کتنا بڑا طبیب حاذق اور ماہر سرجن کیوں نہ ہو، اگر وہ ایسے داد کا علاج کرے تو اسکو کتنا زمانہ درکار ہے۔ پھر داد (دھدر) اگر زائل بھی ہو جائے تو ناک، جس کو دھدر نے چیر دیا تھا، اس کا اصلی ہیئت پر آ جانا دشوار ہے۔ ایسی سخت بیماری کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دست مبارک پھیر کر دور فرما دیا۔

بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ

حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ہمراہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ رحمت عالم کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرہ اور سر پر دست رحمت پھیر دیا، جس کا اثر یہ ہوا کہ

فَكَانَ لَا يَمْسَحُ شَيْئًا اِلَّا يَرَاى۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۷۴)

بشیر جس مریض پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے اس کو شفا ہو جاتی۔

برادران ملت! بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں یہ طاقت، یہ برکت کہاں سے

Marfat.com

آ گئی؟ ان کے ہاتھ میں بیمار کو اچھا کر دینے کی قوت کیوں پیدا ہوگئی۔ ان کے ہاتھ ساری دنیا کے ہاتھوں سے ممتاز کیوں ہوئے؟ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کے سر پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ہاتھ پھر گیا تھا۔ یہ سب حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کی برکت اور اسی کا تصرف اور اسی کا فیض تھا، جو حضرت بشیر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔

سبحان اللہ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شفائے امراض کا معجزہ ملا تھا (قرآن حکیم پ ۳) مگر حضور علیہ السلام نے دوسروں کے ہاتھوں میں ہر مرض کے ازالہ کی طاقت عطا فرما دی تھی۔ (الخصائص ص ۲/۷۴)

یہ فیض دیئے وہ جود کیئے کہ نام لیئے زمانہ جیئے
جہاں نے لیئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لیئے

حضرت جابر کا گھوڑے سے نہ گرنا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ انہوں نے دربار نبوت میں عرض حال کی حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک ان کے سینہ پہ پھیرا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد وہ کبھی گھوڑے سے نہ گرے اور طاقت ور ہو گئے۔ (تواریخ حبیب الہ ص ۱۴۱)

حضرت جریر کا گھوڑے سے نہ گرنا

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں سواری کی حالت میں گھوڑے سے گر جاتا تھا۔ میں نے حضور علیہ السلام سے عرض حال کی تو آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ یہاں تک کہ میں نے آپ کے دست مبارک کے مارنے کا نشان اپنے سینہ پر دیکھا اور فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ وَاجْعَلْہُ ھَادِیًا مَّھْدِیًا فَمَا سَقَطْتُ مِنْ فَرَسِیْ بَعْدُ۔ (بخاری ص ۶۲۴/۲، ابونعیم ص ۳۸۹، الخصائص الکبریٰ ص ۲۱/۲)

اے اللہ! اس کو ثابت رکھ اور اسکو ہدایت کرنے والا اور ہدایت کیا ہوا کر دے۔ حضرت جریر فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

Marfat.com

حاتم جیسے لکھ سوالی جو آون نہ جاون خالی
ایہو حضرت دی سی چالی صلی اللہ علیہ و سلم
ناہ کدی ناں کرن زبانوں باجھ شہادت کلمے جانوں
خلق عظیم ہے اسدی شانوں صلی اللہ علیہ و سلم

چہرہ روشن ہو گیا

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اَنَّ اُسَیْدَ ابْنَ اَبِیْ اَیَاسٍ مَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَجْھَہٗ وَالْقٰی یَدَہٗ اِلٰی صَدْرِہٖ فَکَانَ اُسَیْدُ یَدْخُلُ الْبَیْتَ الْمُظْلِمَ فَیُضِیءُ۔ (ابن عساکر۔ کنز العمال۔ حجۃ اللہ ص ۴۲۸، خصائص ص ۸۵/۲)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسید بن ایاس کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو (ان کا چہرہ اور سینہ اس قدر روشن ہو گیا کہ) وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہو جاتی۔

مبارک ہتھ جنہی دے منہ تے لاوے
ہنیرے وچ سب کجھ نظری آوے

سبحان اللہ! یہ کیسا نوری ہاتھ تھا، جس نے حضرت اسید کو ایسا روشن کر دیا کہ ان کا چہرہ دوسری چیزوں کو روشن و منور کرنے لگا۔ خیال تو کیجیئے، جس کے مبارک و مقدس ہاتھوں نے حضرت اسید کو ایسی بے مثل روشنی عطا فرمائی، ایسے نوری ہاتھ والا خود کیسا روشن و منور ہوگا۔

لا مکاں تک اجالا جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبیؐ

چہرہ میں اشیاء کا عکس

حضرت ابو العلاء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَجْہَ قَتَادَۃَ ابْنِ مِلْحَانَ فَکَانَ لِوَجْھِہٖ بَرِیْقٌ حَتّٰی کَانَ یَنْظُرُ فِیْ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قتادہ بن ملحان کے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا تو ان کے چہرہ میں اتنی چمک پیدا ہو گئی کہ ان کے

Marfat.com

وَجُهِهٖ كَمَا يَنْظُرُ فِي الْمِرْاٰةِ۔ چہرے میں اشیاء کا عکس اسطرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔

(بیہقی۔شفا شریف ص ۱/۲۲۰، شواہد النبوۃ ص ۲۰۶)

اس حدیث پاک میں قابل غور بات یہ ہے کہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جوان کے چہرے پر دست رحمت پھیرا، وہ محض محبت کی وجہ سے تھا یا یہ مقصود تھا کہ ان کا چہرہ روشن ہو جائے، کچھ بھی ہو، دست مبارک کی تاثیر ضرور ثابت ہوتی ہے۔ اگر محض محبت کی وجہ سے بغیر قصد روشنی دست مبارک پھیرنے سے چہرہ روشن ہو گیا تو اور زیادہ پر لطف بات ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور یہ ہے کہ بغیر حضور علیہ السلام کی درخواست کے آپ کی حرکات وہ آثار مرتب کر دیں، جو دنیا میں کسی سے نہ ہو سکیں، جن سے آپ کا نام تمام دنیا میں روشن رہے اور اگر روشنی کے قصد سے دست مبارک کے پھیرنے سے چہرہ روشن رہے اور اگر روشنی کے قصد سے دست مبارک کے پھیرنے سے چہرہ روشن ہوا تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا ارادہ فرماتے، ویسا ہی ہو جاتا۔

قدرت نے ازل میں یہ لکھا ان کی جبیں پر
جو ان کی رضا ہو، وہی خالق کی رضا ہو

حبشی کا چہرہ روشن ہو گیا

عرب کے بیابان میں ایک بہت بڑا قافلہ پانی نہ ملنے کی وجہ سے زندگی سے مایوس ہو گیا۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں کہ

درمیان آں بیابان ماندہ
کاروانے مرگ برخود خواندہ

یعنی وہ قافلہ پیاس کے مارے موت کو دعوت دے رہا تھا۔

اشتراں شاں رازباں آویختہ
خلق اندر ریگ ہر سو ریختہ

اور ان کے اونٹوں کی (پیاس کے مارے) زبانیں لٹک رہی تھیں اور ہر طرف مخلوق ریت پر پڑی ہوئی تھی۔

Marfat.com

ناگہان آن مغیث ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

اچانک ان لوگوں کی مدد کے واسطے دونوں جہانوں کے فریادرس اور آقا و مولیٰ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے آئے۔

حضرات غور کیجیئے۔ مولانا روم علیہ الرحمتہ حضور علیہ السلام کو دونوں جہانوں کا فریادرس لکھ رہے ہیں۔ اب اگر کسی کو توحید کا مروڑا اٹھے تو وہ مولانا روم کو مشرک کہے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم واقعی دونوں جہانوں کے فریادرس ہیں۔ اللہ کی رحمت اگر کام نہ آئے، مصائب و آلام کو دور نہ فرمائے، تو وہ رحمت ہی کب ہوئی؟ مسلمانو! ہمارے حضور اللہ کی رحمت ہیں اور وہ دو عالم کے لئے فریادرس ہیں۔ یہی حقیقت ہے اور اسی پر ایمان رکھو۔

ہاں! تو وہ قافلہ جو پیاس کے مارنے مر رہا تھا، اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا۔ جب اس نے دیکھا کہ ہماری مدد کو رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے ہیں تو اس کی جان میں جان آئی۔ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو ان قافلہ والوں کی یہ حالت دیکھ کر رحم آ گیا اور فرمایا: چند آدمی اس ٹیلے کی طرف جائیں۔ ٹیلے کے اس پار ایک سیاہ رنگ کا حبشی غلام اونٹ پر پانی کی مشک لا رہا ہے اور اپنے آقا کی طرف جا رہا ہے۔ اس حبشی غلام کو اونٹ سمیت میرے پاس لے آؤ۔ اگر خوشی سے آئے تو بہتر، ورنہ پکڑ کر لے آؤ۔ چنانچہ چند آدمی ٹیلے کے اس پار گئے تو دیکھا۔ واقعی ایک حبشی غلام پانی کی مشک لئے اونٹ پر سوار جا رہا ہے۔ انہوں نے اس حبشی سے کہا کہ تجھے حضور علیہ السلام بلا رہے ہیں۔ حبشی بولا: میں نہیں جانتا وہ کون ہیں۔ وہ بولے کہ وہ حضور چاند کے چہرے والے اور میٹھی عادت والے ہیں۔ الغرض صحابہ نے اس سے حضور کی طرح طرح کی تعریفیں کیں۔ مگر وہ بولا میں ان کے پاس نہیں جاؤں گا۔ صحابہ کرام اسے پکڑ کر زبردستی حضور علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حبشی کو تسلی دی کہ گھبراؤ مت۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ دی جائے گی اور تمہارا پانی بھی بالکل چھینا نہ جائے گا۔ تم ذرا یہ مشک میرے حوالے کرو۔ حبشی سے وہ مشک لیکر حضور علیہ السلام نے اپنا دست رحمت اس مشک پر پھیرا اور قافلے والوں

Marfat.com

سے فرمایا کہ لوسب آ کر پانی پی لو۔خود بھی پیئو، جانوروں کو بھی پلاؤ اور اپنے سارے برتن بھی بھرلو، تا کہ راستے میں کام آئے۔

جملہ را از مشک او سیراب کرد
اشتراں و ہر کسے زاں آب خورد

حضور نے اس مشک کے تھوڑے سے پانی سے ان سب کو سیراب کر دیا۔اونٹوں اور سب لوگوں نے اس میں سے پیٹ بھر کر پانی پیا اور مشک ویسی کی ویسی بدستور بھری ہوئی تھی۔حبشی یہ معجزہ دیکھ کر بڑا حیران ہوا اور والہانہ طور پر آگے بڑھا۔

مصطفیٰ دست مبارک بررخش
آں زماں مالید کرداو را درخش

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے پر اپنا دست نور پھیرا تو اس سیاہ رنگ حبشی کا سیاہ رنگ کافور ہو گیا اور وہ نور علیٰ نور ہو گیا۔اور چمکنے لگا۔

شد سفید آں زنگی زادہ حبش
ہمچوں بدرو روز روشن شد شبش

وہ حبشی چودھویں کے چاند کی طرح سفید ہو گیا۔اور اس کی رات دن بن گئی۔

پھر وہ حبشی مسلمان ہو گیا اور اجازت لیکر اپنے مالک کے گھر پہنچا، تو مالک نے پوچھا: تو کون ہے؟ غلام بولا۔میں آپ کا غلام ہوں۔مالک نے کہا۔جھوٹ کیوں بولتے ہو؟ میرا غلام تو کالا سیاہ ہے۔مگر غلام بولا میں اس کے پاس سے ہو کر آیا ہوں جس نے ساری کائنات کو اپنی ضیا پاشیوں سے منور فرما دیا ہے۔پھر غلام نے اپنا سارا قصہ سنایا۔جسے سن کر اس کا مالک بھی مسلمان ہو گیا۔

میدان کارزار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست شفاء

حضرت عاید بن عمر مزنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم جنگ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عین سامنے جنگ کر رہے تھے۔اچانک غنیم کی طرف سے ایک تیر میری پیشانی پر آ کر لگا، جس کے اثر سے میری پیشانی، سفید داڑھی اور سینہ پر خون بہنے لگا۔حضور علیہ السلام

Marfat.com

نے اپنے دست اقدس سے میری پیشانی، چہرے اور سینے سے خون صاف کر دیا۔ حضرت عاید رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں یہ واقعہ نہایت فخر سے سنایا کرتے تھے جب ان کی وفات ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ حضرت عاید رضی اللہ عنہ کے جسم کے جس حصے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیرا، وہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۶۶)

کھجور کی شاخ روشن ہوگئی

قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات، جبکہ بارش ہو رہی تھی، دیر تک حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جب جانے لگے تو حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔

وَقَالَ اِنْطَلِقْ بِهٖ فَاِنَّهٗ سَيُضِیءُ لَكَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْكَ عَشْرًا وَمِنْ خَلْفِكَ عَشْرًا۔

اور فرمایا۔ اسکو لے جاؤ۔ یہ دس قدم تمہارے آگے اور دس قدم تمہارے پیچھے روشنی کرے گی۔

(شفا شریف۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۸۱، حجۃ اللہ ص ۱۷، طبقات ابن سعد ص ۲/۱۳۷، اسد الغابہ ص ۳/۱۰۰، اصابہ ص ۲/۲۵۵)

میں ید بیضا کے صدقے اے کلیم
لیکن کہاں ان کی کف دست کا جواب

ناظرین گرامی! حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ ید بیضا کی یہ شان تھی کہ خود ان کا ہاتھ چمک اٹھتا تھا۔ (قرآن حکیم ۲/۹) مگر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ید بیضا کی نرالی شان کا یہ عالم ہے کہ جس چیز پر دست انور مس کرتا ہے، وہ ید بیضا کی طرح چمکنے لگتی ہے۔

اللہ رے دست مقدس کا معجزہ
وابستہ جو ہوا اسے پرنور کر دیا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی لاٹھیاں روشن ہوگئیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عباد بن بشیر و اسید بن حضیر رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے تھے کہ رات ہوگئی اور

Marfat.com

سخت ظلمت (تاریکی) چھا گئی۔ پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہوگئی۔ جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو

اَضَاءَ تِ الْاُخْرٰی عَصَاهُ فَمَشٰی كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا فِیْ ضَوْءِ عَصَاءِ ہٖ حَتّٰی بَلَغَ اَهْلَهٗ۔

دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی اور یہ دونوں صحابی ان لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۴۴، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۷)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن تھا، مگر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سرتاپا ایسے روشن ومنور تھے کہ جس چیز کو آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا، وہ بھی روشن ہوگئی۔

یا نچوں انگلیوں کو روشن کر دیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کے راستہ سے گزر رہے تھے تو منافقوں نے سازش کی کہ راستہ میں ایک گھاٹی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دیا جائے (معاذ اللہ)۔ جب حضور علیہ السلام اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی گھاٹی پر چلنا چاہا۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے منافقوں کی اس سازش کا پتہ چل گیا۔ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ گھاٹی پر چلنے کی بجائے وادی میں چلو۔ کیونکہ وادی کا راستہ زیادہ مناسب اور زیادہ وسیع ہے، لیکن خود اسی گھاٹی پر چلنے لگے۔ حضرت عمار سے فرمایا کہ تم میری اونٹنی کی مہار پکڑے چلو اور حذیفہ بن یمان سے فرمایا کہ تم پیچھے پیچھے میری اونٹنی کو ہانکتے آؤ۔ آپ اسی طرح اس گھاٹی پر چلتے رہے۔ اچانک آپ کو محسوس ہوا کہ آگے کچھ لوگ (وہی منافقین) محاصرہ کرتے آرہے ہیں۔ (رات کا اندھیرا تھا، منافق اس اندھیرے میں اپنی سازش کو کامیاب بنانا چاہتے تھے) حضور علیہ السلام نے اپنی سواری کو روک کر حضرت حذیفہ سے فرمایا کہ ان لوگوں کو جہاں سے آئے ہیں، واپس لوٹا دو۔ حضرت حذیفہ نے اپنی سوٹی سے ان کی اونٹنی کو مار مار کر پیچھے دھکیلنا شروع کر دیا۔ اس سے منافق سمجھ گئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی سازش کا علم ہوگیا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ وہ جلدی سے اس گھاٹی سے اتر گئے اور جا کر دوسرے لوگوں میں شامل ہو گئے۔
حضرت حذیفہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں آئے اور آپ کی سواری کو لیکر چلے۔
جب آپ منافقوں کی سازش کو ناکام بنا کر بخیر و خوبی اس گھاٹی سے گزر گئے اور لوگوں کو جہاں ٹھہرانا تھا، وہاں ٹھہرا لیا تو حضرت حذیفہ سے پوچھا کہ اے حذیفہ! تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو، جنہیں تم نے گھاٹی سے واپس لوٹایا؟ انہوں نے عرض کی۔ یارسول اللہ! اندھیرا تھا اور انہوں نے اپنے منہ چھپائے ہوئے تھے، اس لیئے میں ان کو نہ پہچان سکا۔ البتہ ان کی سواریوں کو پہچان لیا۔ اور آپ کا وہاں کچھ سامان گر گیا ہے (لیکن اندھیرے میں کیسے ڈھونڈا جائے)

حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی کہتے ہیں کہ

فَنَوَّرَلِیْ فِیْ اَصَابِعِی الْخَمْسِ فَاَضَانَ حَتّٰی کُنَّا نَجْمَعُ مَاسَقَطَ مِنَ السَّوْطِ وَالْحَبْلِ وَاَشْبَاهِهِمَا حَتّٰی مَلَا بَقِیَ مِنَ الْمَتَاعِ شَیْءٌ اِلَّا جَمَعْنَاهُ۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲/۱۰۴۳، الاصابہ ص ۱/۳۸۔ البدایہ والنہایہ ص ۵/۱۹، وص ۶/۸/۲۷، معجزات مصطفیٰ ص ۱۸۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پانچوں انگلیاں روشن کر دیں، جس سے ہم نے سامان کی چھوٹی سے چھوٹی گری ہوئی چیز بھی تلاش کر لی۔ یہاں تک کہ سوئی اور رسی ایسی کوئی چیز باقی نہ رہی۔ سب کی سب چیزیں ہم نے جمع کر کے اٹھا لیں۔

کف دست سے روشنی

روایت ہے کہ جنگ خندق اور جنگ حنین کے دن حضور علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی سے سورج کی سی روشنی ظاہر ہوئی اور اس روشنی کی شعاع سے اکثر لوگ غش میں آ گئے، یہ فتح و کامرانی کی نشانی تھی۔ (احیاء القلوب ص ۱۰۰)

چہرہ تر و تازہ

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

Marfat.com

فَمَسَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَجْھَہٗ فَمَا زَالَ وَجْھَہٗ جَدِیْدًا حَتّٰی مَاتَ۔ (خصائص کبریٰ ص ۸۴/۲)

تو حضور علیہ السلام نے ان کے چہرے پر دست مبارک پھیرا، جس سے مرتے دم تک ان کا چہرہ تر و تازہ رہا۔

یعنی بڑھاپے سے جو تغیریات واقع ہوتے ہیں، وہ نہ ہونے پائے گویا دست مبارک کے فیض واثر سے ہر وقت ان کے چہرے سے تازگی اور جوانی نمایاں تھی۔ دست مبارک کا یہ اثر کہ ہمیشہ جوانی باقی رہی، ایک روحانی اثر ہے، ورنہ ہر سن کے فطرتی آثار ولوازم کسی طرح بھی رک نہیں سکتے۔

ایک مرتبہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست کرم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ کر دعا فرمائی۔ دست مبارک کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ جوان و تندرست معلوم ہوتے تھے۔ (احیاء القلوب ص ۹۵)

دست مبارک کی تاثیر سے بال سیاہ

حضرت مدلوک فرازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا آقا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے گیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا تو رحمت عالم سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے دعائے برکت فرمائی اور میرے سر پر اپنا دست رحمت پھیرا۔ میرے سر کا وہ حصہ، جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست رحمت نے مس کیا تھا، سیاہ ہی رہا۔ (الاصابہ)

تخلیق کے چہرے کی ضیاء ہے تیری ہستی
تہذیب کے ماتھے کا ہے جھومر تیری سیرت

سو سال بعد بھی چہرہ تر و تازہ اور بال سیاہ

حضرت ابو زید عمرو بن اخطب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَلٰی رَاسِیْ وَلِحْیَتِیْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ جَمِّلْہُ قَالَ فَبَلَغَ بِضْعًا وَ مِائَۃً

حضور علیہ السلام نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی کہ الٰہی! اسے زینت بخش! راوی کہتے ہیں کہ

Marfat.com

سَنَةً وَ مَا فِیْ لِحْیَتِهٖ بَیَاضٌ وَلَقَدْ كَانَ مُنْبَسَطُ الْوَجْهِ وَلَمْ یَنْقَبِضْ وَجْهُهٗ حَتّٰی مَاتَ۔

(انوار محمدیہ للنبہانی ص ۲۷۳، حجتہ اللہ ص ۴۳۷، خصائص کبریٰ ص ۸۳/۲، الاستیعاب القسم الثالث ص ۱۱۶۲، البدایہ والنہایہ ص ۱۶۶/۶، لاصابہ لابن حجر عسقلانی ص ۷۹/۴، احیاء القلوب ص ۹۵، معجزات مصطفیٰ ص ۱۴۹)

وہ ایک سو اوپر کتنے سال جیئے لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، سیاہ ہی رہے۔ چہرہ پر ایک ذرہ بھر بھی شکن نہ تھا بلکہ صاف اور روشن، جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے۔

پانی دودھ بن گیا

حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک مشکیزہ بھرا اور اس کا منہ باندھ کر دعا فرمائی اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کو عطا فرما دیا۔

فَلَمَّا حَضَرَتْهُمُ الصَّلٰوةُ نَزَلُوْا فَحَلُّوْهُ فَاِذَا بِهٖ لَبَنٌ طَیِّبٌ وَ زُبْدَةٌ فِیْ فَمِهٖ۔ (قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۸۷، شفا شریف ص ۲۲۰)

جب ان کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے اسکو کھولا تو وہ عمدہ، تازہ دودھ تھا اور اس کے منہ پر مکھن تھا۔

حضور اکرم مشک وچ پانی پایا
ہویا اوہ دودھ صحابہ نوں پلایا

لکڑی تلوار بن گئی

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن بن حرثان الاسدی حلیف بنی شمس بن عبد مناف نے اپنی تلوار سے لڑائی کی۔ حتیٰ کہ ان کی تلوار ٹوٹ گئی، وہ حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو ایک سوکھی لکڑی عطا فرما کر فرمایا۔ جاؤ لڑو!

فَعَادَنِیْ یَدِهٖ سَیْفًا صَارِمًا طَوِیْلَ الْقَامَةِ اَبْیَضَ شَدِیْدَ الْمَتْنِ فَقَاتَلَ بِهٖ ثُمَّ لَهٗ یَزَلْ عِنْدَهٗ یَشْهَدُ بِهِ الْمَوَاقِفَ اِلٰی آنِ سُتُشْهِدَنِیْ قِتَالِ اَهْلِ الرِّدَّةِ

جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں گئی تو وہ ایک نہایت شاندار، لمبی، چمکدار اور مضبوط تلوار بن گئی تو انہوں نے اسی کے ساتھ جہاد کیا۔ پھر وہ ان کے پاس رہی اور وہ ہمیشہ اسی

Marfat.com

وَ كَانَ هٰذَا السَّيْفُ يُسَمَّى اَلْعُوْنُ۔

(البدایہ والنہایہ ص ۳/۲۹، اسد الغابہ ص ۴/۳، خصائص کبریٰ ص ۱/۲۰۵، سیرت ابن ہشام القسم الاول ص ۶۳۷، الاستیعاب ص ۱۰۸، شواہد النبوۃ ص ۱۲۸)

کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قتال اہل الردہ میں شہید ہو گئے۔ اور وہ تلوار العون (یعنی مددگار) کے نام سے موسوم ہوئی۔

جے حضرت سکی لکڑی ہتھ پھڑاوے
بنے تلوار کافر مار ونجاوے

حضرات! یہاں سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کے اختیار وقدرت میں ہے۔ نیز یہ کہ نبی اپنے معجزے سے چیزوں کی جنس وحقیت اور ماہیت بدل سکتے ہیں اور یہ کہ نبی کی دی ہوئی چھڑی تلوار بن کر مدد کر سکتی ہے اور اس کا نام بھی ''العون'' سراپا مدد رکھا گیا۔ تو پھر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ''عون ومعین'' مددگار کیونکر نہیں کہلا سکتی اور یہ کہ نبی علیہ السلام نافع بھی ہیں اور دافع البلا بھی، کہ عکاشہ کی پریشانی کو دور کر دیا۔

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
نہتوں کا سہارا عصائے محمدؐ

جنگ بدر میں سلمہ بن اکوع کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ نہتے ہو گئے تو

فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَضِيْبًا فِيْ يَدِهٖ فَقَالَ اضْرِبْ بِهٖ فَاِذَا هُوَ سَيْفٌ جَيِّدٌ۔

(حجۃ اللہ ص ۲۳۲)

حضور علیہ السلام نے انہیں ایک تازیانہ عطا فرمایا۔ جو آپکے ہاتھ میں تھا اور فرمایا: اس کے ساتھ لڑ۔ پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکڑی کی نوعیت بدلی (قرآن حکیم ۹/۳) مگر کچھ دیر بعد وہ لکڑی پھر لکڑی ہی ہو گئی۔ لیکن حضور علیہ السلام کا یہ اعجاز وکمال ہے کہ جب لکڑی تلوار بنی تو ہمیشہ تلوار ہی رہی اور حضرت سلمہ بن اکوع ہمیشہ اسی تلوار سے جہاد کرتے رہے۔

امام واقدی اسامہ بن زید اور وہ داؤد بن حصین اور انہوں نے بنی عبد الاشہل کے متعدد حضرات سے روایت کیا کہ غزوہ بدر میں سلمہ بن اسلم بن حریش کی تلوار ٹوٹ گئی تو وہ خالی ہاتھ رہ گئے۔ ان کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں

Marfat.com

کھجور کی ایک گیلی چھڑی عنایت فرمائی جو آپ کے دست اقدس میں تھی، جوں ہی انہوں نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔

فَاِذَا سَیْفٌ جَدِیْدٌ۔ (المغازی للواقدی ص ۹۳/۱، البدایہ والنہایہ ص ۲۹۱/۳)

تو وہ ایک بہترین نئی تلوار تھی۔

جنگ احد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو

فَاَعْطَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَسِیْبًا مِنْ نَّخْلٍ فَرَجَعَ فِیْ یَدِهٖ سَیْفًا (الخصائص ص ۲۱۷/۱)

حضور علیہ السلام نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔ جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو ایک نہایت عمدہ تلوار تھی۔

نوٹ:۔ اس کا دستہ بدستور کھجور کا رہا۔ اسی لئے وکان یسمی العرجون اور اس تلوار کا نام عرجون رکھا گیا۔

(الاصابہ ص ۲۷۸/۲، البدایہ والنہایہ ص ۴۲/۴، الاستیعاب ص ۸۷۹، قسم ثالث، معجزات مصطفیٰ ص ۹۳)

ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کے دست مبارک سے جو مختلف آثار ظاہر ہوتے تھے، وہ بحسب استعداد مقامات ہوں، جیسے آگ تر چیز کو نہیں جلاتی اور خشک چیز کو جلا دیتی ہے۔ اور بعض چیزوں کو پگھلا دیتی ہے اور کبھی پتلی چیز کو گاڑھا کر دیتی ہے، جیسے انڈے کی زردی و سفیدی وغیرہ کو۔ اور کسی میں اس کا اثر کچھ نہیں ہوتا، جیسے ابرک کو بالکل نہیں جلاتی۔ اور کسی کو جلا کر خاکستر (سیاہ) کر دیتی ہیں، جیسے گھاس، لکڑی وغیرہ کو۔ یہ سب آثار ہر چند آگ کے ہیں مگر قابلیت مادہ کے لحاظ سے مختلف طور پر ان کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن ادنیٰ تامل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں استعداد کو بھی کوئی دخل نہیں، کیونکہ دست مبارک کی تاثیر سے چھڑی تلوار بن گئی اور اس قسم کے مختلف آثار ظاہر ہوئے۔ حالانکہ چھڑی میں نہ لوہا بننے کی صلاحیت ہے نہ استعداد۔ بلکہ اس صورت میں یہی کہنا پڑے گا کہ دست مبارک کا اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادے کے تابع تھا۔ اس میں مادہ کی ذاتی صلاحیت اور عدم صلاحیت کو کوئی دخل نہیں۔

Marfat.com

نفرت محبت میں بدل دی

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ساتھ حنین کے راستے پر جارہا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ حنین فتح کر کے واپس اسی راستے پر تشریف لا رہے تھے۔

ایک جگہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری ملاقات ہوگئی (تو ہم کچھ ایک طرف ہو کر ٹھہر گئے) حضور علیہ السلام کے مؤذن نے آپ کے پاس کھڑے ہو کر نماز کے لئے اذان دی۔ ہم نے مؤذن کی آواز سنی تو اس کی نقل اتارنے اور مذاق کرنے لگے۔ ہماری اس نقلی اذان کی آواز اور مذاق اڑانے کو حضور علیہ السلام نے سن لیا۔ آپ نے ہمیں اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ نقلیں کون اتار رہا تھا؟ میرے ساتھیوں نے میری طرف اشارہ کیا۔ کیونکہ اس بدتمیزی میں، میں ہی پیش پیش تھا۔ آپ نے سب کو چھوڑ دیا اور مجھے فرمایا: قُمْ فَاَذِّنْ یعنی کھڑے ہو اور اذان کہو۔ میں کھڑا ہوا۔ اسوقت میرے دل میں حضور علیہ السلام سے نفرت تھی اور جس بات کا مجھے حکم دیا تھا۔ اس سے بڑھ کر میرے دل میں کوئی ناپسند بات نہ تھی۔ (لیکن ڈر کے مارے میں کھڑا ہوا) آپ نے فرمایا: جیسے میں اذان کہلواؤں، تم ویسے کہتے جاؤ۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔

جب میں اذان کہہ چکا تو آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا اور ایک تھیلی عطا فرمائی۔ اس میں کچھ چاندی تھی۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی پر رکھا اور میرے منہ اور چھاتی پر پھیرا۔ حتیٰ کہ آپ کا ہاتھ مبارک میری ناف تک پہنچا۔ پھر فرمایا:

بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ وَبَارَکَ عَلَیْکَ۔ اللہ تجھ میں برکت فرمائے اور تجھ پر برکتیں فرمائے۔

Marfat.com

آپ کے دست مبارک پھیرنے سے میری دنیا ہی بدل گئی۔

وَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْ كَرَاهَةٍ دَعَاد ذٰلِكَ كُلُّهُ مُحَبَّةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

یعنی جس قدر حضور علیہ السلام کے خلاف میرے دل میں نفرت وکراہت تھی، یکسر جاتی رہی اور آپ کی محبت میرے دل میں ایسی سما گئی کہ میرے جسم کا رونگھٹا رونگھٹا محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوگیا۔

اور میرے دل میں آپ سے بڑھ کر کسی کی محبت نہ تھی۔ پھر میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے مکہ معظمہ میں بھیج کر وہاں کا مؤذن مقرر کر دیجیئے۔ چنانچہ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مکہ کے گورنر حضرت عتاب بن اسید کے پاس بھیج کر وہاں کا مؤذن مقرر کر دیا۔

سنن بیہقی شریف میں ہے کہ حضرت ابومحذورہ کی اولاد کئی پشتوں تک مکہ معظمہ کی مؤذن رہی۔

(سنن النسائی ص ۵/۲، سنن البیہقی ص ۳۹۲/۲ و ص ۴۱۸/۲، تفسیر ابن کثیر ص ۷۲/۲، الاصابہ شریف ص ۱۷۵/۴)

فضالہ بن عمیر نے بظاہر مسلمان بن کر حضور علیہ السلام کے ساتھ بیت اللہ شریف کا طواف شروع کیا اور یہ خیال دل میں تھا کہ دوران طواف موقع پا کر آپکو شہید کر دوں۔ اثنائے طواف جب اسی خیال سے آپ کے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارا نام فضالہ ہے؟ کہنے لگا: نعم یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: تیرے دل میں کیا خیال ہے؟ عرض کی کچھ نہیں! صرف خدا کی یاد کر رہا ہوں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم متبسم ہوئے اور فرمایا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰه کہ اس جھوٹ پر خدا تعالیٰ سے معافی مانگو۔ پھر آپ نے فضالہ کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھا تو اس کے دل کی کایا پلٹ گئی اور فضالہ کا دل بغض نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پاک ہو کر حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گہوارہ بن گیا۔ حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

وَاللّٰهِ مَارَفَعَ يَدَهُ عَنْ صَدْرِيْ حَتّٰى مَامِنْ خَلْقِ اللّٰهِ شَيْءٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْهُ۔

خدا کی قسم! حضور علیہ السلام نے ابھی میرے سینے سے ہاتھ مبارک اٹھایا ہی نہیں تھا کہ کائنات کی کوئی چیز حضور علیہ السلام

Marfat.com

سے بڑھ کر مجھے محبوب نہ تھی۔

(الاصابہ شریف ص ۳/۳۰۱، سیرت ابن ہشام ص ۴۱۷، قسم ثانی، البدایہ والنہایہ ص ۴/۳۰۸)

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان و مال اولاد سے پیارا

ناظرین! حضرت فضالہ نے کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہوئے کہہ دیا کہ ذکر الٰہی میں مشغول ہوں مگر بارگاہ نبوت میں ایسی چالاکیاں کب چل سکتی تھیں۔ جہاں کائنات کا ذرہ ذرہ مثل کف دست پیش نظر تھا۔ وہاں دلوں کی کیفیتیں بھلا پوشیدہ رہ سکتی تھیں؟

سر عرش پر ہے تری گزر، دل فرش پر ہے تری نظر!
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس موقع پر مسکرا کر استغفار کرنے کے لئے فرمانے کا جو اثر فضالہ کے دل پر ہوا ہوگا، اس کو انہی کا دل جانتا ہوگا۔ اور دست مبارک کے رکھنے کی تاثیر یہ ہوئی کہ شقاوت دور ہوئی اور محبت پیدا ہوگئی اور وہ بھی اتنی کہ آپ سے زیادہ وہ کسی کو اپنا محبوب نہیں سمجھتے تھے۔

جب ایسے لوگوں کے ساتھ، جو قتل کی تاک میں رہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ حال ہے تو خیال کیا جائے کہ محبان صادق پر کیسی عنایات ہوں گی۔ ؎

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری

عمار رضی اللہ عنہ پر نار گلزار ہوگئی

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین مکہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دینا چاہا تو تیار تھے کہ آگ میں پھینک دیتے کہ

ناگہان آں مغیث ہر دو کون
مصطفیٰ پیدا شدہ از بہر عون

حضور علیہ السلام تشریف لے آئے اور اپنا دست رحمت حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھ دیا۔

Marfat.com

فَيَقُوْلُ يَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَ سَلٰمًا عَلٰی عَمَّارٍ كَمَا كُنْتِ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةَ الْبَاغِيَةُ۔

(زرقانی ص ۱۹۳/۵، خصائص کبریٰ ص ۸۰/۲)

پس فرمایا: اے آگ عمار پر ٹھنڈی ہو جا، جیسے کہ تو ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔ اے عمار! تیرے مرنے کا یہ وقت نہیں بلکہ باغیوں کا ایک گروہ تجھے قتل کرے گا۔

آپ کا فرمان سن کر آگ ٹھنڈی ہوگئی۔ اور بعد ازاں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں حضرت عمار شامی باغیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

مندرجہ واقعہ سے جہاں دست مبارک کا اعجاز عیاں ہو رہا ہے وہاں ان لوگوں کے لئے جائے عبرت بھی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو (معاذ اللہ) دیوار کے پیچھے کا علم نہیں، حالانکہ آپ کئی برس بعد میں ہونے والے واقعہ اور عمار بن یاسر کی موت کی خبر دے رہے ہیں۔ کسی اہل محبت نے خوب کہا۔

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

رومال نہ جلا

حضرت عباد بن عبد الصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے۔ انہوں نے اپنی لونڈی سے فرمایا کہ دسترخوان لاؤ۔ ہم کھانا کھائیں گے۔ اس نے لا کر بچھا دیا۔ فرمایا کہ رومال بھی لا! وہ ایک رومال لے آئی، جو کہ میلا تھا۔ فرمایا: اس کو تنور میں ڈال دے۔ اس نے تنور میں ڈال دیا۔ جس میں آگ بھڑک رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اسے نکالا گیا تو

اَبْيَضُ كَاَنَّهُ اللَّبَنُ فَقُلْنَا مَاهٰذَا؟ قَالَ هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا اَنْسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا لِاَنَّ النَّارَ

وہ ایسا سفید تھا، جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے حضور علیہ السلام اپنے منہ مبارک کو صاف کیا

Marfat.com

لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَاءِ۔ (قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۱۸، ابونعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۸۰، شواہد النبوت ص ۲۳۵)

کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسکو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں۔ کیونکہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزرے آگ اسے نہیں جلاتی۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمتہ مثنوی شریف میں اس مبارک واقعہ کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ

اے دل ترسندہ ازنار و عذاب　　باچناں دست و لبے کن اقتراب
چوں جمادے راچناں تشریف داد　　جان عاشق راچہا خواہد کشاد

اے وہ دل، جس کو نار جہنم اور عذاب دوزخ کا ڈر ہے۔ ان پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں نہیں حاصل کر لیتا، جبکہ بے جان چیز دسترخوان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے۔ تو جوان کے عاشق صادق اور بندہ بارگاہ بے کس پناہ ہیں، ان پر جہنم کیوں نہ حرام ہو؟

برادران ملت! حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نمرود کی آگ گلزار ہوئی تھی۔ (قرآن حکیم ۱۷/۵) ہمارا ایمان ہے کہ یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ تھا۔ مگر حضور علیہ السلام کا یہ اعجاز ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جس دسترخوان میں ہاتھ اور منہ صاف کیا تھا، وہ بار بار آگ کے تنور میں ڈالا جاتا، لیکن جلنے کی بجائے وہ صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔

سبحان اللہ! اگر خدا کے خلیل کے جسم کے لئے ایک بار آگ گلزار ہوئی تو حبیب رب جلیل کے رومال کے لئے بار بار آگ گلزار بنی۔

نبی جس چیز نوں چا ہتھ لگاوے
حرارت اگ دی اسنوں کدی نہ ساڑے

یہاں ایک معرکتہ الآرا فطرت کا مسئلہ پیش ہو جاتا ہے کہ ہر چیز کا اپنی فطرت کے مطابق کام کرنا ضروری ہے۔ آگ کا کام ہے جلانا۔ اس کی کتنی ہی خوشامد کیجئے، وہ اپنا جلانا نہ چھوڑے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ لیکن مومن کا یہ ایمان ہے کہ آگ کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس میں جلانے کی تاثیر بھی اسی نے رکھی ہے۔ جب خدا اس کے پیدا کرنے پر

Marfat.com

قادر ہے تو اس کی صفت احراق کو فنا کرنے پر بھی قادر ہے۔ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو گلزار بنا کر یہ ثابت کر دیا کہ ہم اس بات پر بھی قادر ہیں کہ جب چاہیں، آگ کی صفت کو بیکار کر دیں۔ غرض کہ جب خدا تعالیٰ کی قدرت مان لی جائے تو فلسفہ اور سائنس کا جھگڑا خود بخود مٹ جاتا ہے۔

فلسفی کو اپنی عقل نارسا پر ناز ہے
مرد مومن کو خدا و مصطفیٰ پر ناز ہے

خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے، کرتا ہے۔ کوئی چیز اس کے حکم سے سرتابی نہیں کرتی اور جو لوگ خدا کی قدرت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو مانتے ہی نہیں، ہمیں ان سے کوئی بحث نہیں۔

الحاصل ہر مسلمان کے لئے یہ ماننا ضروری ہے کہ آگ حکم الٰہی کے خلاف نہیں کرتی۔ اسی کو جلاتی ہے جس کو جلانے کا حکم ہوتا ہے۔ مگر عادت الٰہی جب یونہی جاری ہے کہ جلانے کا کام آگ ہی سے لیا جاتا ہے تو مسلمان کو چاہئے کہ اس سے بچے۔ اگر اس میں کود جائے یا اپنا مال اس میں ڈال دے تو گنہگار ہوگا۔ کیونکہ حسب عادت خودکشی یا اتلاف مال کا شرعاً اس پر الزام عائد ہوگا۔

ایک بات اس میں اور قابل غور یہ ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رومال دھونے کا جو طریقہ اختیار کیا تھا، کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ اور کیا کسی روایت سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ طریقہ تعلیم فرمایا؟ ہرگز نہیں! تو جب کسی روایت سے یہ ثابت نہیں اور نہ ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسی بات فرمائی، جس سے معلوم ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریقہ انہیں بتایا تھا تو ثابت ہوا کہ رومال دھونے کا یہ طریقہ انہوں نے اپنی ذات سے ایجاد کیا تھا۔ کیونکہ ان کا ایمان تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک اور روئے انور کا مساس اس رومال کو حاصل ہے۔ لہٰذا آگ اسے ہرگز نہیں جلائے گی، ورنہ وہ متبرک رومال، جو ان کو جان سے عزیز تھا، اگر اس کے جلنے کا خوف یا خیال بھی ہوتا تو وہ کبھی ایسا نہ کرتے، کیونکہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

Marfat.com

سبحان اللہ! یہ تھے صحابہ کرام کے مستحکم اعتقاد، جنہوں نے شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ آجکل کے بعض مسلمان ایسے بھی ہیں کہ ان کی نظروں میں تبرکات تو کیا، خود سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی معاذ اللہ کچھ وقعت نہیں۔ جس طرح اس زمانہ کے کفار کہتے تھے کہ حضور علیہ السلام نعوذ باللہ ہمارے ہی جیسے ایک بشر ہیں۔ یہ بھی وہی کہتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

کافراں دید ند احمد را بشر
ایں ندانستند کاں شق القمر

کافروں کی نظر میں فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک بشر ہیں بصیرت کے اندھوں نے یہ نہ دیکھا کہ انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حضور علیہ السلام کی وقعت و محبت جو مسلمانوں کے دلوں میں تھی، اس نے اسلام میں بڑے بڑے کرشمے دکھائے اور جب سے وہ جاتی رہی۔ تنزل اور خرابی کا سامنا ہے۔ اگرچہ ایک جماعت مسلمانوں کے اندر اب بھی ایسی ہے جس کے احوال و افعال سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوب کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت و محبت ان کے دلوں میں اسقدر زیادہ ہے کہ مخالفین نے انکو بدعتی وغیرہ مشہور کر رکھا ہے۔ حق تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت اور سچی محبت ہمارے دلوں میں مستحکم کرے۔ آمین ثم آمین۔

ڈاکٹر اقبال مرحوم فرماتے ہیں۔ ؎

ذرہ عشق نبی از حق طلب — سوز صدیقؓ و علیؓ از حق طلب
روح راجز عشق او آرام نیست — عشق کو روز یست اور اشام نیست
ہر کہ عشق مصطفیٰؐ سامان اوست — بحر و بر درگوشۂ دامان اوست

ذویب پر نار گلزار ہوگئی

ابن وہب بن لھیعہ روایت کرتے ہیں کہ اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا اور صنعاء پر غالب آیا، تو اس نے حضور علیہ السلام کے صحابی حضرت ذویب بن کلیب کو پکڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ مگر رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ آگ ان کے لئے گلزار بن گئی۔ جب

Marfat.com

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِنَا مِثْلَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۸۰)

پاکی ہے اس ذات کبریا کے لئے جس نے امت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے مثل بنائے۔

آج بھی ہو گر ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

سبحان اللہ! جو منصب خلیل اللہ علیہ السلام کو ملا، اسی کا پرتو بوسیلۂ جلیلہ حضور علیہ السلام، حضور علیہ السلام کے غلاموں کو عطا ہوا۔

ناقص زمین میں گندم فی الفور اگی اور پکی

جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور ابوایوب انصاری کے گھر جلوہ افروز ہوئے تو ان کا ایک ٹکڑا زمین کا ناقص تھا، جس میں کچھ نہیں اگتا تھا۔ آپ نے ایک مٹھی بھر گیہوں اس میں چھڑک دیئے، آپ کے دست اقدس کی برکت سے وہ فی الفور اگے اور پک کر تیار ہو گئے۔ تب کھیت کو کاٹا گیا اور پکا کے کھایا گیا۔ (احیاء القلوب ص ۹۹)

حضرات گرامی! یہی وہ دست قدرت ہے کہ جس چیز کی طرف اشارہ کر دیا، وہی عالم وجود میں آ گئی اور یہی وہ ہاتھ ہے جو بدر میں کافروں پر کنکر پھینکتا ہے اور کائنات کا خالق فرماتا ہے کہ

مَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

(قرآن حکیم ۹/۱۶)

اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم وہ کنکر تم نے نہیں پھینکے،.....ہم نے پھینکے ہیں۔

سنگریزہ می زند دست جناب
وما رمیت اذ رمیت آید خطاب

کفار کی آنکھوں میں ذرات

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین میں ہم نے حضور علیہ السلام کی معیت میں جہاد کیا۔ صورت ایسی پیش آئی کہ صحابہ کرام کے قدم

Marfat.com

اکھڑ گئے اور کافروں نے ہجوم کر کے آپکو گھیر لیا۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے تشریف لائے اور

ثُمَّ قَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهٖ وُجُوْهَهُمْ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲۶۸/۳، شاہد النبوۃ ص ۱۶۶)

ایک مشت خاک لیکر کافروں پر ماری اور شَاهَتُ الوُجُوْه فرمایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ تمام کفار کی آنکھوں میں پڑی اور دشمن پیٹھ دیکر بھاگا۔

اللہ اکبر! حضور علیہ السلام نے ایک مشت خاک سے کفار کے لشکر جرار کو شکست اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعتاً منہ پھر گیا

بیعتِ خدا

یہی وہ مبارک ہاتھ ہے جس نے درخت کے نیچے صحابہ کرام کو بیعت کیا، تو خالق کائنات نے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ۔ (فتح: ۱۰)

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ہاتھ پر بیعت، ہمارے ہاتھ پر بیعت ہے۔

دست احمد عین دست ذوالجلال
آمدہ در بیعت و اندر قتال

ہجرت کی رات

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ پر جلوہ افروز تھے کہ کفار و مشرکین نے آپ کو شہید کرنے کی نیت سے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ (قرآن حکیم ۲۲/۱۸) کی تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے اور ایک مشت خاک لے کر کفار و مشرکین کی طرف پھینکی۔ وہ ہر

Marfat.com

کافر و مشرک کے منہ اور آنکھ میں پہنچی جس سے ان کی بینائی مفقود ہو گئی اور وہ حضور علیہ السلام کو نہ دیکھ سکے۔ کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا۔ کیوں کھڑے ہو؟ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری آنکھوں میں دھول جھونک کر تشریف لے جا چکے ہیں۔ کافروں نے اپنے سر اور منہ سے مٹی جھاڑی تو نہایت شرمندہ ہوئے۔

نوٹ: محاصرہ کرنے والے ایک سو آدمی تھے۔ (تفسیر نعیمی ص ۱۰/۳۱۵، تواریخ حبیب الہ ص ۳۶)

کفاراں دل جو مٹی وگائی
ہوئے انھیں رہی نہ کجھ بینائی

چڑیا بنائی

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسائی قوم کو دعوت اسلام دی تو وہ کہنے لگے کہ ہمارے عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی چڑیا بنا کر پھونک مارتے تو وہ اڑ جاتی۔ اگر آپ بھی ایسا ہی کریں اور معجزہ دکھائیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ تب آپ نے گیلی مٹی لیکر اپنے ہاتھ سے چڑیا بنائی اور اللہ کا نام لے کر چھوڑی تو بحکم پروردگار وہ ہوا میں اڑنے لگی اور اپنے ہم جنسوں سے جا ملی۔ یہ معجزہ دیکھ کر وہ تمام عیسائی مسلمان ہو گئے۔

(احیاء القلوب ص ۱۰۱، قصص الانبیاء ص ۴۶۸، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۹۲)

زانی کا نفسیاتی علاج

ایک نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ میں زنا کرتا رہوں۔ صحابہ کرام کو اس کے اس سوال سے سخت غصہ آیا۔ مگر حضور علیہ السلام نے اسے پاس بٹھا کر پوچھا۔ کیا تمہیں یہ چیز پسند ہے کہ لوگ تمہاری ماں سے زنا کریں۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا دوسرے لوگ بھی اس طرح پسند نہیں کرتے۔ پھر فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ دوسرے تمہاری بیٹی سے زنا کریں؟ کہا نہیں۔ فرمایا: دوسرے لوگ بھی اسی طرح نہیں چاہتے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تم پسند کرو گے کہ لوگ تمہاری ہمشیرہ سے زنا کریں؟ اس نے کہا۔ نہیں۔ فرمایا: اسی طرح کوئی بھی اپنی بہن سے زنا کرنا پسند نہیں کرے گا۔ بعد ازاں حضور علیہ السلام نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے سینہ پر پھیر کر کہا: اَللّٰھُمَّ

Marfat.com

اغفر ذنبه طهر قلبه۔ حصن فرجه۔ پھراس نے کسی کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔

(شواہد النبوت ص ۲۱۳)

ہبل کی گواہی اور بارہ ہزار مسلمان

ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بارہ ہزار کی تعداد میں یمن کے باشندے حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ سونے کے جڑاؤ کئے حریر کے کپڑے پہنے ہوئے ایک بت تھا، جس کا نام ہبل تھا۔ یمنی لوگ اس کی پوجا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کی نبوت و رسالت کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہی تمہارا بت ہبل میری رسالت و نبوت کی گواہی دے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ایسا ہو تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے۔ تب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بت کو بلایا اور وہ چلا آیا، اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس کے پیٹ پر رکھا اور فرمایا: بتا میں کون ہوں؟ تب وہ ہبل بت بولا کہ

اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اور اَنَا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا۔ میں پتھر ہوں۔ ان لوگوں نے مجھے معبود بنا رکھا ہے اور یہ محض غلط ہے۔ جب یہ احوال ان لوگوں نے دیکھا تو یکبارگی بارہ ہزار کے بارہ ہزار ہی سجدے میں گر پڑے اور پھر کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(احیاء القلوب ص ۹۸، قصص الانبیاء ص ۲۶۸، قرطاس مقبول ص ۲۲)

دست نبوت کی عصمت

ابو شہیم کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کو جا رہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک حسین ترین عورت دکھائی دی۔ میں اس کے ساتھ ہو لیا۔ جب لوگ روانہ ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہی ہو لیا۔ میں نے مدینہ پہنچ کر چاہا کہ حضور علیہ السلام سے بیعت کر لوں تو آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ لیا۔ اور اشارتاً مجھے بتا دیا کہ یہ ہاتھ نامحرم عورتوں کو چھوتا رہا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اسے اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا۔ میں نے وعدہ کرتے ہوئے یقین دلایا

Marfat.com

کہ آئندہ یہ خطا سرزد نہ ہوگی۔ پھر مجھے شرف بیعت بخشا گیا۔ (شواہد النبوت ص ۲۱۴)

بھوک ختم

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس تھا کہ حضرت سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں۔ اسوقت ان کا چہرہ زرد تھا۔ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ دیکھ کر پہچان گئے کہ بھوک کے سبب ایسا ہے تو آپ نے اپنا دست مبارک ان کے گلے کے نیچے جہاں ہار ہوتا ہے۔

فَرَفَعَ يَدَهُ فَوَضَعَهَا عَلٰى صَدْرِ هَافِيْ مَوْضِعِ الْقَلَادَةِ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُشَبِّعُ الْجَاعَةِ وَرَافِعُ الْوَضِيْعَةِ اِرْفَعْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ قَالَ عِمْرَانُ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا وَ قَدْ ذَهَبَ الصُّفْرَةُ مِنْ وَّجْهِهَا فَلَقِيْتُهَا بَعْدَ فَسَاَلْتُهَا فَقَالَتْ مَاجُعْتُ بَعْدَ يَا عِمْرَانُ۔ (دلائل النبوۃ۔ ابو نعیم ص ۳۹۷، خصائص کبریٰ ص ۲/۷۱)

رکھ کر انگلیوں کو کشادہ کیا اور فرمایا: اے اللہ! بھوکوں کو سیر کرنے اور پست کو بلند کرنے والے، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند کر۔ عمران کہتے ہیں کہ میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ان کے چہرے سے بھوک کے آثار جاتے رہے اور اس کے کئی روز بعد میں سیدہ کو ملا اور اس بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اس کے بعد مجھے بھوک سے کبھی اذیت نہیں ہوئی۔

حضرات! اس حدیث پاک سے اہلبیت کے گزران کا حال ظاہر ہے کہ حضرت موصوفہ پر کتنے وقت کا فاقہ گزرا ہوگا کہ جسم کا خون تحلیل ہو کر چہرے پر زردی نمایاں ہوئی۔ باوجود اس کے ایک روز بھی زبان پر نہ لائیں کہ ہم تو ایسے فقر و فاقے میں مبتلا ہیں اور آپ خزانے کے خزانے لٹا دیتے ہیں، جن سے دوسرے لوگ نفع اٹھاتے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ ہیں وہ لوگ جن کو نفوس قدسیہ کہتے ہیں۔

خود اپنی سادگی دیکھو کھجوروں پر گزارا ہے
شہنشاہی جہاں کی بٹ رہی ہے خاکساروں میں

Marfat.com

پٹھوری سے دودھ

حضرت قیس بن نعمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف جا رہے تھے تو راستے میں ایک چرواہا ملا، جو بکریاں چرا رہا تھا۔ آپ نے اس سے دودھ طلب فرمایا اس نے کہا: میرے پاس دودھ دینے والی بکری نہیں۔ آپ نے فرمایا: ان میں سے کوئی لے آؤ۔ وہ ایک پٹھوری لے آیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر اپنا دست مبارک پھیرا اور دعا کی تو اس کے تھنوں میں دودھ آ گیا۔ آپ نے دوہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پلایا۔ چرواہے کو پلایا اور خود پیا۔ چرواہا حیران ہو گیا۔

فَقَالَ الرَّاعِی مَنْ اَنْتَ فَوَاللّٰہِ مَارَاَیْتُ مِثْلَکَ قَطُّ قَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ اَنْتَ الَّذِیْ تَزْعَمُ قَرَیْشٌ اَنَّہٗ صَابٌ قَالَ اَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ ذَالِکَ قَالَ فَاشْھَدُ اَنَّکَ نَبِیُّ اللّٰہِ وَ اِنَّ مَا جِئْتَ بِہٖ حَقٌّ وَ اِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ مَافَعَلْتَ اِلَّا نَبِیٌّ۔

(بیہقی۔طبرانی۔ابونعیم۔ابویعلی۔خصائص ص ۱۸۹)

اور کہنے لگا آپ کون ہیں؟ خدا کی قسم! میں نے آپ کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا: میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔ وہ سن کر بولا۔ آپ وہی ہیں، جن کے بارے میں قریش کا یہ گمان ہے کہ وہ نیا دین لے کر آیا ہے۔ فرمایا۔ ہاں! وہ تو ایسا ہی کہتے ہیں وہ بولا (وہ جو کچھ بھی کہیں) مگر میں سچے دل سے گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اور جو کچھ آپ لیکر آئے ہیں، وہ حق ہے اور جو کام آپ نے کیا ہے، وہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

محبوب خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا دنیا میں کوئی آیا نہیں ہے

ام معبد کی بکری

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کا اصل نام عاتکہ بنت خالد خزاعیہ ہے۔ جب حضور

Marfat.com

علیہ السلام مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لا رہے تھے تو راستہ میں اس کے خیمہ سے گزرے۔ وہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا کرتی اور مسافروں کو پانی پلاتی، کھانا کھلاتی تھی۔ آپ نے اس سے کھجوریں خریدنے کا قصد فرمایا۔ مگر اس کے پاس ان دنوں میں قحط سالی کی وجہ سے کوئی چیز نہ تھی۔ اس لیئے مسافروں کی خدمت کے بے پناہ جذبے کے باوجود ام معبد نے معذرت کی اور عرض کی کہ اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو ضرور پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتی۔ بلکہ اب تو خشک سالی کی وجہ سے بکریوں کا دودھ بھی خشک ہوا جا رہا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ام معبد کے خیمے کے ایک گوشے میں ایک بکری کھڑی ہے۔ آپ نے فرمایا:

مَا هٰذَا الشَّاةُ يَا اُمَّ مَعْبَدْ؟ — اے ام معبد! یہ بکری کیسی کھڑی ہے؟

اس نے عرض کی:

شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجُهْدُ عَنِ الْغَنَمِ۔ — یہ بکری چارہ نہ ملنے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہو چکی ہے کہ دوسری بکریوں کے ساتھ جا کر چل پھر نہیں سکتی۔

پھر آپ نے پوچھا کہ

هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟ — کیا اس میں کچھ دودھ ہوگا؟

اس نے عرض کی

هِيَ اَجْهَدُ مِنْ ذَالِکَ۔ — یعنی یہ بکری بھوک کی مشقت کی وجہ سے بہت کمزور ہو چکی ہے۔

اس سے دودھ کی کوئی توقع نہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اس سے دودھ دوھ لوں؟ ام معبد نے عرض کی۔ میرے ماں باپ قربان ہوں۔ اگر آپ کو توقع ہے تو میری طرف سے اجازت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کو اپنے پاس منگوالیا اور

Marfat.com

فَمَسَحَ بِيَدِهٖ ضَرْعَهَا وَ سَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى وَ دَعَا لَهَا فِيْ شَاتِهَا فَتَفَا جَّتْ عَلَيْهِ وَ دَرَّتْ وَ اجْتَبَرَّتْ فَدَعَا بِاَنَاءٍ يَرْبِضُ الرَّهْطَ فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا حَتّٰى عَلَاهُ الْبِهَاءَ ثُمَّ ثَقَاهَا حَتّٰى اَوِيَتْ وَ سَقٰى اَصْحَابَهٗ حَتّٰى رَوَوْا ثُمَّ شَرِبَ آخِرُهُمْ ثُمَّ حَلَبَ فِيْهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتّٰى مَلَا الْاِنَاءُ ثُمَّ غَادَرَهٗ عِنْدَهَا وَبَا يَعَهَا وَارْتَحَلُوْا عَنْهَا۔

(معجزات مصطفیٰ ص ۷۴، قصیدۃ النعمان ص ۷۶، الاصابہ ص ۴/۴۷۴، استیعاب قسم الربع ص ۱۸۷۶، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۰، شواہد النبوت ص ۱۱۶، اسد الغابہ ص ۳۷۷، سیرت ابن ہشام ص ۴۸۷، قسم اول حاشیہ ۳، مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۴)

اپنا دست مبارک اس کے تھنوں پر پھیرا اور اللہ کا نام لیا اور دعا کی تو بکری نے آپ کے لئے دونوں ٹانگیں چوڑی کر دیں اور دودھ اتار لیا اور جگالی کی۔ آپ نے برتن طلب فرمایا، جو جماعت کو سیراب کر دے اور اس میں دودھ دوھ کر بھر دیا۔ یہاں تک کہ اس میں جھاگ آ گئی۔ پھر ام معبد کو پلایا وہ سیر ہوگئی۔ پھر اپنے ساتھیوں (ابوبکر صدیق اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ اور عبداللہ لیثی) کو پلایا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے۔ سب کے بعد آپ نے پیا۔ پھر دوسری مرتبہ دودھ دوھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہی برتن پھر بھر دیا اور اسکو بطور نشان ام معبد کے پاس چھوڑا اور اس کو اسلام میں بیعت کیا۔ پھر سب وہاں سے چل دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ام معبد کا خاوند آیا۔ اس نے دودھ جو دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ گھر میں تو کوئی ایسی بکری نہیں، جو دودھ کا ایک قطرہ بھی دے۔ ام معبد نے جواب دیا۔

تھوڑی دیر ہوئی اک آیا سوہنیاں زلفاں والا
چند گھڑیاں خیمے وچ بیٹھا، کر گیا نور اجالا

کہ ایک مبارک شخص آیا تھا، جس کی باتیں میٹھی، صورت پیاری، زبان فصیح اور حلیہ ایسا ایسا تھا۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ وہ بولا: خدا کی قسم! یہ قریش میں سے ایک صاحب ہیں، جن کا مکہ میں ہم نے چرچا سنا ہے۔

Marfat.com

لَقَدْ هَمِمْتُ اَنْ اَصْحَبَهٗ وَلَا فَعَلَنَّ اِنْ وَجَدْتُ اِلٰی ذٰلِکَ سَبِیْلًا۔

میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ اگر کوئی چارہ نکل آیا تو میں اس پر ایمان لاکر اس کے غلاموں میں شامل ہوجاؤں گا۔

چنانچہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔

(کنزالعمال۔سیرۃ النبویہ۔شمس التواریخ)

ام معبد فرماتی ہیں کہ وہ بکری بہت دیر تک ہمارے پاس رہی، یہاں تک کہ حضور علیہ السلام کا وصال مبارک ہوگیا۔ پھر زمانہ خلافت صدیقی بھی گزر گیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں، جبکہ قحط پڑ گیا اور خشک سالی کی کوئی حد نہ رہی (جسے عام الرمادہ کہتے ہیں) اور چارہ کا ایک تنکا بھی زمین پر نظر نہیں آرہا تھا تو وہ بھوکی پیاسی ہونے کے باوجود بھی صبح وشام دودھ برابر دیتی رہی۔ (ابونعیم۔حجتہ اللہ علی العالمین۔طبقات ابن سعد)

نبی جس بکری نوں ہتھ وچ پکڑ دے
تھنان خشکاں تھیں چوون دودھ ہر دے

ف: مندرجہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معجزہ کے اظہار کی قدرت ہوتی ہے اور وہ اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مختار ہوتا ہے۔ نیز یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ام معبد کے گھر کو دودھ سے بھر کر ان کی بلا ومصیبت اور قحط زدگی کو دور فرمادیا، اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دافع البلاء اور مشکل کشا کیا ہے۔

کیوں رضا مشکل سے ڈریئے
جب نبی مشکل کشا ہو

خشک درخت سرسبز ہوگئے

ام معبد کی خالہ زاد بہن ہند سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خیمے میں آرام فرمایا۔ جب بیدار ہوئے تو پانی مانگا اور ہاتھ دھوئے۔ کلی کر کے پانی خیمہ کے پاس ہی ایک درخت کی جڑ پر پھینک دیا۔ صبح ہوئی تو ہم نے دیکھا کہ وہاں ایک سرسبز تناور درخت اگا ہوا ہے اور پھل سے لدا ہوا ہے جس سے خوشبو آرہی ہے۔ اسکا پھل شہد

Marfat.com

سے زیادہ میٹھا تھا۔ جسے اگر بھوکا کھاتا تو سیر ہو جاتا۔ اگر پیاسا کھاتا تو اس کی تشنگی دور ہو جاتی اور اگر بیمار کھاتا تو شفایاب ہو جاتا۔ جو بھیڑ بکری اس کے پتے کھاتی، پر شیر ہو جاتی۔ ہم نے اس درخت کا نام مبارکہ رکھا تھا۔ لوگ دور دور سے ہمارے پاس بیماروں کو لے کر آتے، جو اس کا پھل کھاتے ہی شفایاب ہو جاتے۔ (شواہد النبوت ص ۱۱۷)

شیر و چربی کی کثرت

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں بحالت یتیمی میں اپنی والدہ اور خالہ کے زیر پرورش تھا اور اپنی چند بکریاں چرایا کرتا تھا۔ میری خالہ مجھے اکثر کہتی کہ اے بیٹے! اس شخص یعنی حضور علیہ السلام کے پاس نہ جانا۔ ورنہ وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ لیکن میں نے چراگاہ میں جا کر بکریوں کو چھوڑ دیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ارشادات عالیہ سنتا رہا۔ پھر بکریوں کے پاس گیا تو ان کو دبلی اور تھنوں کو سوکھے پایا۔

میری خالہ نے مجھ سے کہا کہ آج تیری بکریوں کو کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا۔ مجھے معلوم نہیں۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی کیا۔ تیسرے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گیا اور اپنی بکریوں اور خالہ کا حال عرض کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی بکریاں لے آؤ۔ میں بکریوں کو لے کر حاضر ہوا۔

وَدَعَا فِيْهِنَّ بِالْبَرَكَةِ فَامْتَلَآنِ شَحْمًا وَّ لَبَنًا فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلٰى خَالَتِيْ بِهِنَّ قَالَتْ يُنَيَّ هٰكَذَا فَارْعُ فَاَخْبَرْتُهَا الْخَبَرَ فَاَسْلَمَتْ هِيَ وَ اُمِّيْ۔ (دلائل النبوت ص ۳۸۸، ابو نعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۲۹/۲)

آپ نے تھنوں اور پشتوں پر ہاتھ پھیر کر دعائے برکت فرمائی۔ اسی وقت وہ دودھ اور چربی سے بھر گئیں۔ پھر جب میں ان بکریوں کو لیکر خالہ کے پاس گیا تو وہ دیکھ کر بولی۔ اے بیٹے! ایسے ہی چرایا کریں۔ جب میں نے ان کو سارا واقعہ سنایا تو وہ دونوں بھی یعنی والدہ اور خالہ مشرف بہ اسلام ہو گئیں۔

کیوں نہ بے ساختہ لب پہ آئے درود — اٹھ گیا آنکھ سے پردہ ہست و بود

Marfat.com

آ گیا مظہر ذات رب ودود اصل ہر بود و بہبود و تخم وجود
قاسم کنز نعمت پہ لاکھوں سلام

چھوٹی بکری سے دودھ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں عقبہ بن معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام مع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھے فرمایا: کیا تیرے پاس دودھ ہے؟ میں نے عرض کی۔ ہے ضرور لیکن امانت ہے۔ میں اس میں خیانت نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا: کوئی ایسی بکری لا، جسے نر نہ ملا ہو۔ حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں ایک پٹھوری (چھوٹی بکری) لے آیا۔

فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ضَرْعَهَا وَدَعَى اللّٰهَ وَاَمَّاهُ اَبُوْبَكْرٍ بِصُحْفَةٍ فَحَلَبَ فِيْهَا وَقَالَ، لِاَبِىْ بَكْرٍ اِشْرَبْ ثُمَّ قَالَ لِلضَّرْعِ اَقْلِصْ فَعَادَ كَمَا كَانَ وَكَانَ هٰذَا هُوَ سَبَبُ اِسْلَامِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

(بیہقی۔ شفا شریف۔ اسد الغابہ ص ۲۵۶/۳، اصابہ ص ۳۶۱/۲، طبقات ابن سعد ص ۱۰۶/۳، المسند لامام احمد ص ۲۱۰/۵، البدایہ والنہایہ ص ۱۹۵/۳، ص ۳۲/۳، الاستیعاب قسم اول ص ۹۸۷، القسم الرابع ص ۱۳۰، مسند ابوداؤد طیاسی ص ۴۷/۲، معجزات مصطفیٰ ص ۵۶)

تو حضور علیہ السلام نے اس کے تھنوں پر اپنا دست رحمت پھیرا اور اللہ سے دعا کی۔ حضرت ابوبکر نے ایک بڑا چوڑا پیالہ لا کر حاضر کیا۔ آپ نے اس میں دودھ دوہا۔ وہ بھر گیا اور ابوبکر سے فرمایا۔ لو پیو اور پھر تھنوں کو حکم دیا کہ تم جیسے تھے، ویسے ہی ہو جاؤ چنانچہ وہ جیسے پہلے تھے، ویسے ہی ہو گئے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کے مسلمان ہونے کا یہی سبب ہے۔

اگرچہ یہ دودھ عقبہ کی بکری کا تھا مگر اس کی ملکیت نہ تھا۔ ورنہ حضور علیہ السلام کبھی بھی اس میں تصرف نہ فرماتے کیونکہ اس کی تخلیق بطور عادت نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا۔ چونکہ تخلیق خاص قسم کی ہوئی، اس لیئے احکام بدل گئے اور دودھ حضور علیہ السلام کی ملک ہو گیا۔ کیونکہ اس کا واسطہ دست مبارک ہوا۔

نوٹ: حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی حضور اس کلام سے مجھے بھی تعلیم فرمائیں۔ آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔

Marfat.com

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِنَّکَ غُلَامٌ مُعَلَّمٌ۔ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔ بلاشبہ تم علم والے ہوگئے تمہیں تعلیم دے دی گئی۔

برادران ملت! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے بکری کے تھنوں کو مس کیا۔ تو ان میں شیر معدوم موجود و موَجزن ہو گیا۔ ابن مسعود پر نظر کرم فرمائی تو وہ صاحب علم ہو گئے۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ معجزہ نبی کا مقدور اور نبی کے اختیار میں ہوتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے اذن و ارادہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم کر سکتے ہیں۔ نیز ظاہری نعمتوں کے ساتھ علم و معرفت جیسی باطنی نعمت کے بھی آپ ہی قاسم ہیں۔ گویا ہر نعمت آپ کے وسیلے سے ملتی ہے اور آپ کے دست کرم سے عطا ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

جو کی مقدار میں برکت

امام مسلم و بیہقی و بزاز حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام سے غلہ مانگا تو آپ نے فَاَطْعَمَهٗ شَطْرَ وَسَقِ شَعِيْرٍ فَمَا زَالَ الرَّجُلُ يَا كُلُ مِنْهُ وَامْرَاتُهٗ وَضَيْفًا حَتّٰى كَالَهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَكِلْهُ لَاَكَلْتَ مِنْهُ وَ لَقَامَ بِكُمْ۔

(الخصائص الکبری ص ۵۲/۲)

اس کو نصف وسق عطا فرمایا۔ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ روز اپنے لئے اپنی بیوی اور مہمانوں کے لئے اس میں سے خرچ کرتا تھا اور کمی نہ ہوتی تھی، ایک دن اس نے اسکو تولا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور علیہ اسلام نے فرمایا: اگر تم اسکو نہ تولتے تو ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہتا (یعنی قیامت تک کھاتے رہتے، کبھی کمی نہ ہوتی)

Marfat.com

تین ہزار آدمی سیر شکم ہوا

حضرت بشیر بن سعید کی صاحبزادی نعمان بن بشیر کی بہن فرماتی ہیں کہ مجھے میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے کچھ کھجوریں دیں تا کہ میں اپنے والد اور اپنے ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کو دوں۔ میں کھجوریں لے کر جا رہی تھی کہ حضور علیہ السلام کو ایک جگہ پر بیٹھے دیکھا۔ آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے عرض کی تھوڑی سی کھجوریں ہیں پھر میں نے وہ کھجوریں آپ کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔ آپ نے کپڑے کی جھولی میں ڈال لیں اور کسی کو کہا۔ خندق والوں کو بلاؤ کہ سب آئیں۔ جب سب آ گئے تو سب نے وہ کھجوریں کھائیں اور واپس ہوئے۔ یہ تین ہزار افراد تھے مگر ہنوز کھجورین جھولی میں موجود تھیں۔

(شواہد النبوت ص ۱۴۴، المنازق ص ۲/۲۷۴، البدایہ ص ۴/۹۹، سیرت ابن ہشام قسم ثانی ص ۲۱۷)

آدھ سیر جو میں برکت

ابن سعد و ابن ابی شیبہ، طبرانی و ابونعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ وہ سب حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے ایک برتن میں ''ضیع'' جو ایک قسم کا کھانا جو سے تیار کیا جاتا ہے، رکھا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ

اَظُنُّهٗ قَدْ رَمُدِّ۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ آدھ سیر ہوگا۔

پھر حضور علیہ السلام نے اپنا دست مبارک اس کھانے پر رکھ کر سب سے فرمایا کھاؤ۔

فَاَكَلْنَا مِنْهَامَا شِئْنَا وَكُنَّا مَابَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ۔ ہم سب نے جتنا جی چاہا، کھایا اور ہم ستر، اسی آدمی تھے۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۴۵)

حاتم جہے لکھ سوالی جو آون نہ جاون خالی
ایہو حضرت دی چالی صلی اللہ علیہ و سلم

Marfat.com

چودہ سو اشخاص کی سیری

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ساتھ نکلے۔ صحابہ بھوک سے اس قدر بے تاب ہوئے کہ اونٹنیاں ذبح کرنا چاہیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو زادراہ کا جمع کرنے کا حکم دیا اور ایک چادر بچھائی گئی۔ اس پر تمام زادراہ کو ڈھیر کیا گیا۔ حضرت سلمہ فرماتے ہیں۔

فَحَزَرْتُهُ كَرَيْضَةِ الْعِتْرِ وَ نَحْنُ اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَةٍ فَاَكَلْنَا حَتّٰى شَبَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ حَشَوْنَا جُرْ بَانَنَا۔

(حجۃ اللہ ص ۶۰۶)

اس تمام زادراہ کی مجموعی مقدار نے صرف اس قدر زمین کا احاطہ کیا جس پر ایک بکری بیٹھ جائے اور صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی مگر سب نے شکم سیر ہو کر کھایا حتی کہ کھانا بچ گیا اور سب نے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے۔

جب سب کھا چکے تو حضور علیہ السلام نے پانی طلب فرمایا۔ ایک صحابی ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اسکو ایک پیالہ میں انڈیل دیا۔ چودہ سو اشخاص نے اس ایک پیالے کے پانی سے وضو کیا۔

ابر نیساں مومنوں کو تیغ عریاں کفر پر
جمع ہے شان جمالی و جلالی ہاتھ میں

تھوڑی کھجوروں میں برکت

بنی سعد بن ہذیم میں سے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ کے ہمراہ چھ صحابہ بھی تھے اور ساتویں حضور علیہ السلام تھے۔ میں نے آ کر سلام عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھو۔ میں نے کہا۔ یارسول اللہ! اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بلال! ہمیں کچھ کھلاؤ۔ حضرت بلال نے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا اور ایک برتن سے کھجوریں نکال کر دسترخوان پر ڈال دیں جن میں گھی اور پنیر ملا ہوا تھا۔

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا: لو کھاؤ۔ ہم سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کی کہ میں اکیلا اس قدر کھا لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کافر پیٹ کی ساتوں آنتیں کھانے سے بھر لیتا ہے اور مومن ایک آنت پر کرتا ہے۔

پھر میں دوسرے روز صبح کو اس نیت سے آیا کہ دیکھوں آج وہ تھوڑا کھانا سب کو کیسے پورا ہوتا ہے؟ میرا مقصد اپنے یقین میں مزید اضافہ کرنا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دس اشخاص اور بیٹھے ہیں۔ آپ نے حضرت بلال سے فرمایا: اے بلال! کچھ لاؤ اور ہمیں کھلاؤ۔ حضرت بلال نے تھیلی سے کھجوریں نکالنا شروع کیں۔ ایک ایک مٹھی نکال نکال کر ڈالتے چلے جاتے تھے۔ رحمت دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَخْرِجْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْتَارًا۔ کہ ساری کھجوریں نکال کر ڈال دو اور عرش والے پروردگار سے کمی کا اندیشہ نہ کرو۔ حضرت بلال نے اپنی تھیلی لا کر ساری انڈیل دی اور کھجوروں کو دستر خوان پر پھیلا دیا۔ میں نے اندازہ کیا کہ وہ کھجوریں دو سیر سے زیادہ نہ ہوں گی۔ پھر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ان کھجوروں پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: کُلُوْا بِاسْمِ اللّٰہ۔ کہ اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔

ہم سب نے مل کر کھایا۔ میں پہلے کھجوروں والا تھا (کھجوریں کھانے کا خوب عادی تھا) میں نے اس قدر پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں کہ اس کے بعد گنجائش نہ تھی۔ راوی فرماتے ہیں کہ

وَبَقِیَ عَلَی النَّطْعِ مِثْلَ مَاجَآءَ بِہٖ بِلَالٌ کَاَنَّا لَمْ نَاْکُلْ تَمْرَۃً وَاحِدَۃً

دستر خوان پر اتنی ہی کھجوریں باقی رہیں جتنی حضرت بلال لائے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے ان میں سے ایک کھجور بھی نہیں کھائی۔

حضرت بلال نے وہ کھجوریں واپس تھیلی میں ڈال دیں۔ میں پھر تیسرے روز آیا اور وہ سارے دس کے دس آدمی بھی آئے یا ایک آدھ آدمی زائد ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے پھر حضرت بلال سے فرمایا۔ وہ کھجوریں لاؤ، اور ہمیں کھلاؤ۔ حضرت بلال بعینہ وہی تھیلی اور وہی کھجوریں اٹھا لائے اور انکو دستر خوان پر پھیلا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

Marfat.com

کھجوروں پر اپنا دست رحمت رکھا اور فرمایا۔ کُلُوْا بِاسْمِ اللّٰہِ۔ کہ اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔

راوی فرماتے ہیں کہ ہم سب نے خوب پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں، لیکن کھجوریں اسی قدر پھر بچ رہیں۔

مِثْلُ الَّذِیْ صَبَّ فَفَعَلَ ذٰلِکَ ثَلَاثَۃَ اَیَّامٍ۔ (المغازی للواقدی ص ۱۹۱۸/۳ وص ۱۰۳۸، مسلم ص ۲۲۵، البدایہ والنہایہ ص ۱۱۸/۶، الاصابہ شریف ص ۵۴/۴)

جس قدر حضرت بلال نے ڈالی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہم نے تین دن تک اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (معجزات مصطفیٰ ص ۱۷۸، شواہد النبوۃ ص ۱۷۳)

برادران گرامی! حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارادہ الٰہی بکثرت معجزات دکھائے تاکہ منکرین پر حجت ہو اور مومنین کو علم الیقین کے ساتھ عین الیقین بھی حاصل ہو جائے اور ان کا ایمان بہت ہی زیادہ مضبوط و مستحکم ہو کر کامل سے اکمل ہو جائے اور وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور جس کے ہاتھ مبارک پر اسکی قدرتوں کا ظہور ہو رہا ہے وہ اس کی قدرتوں کا مظہر ہے۔

محمدؐ مظہر کامل ہے حق کی شان و عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا

بلال رضی اللہ عنہ کی سات کھجوریں

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا۔ اے بلال! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ حضرت بلال نے عرض کی۔ حضور! آپ کے رب کی قسم! ہم تو اپنے توشہ دان خالی کیئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھی طرح دیکھو اور اپنے توشہ دان کو جھاڑو، شاید کچھ نکل آئے۔ سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے تو کل سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپ نے ان کو ایک صحیفہ پر رکھا، پھر ان پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا: بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ ہم تینوں "حضور علیہ السلام کے دست مبارک کے نیچے سے ایک ایک اٹھا کر" کھا رہے تھے۔ حضرت بلال کہتے ہیں کہ میں گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے سیر ہو کر

Marfat.com

ان گٹھلیوں کو شمار کیا تو وہ چون تھیں۔ اسی طرح ان دونوں نے بھی مجھ سے کم یا کچھ زیادہ کھائیں۔ جب ہم سیر ہو کر پیچھے ہٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔ آپ نے فرمایا اے بلال! ان کو سنبھال کر رکھو، پھر کام آئیں گی۔ جب دوسرا دن ہوا اور کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا۔

حضور علیہ السلام نے پھر اسی طرح اپنا دست مبارک ان پر رکھا، اور فرمایا۔ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔ آپ ہم دس آدمی تھے۔ سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جب سرکار نے اپنا دست مبارک اٹھایا تو وہ بدستور سات ہی کھجوریں موجود تھیں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَوْ لَا اِنِّیْ اَسْتَحْيِ مِنْ رَّبِّیْ لَاَكَلْنَا مِنْ هٰذِهِ الثَّمَرَاتِ حَتّٰى نَرُدَّ. الْمَدِيْنَةَ عَنْ اٰخِرِنَا وَ اَعْطَاهُنَّ غُلَامًا فَوَلّٰى وَهُوَ يَاْكُلُهُنَّ۔ (ابونعیم۔ حجتہ اللہ۔ ابن عساکر۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۲۷۴۔ البدایہ ص ۶/۱۱۸، المغازی ص ۳/۱۰۳۸۔ الاصابہ ص ۴/۵۴۔ صحیح مسلم ص ۲۲۵)

آپ نے فرمایا: اے بلال! اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم و حیا دامن گیر نہ ہوتا تو یہی سات کھجوریں واپس مدینہ پہنچنے تک ہمارے لئے کافی تھیں۔ پھر آپ نے وہ ایک لڑکے کو عطا فرما دیں اور وہ انہیں کھا کر جاتا رہا۔

تری صورت تیری سیرت زمانے سے نرالی ہے
تری ہر ہر ادا پیارے دلیل بے مثالی ہے

مندرجہ بالا حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر اختیاری تھا۔ کیونکہ آپ کو یہ اختیار حاصل تھا کہ ان سات کھجوروں میں جتنی چاہتے، برکت فرماتے۔ مگر خدا تعالیٰ سے شرم کر کے ان کھجوروں کو خرچ فرما دیا اور اسی فقر اور بے سرو سامانی کو ترجیح دی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ان سات کھجوروں کی کوئی خصوصیت نہ تھی۔ جن کھجوروں پر بھی آپ اپنا دست رحمت رکھ دیتے، ان میں برکت ہو جاتی۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے آپکو اختیارات عطا فرمائے تھے اور جب چاہتے، ان کو کام میں لاتے۔

Marfat.com

درحقیقت اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے درمیان جو راز و نیاز اور خصوصیات ہیں، ان میں ممکن نہیں کہ عقل راہ پا سکے۔

میان طالب و مطلوب رمز یست
کراما کاتبین راہم خبر نیست

کھانے میں برکت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا تو ام سلیم نے کچھ کھانا بطور ولیمہ پکایا اور میرے ہاتھ حضور علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ میں درنبوت پہ حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے انس! اسے رکھ دے اور فلاں فلاں کو بلاؤ حسب الحکم میں بلاتا گیا۔ یہاں تک کہ تین سو آدمی جمع ہو گئے۔

فَرَأَیْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَیَضَعُ یَدَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْھَیْئَۃَ وَتَکَلَّمَ بِمَا شَاءَ اللّٰہِ۔

تو میں نے حضور علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے اس کھانے پر اپنا دست مبارک رکھا اور کچھ پڑھا۔ (بخاری و مسلم)

بس پھر کیا تھا، وہ کھانا اس قدر بابرکت ہوا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اے انس! یہ جو باقی ہے، اسے لے جا۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ جس قدر میں کھانا لایا تھا، اس سے کچھ کم ہوا یا نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۳/۴۱۱، سنن النسائی ص ۶/۱۲۶، البدایہ ص ۴/۱۴۷، البیہقی ص ۷/۸۷)

گھی میں برکت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حضرت مالک رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت مالک کی والدہ کو ایک مٹکے سے اپنے دست مبارک سے گھی نکال کر دیا۔ اس کے بعد وہی مٹکا حضرت مالک کی والدہ کو عطا کیا اور فرمایا کہ جب کبھی ضرورت پڑے، بقدر ضرورت اس مٹکے میں ہاتھ ڈال کر گھی نکال لینا۔

حضرت مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم برابر پچتالیس (۴۵) برس اس مٹکے سے

Marfat.com

گھی نکال کر گھر میں استعمال کرتے رہے۔ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے وہ گھی کبھی ختم نہ ہوا، تا آنکہ ایک دھچکا لگنے سے وہ مٹکا ٹوٹ نہ گیا۔

(احیاء القلوب ص ۹۰، قصص الانبیاء ص ۴۶۳)

واہ کیا جود و کرم اے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر تین مصیبتیں سخت پڑی ہیں۔

۱۔ حضور سید المرسلین، خاتم النبین، رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات۔

۲۔ امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت۔

۳۔ میرے توشہ دان کا گم ہو جانا۔

لوگوں نے پوچھا۔ کیسا توشہ دان؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم ایک غزوہ میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ تھے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابو ہریرہ تمہارے پاس کچھ ہے۔ میں نے عرض کی کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: وہ لے آؤ۔ میں لے آیا۔ آپ نے ان کو ایک دسترخوان پر پھیلایا۔

فَاِذَا هُوَ اِحْدٰی وَعِشْرُوْنَ تَمْرًا۔ تو وہ اکیس کھجوریں تھیں۔

آپ ایک ایک کھجور کو خدا کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے تھے۔ پھر آپ نے ان سب کھجوروں کو ملا دیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ دس دس آدمی آئیں اور کھائیں۔ حسب الحکم دس دس آدمی آتے اور سیری سے کھا کر اٹھ جاتے۔ یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھائیں اور جو باقی رہ گئیں، ان کے متعلق رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَاخُذَ مِنْهُ شَيْئًا فَادْخُلْ يَدَكَ فِيْهِ وَلَا تَكْفَهُ فَاَكَلْتُ مِنْهُ حَيَاةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ اِنْتَهَبَ مَا

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! ان کو اپنی توشہ دان میں رکھ لو۔ اور جب چاہو، ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو۔ لیکن توشہ دان نہ انڈیلنا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور ابو بکر صدیق

Marfat.com

فِیْ بَیْتِیْ فَانْتَهَبَ الْمُزَوَّدُ۔ اَلَا اُخْبِرُکُمْ کَمْ اَکَلْتُ مِنْهُ اَکْثَرُ مِنْ مَّاتِیْ وِسْقٍ وَاَخَذْتُ مِنْهُ خَمْسِیْنَ وِسْقًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

(بیہقی۔ ابونعیم۔ خصائص کبریٰ ص ۵۲/۲)

رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک (تقریباً ۲۵ برس) ان ہی کھجوروں سے کھاتا کھلاتا رہا اور تخمیناً پچاس وسق تو فی سبیل اللہ دیں اور دوسو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔ (مگر وہ کھجوریں ختم نہ ہوئیں) یہاں تک کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ہنگامے میں میرا وہ توشہ دان (تھیلا) کہیں گم ہو گیا۔

یہ فیض دیئے وہ جود کئے کہ نام لئے زمانہ جئے
جہاں نے لئے تمہارے دیئے یہ اکرمیاں تمہارے لئے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام عمر اس کا رنج و غم رہا اور نہایت دردناک لہجے میں یہ شعر پڑھتے تھے کہ

لِلنَّاسِ هَمٌّ وَ لِیْ هَمَّانِ فَقْدُ جُرَّابٍ وَقَتْلَ الشَّیْخِ عُثْمَانِ

یعنی سب کو آج ایک ہی غم ہے مگر مجھے دو غم ہیں۔ ایک توشہ دان کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا۔ (خصائص کبریٰ ص ۵۹/۲)

برادران ملت! حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے توشہ دان سے پچاس وسق کھجوریں خیرات کیں اور دوسو وسق ذاتی کھانے کھلانے میں صرف ہوئیں۔ اب آپ موجودہ حساب سے کل وزن کا اندازہ کیجئے۔

ایک وسق = ساٹھ صاع (مفتاح اللغات ص ۸۷۴)

ایک صاع = ۱/۲-۳ سیر (کتاب مذکور ص ۴۲۸)

پچاس وسق = ۵۰x۶۰=۳۰۰۰ صاع

کل = ۳۰۰۰ صاع کا وزن

۳۰۰۰x۱/۲-۳ سیر=۱۰۵۰۰ سیر

۱۰۵۰۰ سیر=۲۰ سیر.....۲۶۲ من

Marfat.com

۲۰ سیر.....۲۶۲ من=۲۰ سیر.....۱۰ من.....۹ ٹن (تقریباً)

ذاتی کھانے کھلانے کا خرچہ

۲۰۰ وسق=۰ سیر.....۱۴ من.....۳۷ ٹن

۰ سیر.....۱۴ من.....۲۷ ٹن

+۲۰ سیر.....۱۰ من.....۹ ٹن

کل وزن=۲۰ سیر.....۲۴ من.....۴۶ ٹن

سبحان اللہ! اکیس کھجوروں سے لشکر اسلام کا سیر ہونا اور تقریباً ۲۰ سیر.....۲۴ من .....۴۶ ٹن کھجوروں کا خرچ ہونا۔ حضور علیہ السلام کا عظیم معجزہ ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ کی قدرت سے متعلق ہے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے، برکت دیکر زیادہ کر دیتا ہے اور جس کو نہ چاہے، اس میں برکت نہیں دیتا۔ بلکہ زیادہ کو کم کر دیتا ہے۔

برگد کے درخت کو ہی لیجئے کہ کتنا بڑا ہوتا ہے اور جس تخم سے اس کی نشو ونما ہوتی ہے، وہ کس قدر چھوٹا ہوتا ہے۔ وہ تخم جو خشخاش کے دانے سے قدرے بڑا ہوتا ہے، اس سے اتنا بڑا تناور درخت پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس کا وزن کیا جائے تو ہزاروں من ہو جائے اور جسامت دیکھی جائے تو ہزاروں آدمی اسکے سائے میں آ سکتے ہیں۔ یہ نشو ونما کیسی قدرت نمائی ہے۔ دراصل یہاں بھی وہی برکت ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ درخت کی مدد مٹی سے ہوتی ہے، جس سے وہ بڑھتا ہے تو جواب یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جب خدا تعالیٰ برکت دیتا ہے تو اندرونی مدد ضرور ہوتی ہے لیکن درخت کے بارے میں یہ کہنا بلا دلیل ہے کہ مٹی اس کی جسامت میں شریک ہو کر اسکو بڑھاتی ہے۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسکی جڑیں زمین میں گڑی رہتی ہیں اور زمین اپنی حالت پر رہتی ہے۔ اگر زمین کے اجزاء درخت کی جسامت میں صرف ہوتے تو جتنا درخت بڑا ہوتا، اتنا ہی غار اس کی جڑوں کے قریب ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ بہر حال! یہ ہرگز ثابت نہ ہو سکے گا کہ درخت کے جتنے اجزاء ہیں، وہ صرف مٹی ہیں۔ اسمیں شک نہیں کہ سلالہ زمین اس میں داخل ہوتا ہے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ کل سلالہ ہے اس میں برکت الٰہی کو دخل نہیں۔

Marfat.com

بکری کی کلیجی

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سو تیس آدمی نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ہمراہ تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کسی کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا تھا، وہ گوندھا گیا۔ پھر ایک چرواہے سے آپ نے ایک بکری خریدی۔ وہ ذبح کی گئی۔ فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔

وَاَیْمُ اللّٰہِ مَا مِنْ ثَلَاثِیْنَ وَالْمِأَتِہِ اِلَّا قَدْ حَزَّلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مِنْ سَوَادِ الْبَطْنِ اِنْ کَانَ شَاھِدًا اَعْطَاھَا وَاِنْ کَانَ غَائِبًا خَبَاَلَہٗ فَجَعَلَ قَصْعَتَیْنِ فَاَکَلُوا اَجْمَعُوْنَ وَ شَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاہُ عَلَی الْبَعِیْرِ۔

(سنن البیہقی ص ۲۳۵/۹، طبع مصر۔ خصائص کبریٰ ۴۸/۲، بخاری ۲۰۳/۳، البدایہ والنہایہ ص ۱۱۳/۶، جامع الصفات ص ۱۶۱، معجزات مصطفیٰ ۱۳۳/۶)

خدا کی قسم! ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے حضور علیہ السلام نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں۔ اگر وہ موجود تھا تو اسکو دے دیں۔ اور اگر موجود نہ تھا تو اس کے لئے رکھ چھوڑیں۔ پھر آپ نے اس سے دو پیالے بھرے تو سب لوگوں نے کھایا اور ہم سب کے سب خوب سیر ہو گئے۔ پھر بھی وہ دونوں پیالے اسی طرح بچے رہے، تو ہم نے بقیہ کو اونٹ پر رکھ لیا۔

حیرت انگیز اضافہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ کر وفات پائی۔ قرضداروں نے تقاضا کیا تو میں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ سرکار! میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر انتقال کیا ہے اور حضور! کھجوروں کی جو پیداوار میرے باغ میں ہے، اس سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ میرے ساتھ باغ میں تشریف لے چلیئے تا کہ آپ کے ادب سے قرضدار مجھ پر سختی نہ کریں۔ رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہمراہ نخلستان تشریف لے گئے۔

Marfat.com

فَمَشٰی حَوْلَ الْبَیْدَرِ مِنْ یَبَادِرِ التَّمْرِ فَدَعَاءَ ثُمَّ جَلَسَ عَلَیْہِ۔

(بخاری ص ۱/۵۰۶)

اور کھجوروں کے ڈھیر کے گرد چکر لگا کر دعائے برکت فرمائی۔ پھر آپ اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا اور جتنی کھجوریں قرضداروں کو دی گئیں تھیں، اتنی ہی بچ رہیں۔

بہت دائن تھے جابر اور ایک انبار خرما کا
ادائے قرض کر کے پھر بچایا میرے آقا نے

برادران ملت! بطور نمونہ چند احادیث نقل کر دی گئی ہیں، اگر اس مضمون کی احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے تاہم ان سے یہ ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ تھوڑی مچھلی اور روٹی سے کئی اشخاص کو شکم سیر کر دیا تھا (تفسیر نعیمی ص ۱۹۴/۷، تفسیر قادری ۲۵۱/۳) تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار ذرا سے کھانے سے ہزاروں اشخاص کے پیٹ بھر دیئے اور پھر لطف یہ کہ کھانا اسی طرح باقی رہا۔ اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی۔ سبحان اللہ۔

اے شاہ شاہان جہاں محبوب رب انس و جاں
تیرے فضائل کا بیاں کیونکر کرے کوئی بھلا
ہے خاک پا میں تیرے ہاں اعجاز عیسیٰ بیگماں
معجزے ہیں تیرے عیاں اے سرگروہ انبیاء

حضرت سیّد مرغوب احمد اختر الحامدی فرماتے ہیں کہ

دین و دنیا دیئے، مال اور زر دیا — حور و غلماں دیئے، خلد و کوثر دیا
دامن مقصد زندگی بھر دیا — ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

انگشتان مبارک

امام الانبیاء سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتان مبارک اعتدال کے ساتھ دراز اور

Marfat.com

نہایت خوبصورت تھیں۔ انہیں انگشتان مبارک سے کئی مرتبہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں پیاسوں کی تشنہ لبی دور ہوئی اور انہی کے اشارے سے پتھر پانی پہ تیرے اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹا اور چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

انگلیاں سدھیاں وتھ نہ کائی　　بہتیاں نرم عجیب صفائی
چاندی نالوں چمک سوائی　　صلی اللہ علیہ و سلم
کیتا نال انگشت اشارہ　　چن آسمان ہویا دو پارہ
معجزہ ڈٹھا دنیا بھارا　　صلی اللہ علیہ و سلم
(جام کوثر)

شق القمر

کفار مکہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ جادو کا اثر اجرام فلکی پر نہیں ہوتا۔ چونکہ وہ اپنے زعم باطل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ جادوگر سمجھتے تھے۔ اس لئے ایک روز جمع ہو کر آپ کی خدمت میں آئے اور نشان نبوت طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: کیا چاہتے ہو؟

فَقَالَ اَبُوْجَهْلٍ يَا مُحَمَّدُ اِنْشَقَّ الْقَمَرَ فَاَشَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِسَبَابَتِهٖ اِلَى الْقَمَرِ فَانْشَقَّ الْقَمَرَ فَلَمَّا رَاٰى اَبُوْجَهْلٍ قَالَ اِنَّ مُحَمَّدٌ سَاحِرٌ عَظِيْمٌ۔

تو ابوجہل نے کہا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! چاند کو دو ٹکڑے کر دو۔ حضور علیہ السلام نے اپنی مبارک انگلی سے چاند کی طرف اشارہ فرمایا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ابوجہل دیکھ کر کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بڑا جادوگر ہے۔ (معاذ اللہ)

(انوار محمدیہ من مواہب اللدنیہ ص ۳۴۳، احیاء القلوب ص ۱۰۴، البدایہ والنہایہ ص ۶/۷۷، وص ۳/۱۱۸، قصص الانبیاء ص ۴۷۳)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

مسافروں کی گواہی

بیہقی و ابونعیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ مکہ معظمہ میں چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تو مشرکین مکہ نے کہا۔ یہ جادو ہے جو تم پر کیا گیا

Marfat.com

ہے۔ پھر انہوں نے اطراف وجوانب کے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ قمر کو شق ہوتے تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ (خصائص ص ۱/۲۸۲، شواہد النبوت ص ۱۰۷)

ایک شبہ کا ازالہ

بعض فتنہ پرور لوگ جہاں اور بہت سی چیزوں کے منکر ہیں، وہاں اس عظیم الشان، نادر المثال معجزے کے بھی منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتا تو ساری دنیا کو اس کا علم ہونا چاہئے تھا اور تواریخ کی کتابوں میں اس کا بیان ہونا ضروری تھا۔ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ کسی واقعے کا تاریخ میں نہ ہونا اسکی تکذیب کا باعث نہیں ہوسکتا۔ بہت سے ایسے واقعات ظہور میں آئے جن کا تاریخ میں نام ونشان تک نہیں ملتا۔ اور پھر اس واقعہ سے تو کتب احادیث و تفاسیر بھری پڑی ہیں مگر ان کو ان سے کیا تعلق؟

یاد رکھیئے۔ جس وقت یہ واقعہ ظہور میں آیا تھا، وہ وقت رات کا تھا تو اس وقت بعض مقامات پر دن اور بعض مقامات پر آدھی رات ہوگی اور پھر جہاں لوگ بیدار ہوں گے، وہاں بھی ضروری نہیں کہ سب کی نگاہیں آسمان کی طرف لگی ہوئی ہوں۔ کیونکہ اس کا کوئی اعلان وغیرہ تو ہوا ہی نہیں تھا کہ لوگ خصوصاً اسوقت خیال رکھتے۔ اس ترقی یافتہ دور میں جب کہ رسد وغیرہ کے بڑے بڑے وسیع اور بے شمار انتظامات اور ذرائع ہیں۔ جب کبھی چاند گہن ہوتا ہے تو لاکھوں انسانوں کو خبر نہیں ہوتی۔ اسوقت تو رسد وغیرہ کے اتنے ذرائع بھی نہ تھے اور پھر یہ تھوڑی دیر کا معاملہ تھا مگر باوجود اس کے اہل مکہ نے سفر سے آنے والے لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے اسکی تصدیق کی، لیکن وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی کہتے رہے۔

اہل ایمان کا اس پر ایمان ہے اور جس کے قلب میں ایمان راسخ ہوگا، وہ کبھی بھی اس کے ماننے میں تامل نہیں کریگا۔

صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت سے صحیح احادیث مبارکہ میں اس معجزہ عظیمہ کا بیان ہے (دیکھو بخاری و مسلم باب علامات نبوت) بعض محدثین ومفسرین نے اس کے تواتر کا دعویٰ کیا ہے اور ساری امت میں سلف سے خلف تک یہ اس قدر مشہور ہے کہ اسکا

Marfat.com

انکار کرنا بے دینی اور عقل وانصاف سے دشمنی ہے۔

پنجۂ او پنجۂ حق می شود
ماہ از انگشت او شق می شود

عظیم معجزہ

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ (جنہوں نے حالت بیداری میں بالمشافہ پچھتر مرتبہ حضور علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص ۱/۴۴، مطبوعہ مصر) فرماتے ہیں کہ علمائے کرام نے شق القمر کو معجزہ عظیم قرار دیا اور اسکو برہان نبوت کی اعلیٰ ترین نشانی قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تمام معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱/۲۸۲)

رفعت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو انفلاق بحر کا معجزہ ملا۔ عالم سفلی میں دریا سڑک بن گیا۔ (تفسیر نعیمی ص ۱/۱۵۹) اور امام الانبیاء سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عالم علوی میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تصرف زمین پر رہا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف آسمان پر ظاہر ہوا، جو اس سے بداہتہ افضل واقوی ہے۔
(انوار محمدیہ ص ۳۷۷۔ جامع الصفات ص ۱۱۷)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

انفلاق بحر برہان عظیم الشان تھا
انشقاق بدر کا لیکن نتیجہ اور ہے

چاند کا دو ٹکڑے ہونا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ

اَنَّ الْقَمَرَ اِنْشَقَّ فِیْ زَمَانِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

(صحیح بخاری ص ۴/۲۵۱ و ص ۵/۶۲، مسلم جز ۱۴/۱۴۵ مصری، ابن کثیر ص ۲/۴۱۲ و ص ۴/۲۶۱، معجزات مصطفیٰ ص ۵۳، مسند امام

Marfat.com

محمد ص ۲۰۴/۵، البدایہ ص ۱۱۸/۳ وص ۷/۶، شواہد النبوت ص ۱۰۷)

جہدا ویکھ اشارہ انگلی دا چن ٹوٹے ہو ہو جڑ دا اے
اوہدا حکم ہووے تے پتھراں نوں بولن دا شعور آ جاندا اے

حضرت مولانا غلام رسول صاحب فرماتے ہیں۔

ذرا جاں حکم دی انگل بھنوائے
دو ٹکڑے چن ہووے اندر ہوائے

جناب اختر الحامدی صاحب کہتے ہیں کہ

جس کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور — منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
وہ ہیں محبوب رب، مالک بحر و بر — صاحب رجعت شمس و شق القمر
نائب دست قدرت پہ لاکھوں سلام

جس کا فرمان فرمان جاں آفریں — پاک قانون جس کا کتاب مبین
وہ، جو مظہر احکم الحاکمین — عرش تا فرش ہے جس کے زیر نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ وَاِنْ یَّرَوْا اٰیَةً یُّعْرِضُوْا وَ یَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ۔ (قمر:۲،۱)

قریب آ گئی قیامت اور شق ہو گیا چاند اور اگر یہ لوگ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے چلا آتا۔

اس آیت سے مراد وقوع شق القمر ہے۔ جب کفار نے آپ کی تکذیب کی اور آپ سے ایسی دلیل مانگی، جو آپ کے دعویٰ کی تصدیق کرے تو اس پر خدا تعالیٰ نے آپکو یہ عظیم علامت عطا کی، جس کی ایجاد پر کسی انسان کا بس نہیں چلتا اور جو خدا کی وحدانیت اور آپ کی صداقت کا ثبوت ہے۔

(بیان۔ تبیاں۔ قادری ص ۴۸۵/۲)

علامہ خطابی

علامہ خطابی لکھتے ہیں کہ شق القمر ایک ایسا معجزہ ہے کہ باقی انبیاء کے معجزوں میں سے کوئی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا ظہور آسمانی دنیا میں ہوا ہے، جو اس دنیا سے مختلف ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب شق قمر ہوا، تو مشرکین مکہ جن

Marfat.com

میں ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عاص بن وائل، اسود بن مطلب، نضر بن حارث اور اسی قماش کے دوسرے لوگ کہنے لگے کہ یہ ابن ابی کبشہ کا جادو ہے۔ اسلئے باہر سے آنے والے مسافروں کا انتظار کرو، کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں کی نظر بند نہیں کر سکتے۔ چنانچہ لوگ جب سفر سے لوٹے تو انہوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی۔

(انوار محمدیہ ص ۳۴۴)

حبیب یمنی

علامہ احمد خرپوتی نے شرح قصیدہ بردہ میں نقل فرمایا کہ ابوجہل نے اپنے یمنی دوست حبیب بن مالک والئی یمن کو لکھا کہ تیرا دین مٹایا جا رہا ہے۔ لوگوں کو اسلام سے روکنے کے لئے جلد آ۔ حبیب یہ پیغام پا کر فوراً مکہ معظمہ آیا۔ ابوجہل نے حضور علیہ السلام سے متعلق بہت سی غلط باتیں بتائیں۔ (ابوجہل کا مقصد یہ تھا کہ حبیب کا اہل مکہ پر اچھا اثر ہے، یہ لوگوں کو سمجھا دے کہ یہ دین قبول نہ کریں) حبیب نے کہا۔ میں فریقین کی گفتگو سن کر فیصلہ کروں گا اور میں چاہتا ہوں کہ ان کا کلام بھی سنوں۔

چنانچہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں قاصد بھیجا گیا کہ میں فلاں جگہ سرداران قریش کے ساتھ بیٹھا ہوں۔ آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مجلس میں تشریف لے گئے۔ یہ رات کا وقت تھا اور چودھویں شب تھی۔

جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو تمام مجلس میں ہیبت چھا گئی اور کسی کو کلام کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ آخر حضور علیہ السلام نے خود ہی دریافت فرمایا کہ تم کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ حبیب نے عرض کی کہ آپ نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے اور نبوت کے لئے معجزہ ضروری ہے۔ فرمایا: تو جو چاہے گا، معجزہ دکھایا جائے گا۔ حبیب نے عرض کی کہ میں تو آسمان کا معجزہ چاہتا ہوں اور پھر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے دل کی تمنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: چل! حبیب بن مالک مع تمام سرداران قریش حضور علیہ السلام کے ساتھ کوہ صفا پر گئے۔ آپ نے پورے چاند کی طرف انگلی کا اشارہ کیا تو چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

Marfat.com

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے طاقت رسول اللہ کی

پھر فرمایا: اے حبیب! دوسری بات بھی سن! تیری ایک لڑکی ہے ہمیشہ بیمار رہتی ہے۔ ہاتھ پاؤں سے معذور ہے۔ تو چاہتا ہے کہ اسکو شفا ہو جائے۔ جا اسے بھی شفا ہوئی۔ یہ سنتے ہی حبیب پکار اٹھا۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جب گھر پہنچا تو رات کا وقت تھا۔ دروازہ پر آواز دی۔ وہ معذور لڑکی جو زمین سے اٹھ نہ سکتی تھی۔ اٹھ کر آئی اور دروازہ کھولا۔ باپ کو دیکھ کر پڑھنے لگی: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حبیب نے پوچھا کہ بیٹی! تو نے یہ کلمہ کہاں سے سنا؟ وہ کہنے لگی:

اک ماہ مدن، گورا سا بدن، نیچی نظریں، کل کی خبریں
دکھلا کے پھبن، وہ سنا کے سخن، مورا پھونک گئے سب تن من دھن
وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا
نہ وہ دل رہا نہ وہ دلربا، رہی زندگی سو وبال میں

کہا۔ میں نے خواب میں ایک چاندسی صورت والے کو دیکھا۔ جو فرماتے ہیں کہ بیٹی! تیرے باپ تو مکہ میں آ کر مسلمان ہوئے اور تو یہاں کلمہ پڑھ لے تو تجھ کو ابھی شفا ہو جاوے۔ میں جو صبح کو اٹھی تو کلمہ زبان پر جاری تھا اور ہاتھ پاؤں سلامت تھے۔

(شرح قصیدہ بردہ از علامہ خرپوتی، نور العرفان حاشیہ کنز الایمان ص ۸۴۳، شان حبیب الرحمٰن ص ۱۹۰)

راجہ بھوج

محققین علمائے کرام نے لکھا ہے کہ کلام اللہ میں جس قدر کلام برابر سورۃ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الخ کے ہے، معجزہ ہے اور سورۃ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ کے دس کلمے ہیں اور سارے کلام اللہ میں کچھ اوپر ستر ہزار کلمے ہیں۔ پس کلام اللہ میں سات ہزار سات سو معجزے ہیں۔

Marfat.com

اور آپ ہی کا ایک معجزہ ہے شق القمر۔ کہ فلسفی، حکماء اور علم الاشیاء کے جاننے والوں کی عقل حیران ہے۔ یہ معجزہ علمائے حدیث و سیر اور تواریخ نے اپنی اپنی کتابوں میں باسناد روایت کیا ہے۔ منکرین کے شبہات کے جواب مولانا رفیع الدین صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں، جو اسی معجزہ کے بارے میں ہے، بوضاحت تمام دیئے ہیں اور مدارج معارج وشواہد وغیرہ میں بھی درج ہیں۔

اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ میلیبا کا راجہ، جسے راجہ بھوج کہتے ہیں اس کے عہد میں یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا تھا، وہ سن کر مسلمان ہوا۔ اسکی قبر اب تک بیرون دروازہ شہر زیارت گاہ خلائق ہے۔ (رحمتہ الرحمٰن اردو شرح قصیدۃ النعمان ص ۵۷، ذکر جمیل فی حلیہ الحبیب الخلیل ص ۲۲۵)

چاند کا اشارے سے ہلنا اور گفتگو کرنا

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اسوقت جبکہ آپ مہد (جھولے) میں تھے، ایک بات دیکھی تھی جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔

رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِيف الْقَمَرَ وَتُشِيْرُ اِلَيْهِ بِاَصْبَعِكَ فَحَيْثُ اَشَرْتَ اِلَيْهَ مَالَ قَالَ اِنِّيْ اَكُنْتُ اُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِيْنِيْ عَنِ الْبُكَاءِ۔ (انوار محمدیہ ص ۴۶، خصائص کبریٰ ص ۱/۵۳، شواہد النبوت ص ۶۸، نزہتہ المجالس ص ۹۱)

کہ میں نے آپکو دیکھا کہ آپ گہوارے میں لیٹے ہوئے چاند سے باتیں کر رہے تھے اور جس طرف آپ انگلی سے اشارہ کرتے تھے، چاند اسی طرف ہو جاتا تھا۔ فرمایا: میں اس سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ اور مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔

کھیلتے تھے چاند سے بچپن میں آقا اس لیئے
یہ سراپا نور تھے وہ تھا کھلونا نور کا
چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

Marfat.com

چاند کا کلام کرنا

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چاند سے کلام کرنے کا تذکرہ انجیل میں بھی موجود ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام علامات مصطفوی بیان کرتے ہوئے اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں کہ

Verily I say to you the moon shall minister sleep to him in his boy-hood and when he shall be grown up, He shall take her in his hands. The world beware of casting him out.

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کے بچپن میں چاند اس کو لوریاں دیکر سلایا کرے گا اور جب وہ بڑا ہوگا تو چاند کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے گا۔ دنیا اس کو ٹھکرا دینے پر خبردار رہے۔"

(انجیل برنباس ص ۸۵ باب ۷۲)

ناظرین گرامی! مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصرف اور آپ کا اختیار و قدرت آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے، سب پر چلتا ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

پتھر پانی پہ تیرنے لگا

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے زبردست طوفان عبور کیا۔ لیکن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز دیکھیئے کہ آپ نے پتھر کو پانی پر ٹھہرا دیا۔ امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ پانی کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آ نکلا، اور کہنے لگا کہ اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلایئے جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا آ جائے اور ڈوبے نہیں۔

فَاَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَانْقَلَعَ الْحَجَرُ عَنْ مَکَانِہٖ وَ سَبَّحَ حَتّٰی صَارَ بَیْنَ یَدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

پس حضور علیہ السلام نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا۔ تو وہ اپنے مقام سے اکھڑا اور پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ کے آگے آ گیا اور

Marfat.com

عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَشَهِدَ لَهٗ بِالرِّسَالَةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَكْفِيْكَ هٰذَا؟ فَقَالَ حَتّٰى يَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِهٖ۔ (تفسیر کبیر۔ انوار محمدیہ۔ حجۃ اللہ ص ۱۵۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۹۱/۵۔ قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۸۹)

بزبان فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عکرمہ سے فرمایا۔ کیا یہ تیرے لئے کافی ہے؟ بولا ہاں! بشرطیکہ یہ اسی طرح وہیں چلا جائے، جہاں سے آیا ہے تو وہ پتھر وہیں چلا گیا۔

اشارہ انگلی دا پتھر نوں کر دے
پتھر پانی دے اتے آوَندے تر دے

علامہ سیوطی فرماتے ہیں کہ کشتی کا سمندر میں ٹھہر جانا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ پتھر کا حضور علیہ السلام کے حکم سے سمندر کو عبور کرنا اور رسالت کی گواہی دینا عجیب وغریب ہے۔ ہاں ہاں! وہ نوح تھے جن کے لئے سمندر میں کشتی ٹھہری۔ یہ محبوب ہیں جو ایک اشارے سے پتھر کو پانی پہ روک دیتے ہیں اور تیرا دیتے ہیں۔

خدا نے اس قدر اونچا کیا پایہ محمدؐ کا
نہ پہچانا کسی نے آج تک رتبہ محمدؐ کا

حجر وشجر کی فرمانبرداری

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور علیہ السلام کے ہمراہ حج سے واپس آرہے تھے۔ جب بطن روحاء میں پہنچے تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہیں کہیں کھجور کے درخت اور پتھر نظر آتے ہیں؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں! وہ چند درخت کھڑے ہیں اور وہ پتھروں کے ڈھیر نظر آرہے ہیں۔ فرمایا۔ جاؤ ان درختوں اور پتھروں سے کہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ قریب قریب ہو جاؤ تا کہ حاجت بشری سے فراغت حاصل کرلیں۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہاں جا کر حضور علیہ السلام کا حکم سنایا۔ تو

Marfat.com

فَوَالَّذِیْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ لَقَدْ جَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَی النَّخْلَاتِ یَخْدُوْنَ الْاَرْضَ خَدًا حَتّٰی اجْتَمَعْنَ وَانْظُرُ اِلَی الْحِجَارَةِ یَتَنَا قَزْنَ حَتّٰی صِرْنَ رَضْمًا خَلْفَ النَّخْلَاتِ فَلَمَّا قَضٰی حَاجَتَهٗ وَانْصَرَفَ قَالَ عُدْ اِلَی النَّخْلَاتِ وَالْحِجَارَةِ فَقُلْ لَهُنَّ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ یَاْ مُرُکُنَّ اَنْ تَرْجِعْنَ اِلٰی مَوَاضِعِکُنَّ۔ (شفا شریف ص ۱/۱۹۷۔ خصائص کبریٰ ص ۲/۳۶۔ دلائل النبوت ابونعیم ص ۳۳۶)

خدا کی قسم! جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا۔ وہ درخت زمین پھاڑتے ہوئے اور وہ پتھر کودتے ہوئے ایک دوسرے کے قریب ہو کر تہ بہ تہ ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ ان درختوں اور پتھروں کی دیوار بن گئی۔ حضور علیہ السلام ان کے پیچھے تشریف لے گئے۔ جب حاجت سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ ان درختوں اور پتھروں سے کہہ دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم فرماتے ہیں کہ اپنے اپنے مقامات پر واپس ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ واپس ہو گئے۔

حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے درخت اور پتھر ایک دوسرے کے قریب قریب ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ انہوں نے آپکے حکم کو سنا اور اسکو اپنے دل میں جگہ دی اور عاقلانہ قوت سے خیال کیا کہ اس حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ اس کے بعد جس طرح ان سے ہو سکا چلے اور حکم رسالت کی تعمیل کی۔ حالانکہ دیکھنے کو نہ ان کے کان تھے، نہ دل، نہ عقل، نہ پاؤں۔ مگر جو کام ان اعضاء سے متعلق تھے، وہ سب وقوع میں آئے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سننے کا مدار کانوں اور اس کے اندر بچے ہوئے پٹھوں پر ہی نہیں ہے۔ اسی پر دوسرے اعضاء کو قیاس کیا جا سکتا ہے۔

عادت کی وجہ سے خیال کیا جاتا ہے کہ جمادات و نباتات کو نہ سماعت اور نہ بصارت وغیرہ ہے مگر واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمادات و نباتات میں بھی ان قوتوں کو ودیعت فرمایا ہے۔ وہ بھی سنتے دیکھتے اور سمجھتے ہیں مگر کسی اور طریقے سے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ سب کے دیکھنے، سننے، سمجھنے اور کھانے پینے، چلنے پھرنے کا ایک ہی طریقہ مقرر ہو، دیکھئے آدمی اور جانور منہ سے پیٹ میں غذا پہنچاتے ہیں اور نباتات جڑوں کے ذریعے سے، جو زمین کے اندر گڑی رہتی ہیں اور پھر ان کی غذائیں بھی مختلف اور غذا حاصل

Marfat.com

کرنے کا طریقہ بھی مختلف۔ اسی طرح چلنے کے طریقے بھی مختلف ہیں۔ آدمی دو پاؤں پر چلتا ہے، بعض جانور چار پاؤں پر اور بعض ہزار پاؤں پر اور سانپ کا ایک پاؤں بھی نہیں مگر دوڑنے میں اسقدر تیز کی آدمی تو کیا، گھوڑا بھی سانپ کی تیز رفتاری کو نہیں پہنچ سکتا۔ اگر آدمی سوچنے لگے تو شاید سانپ کا دوڑنا مشکل سے سمجھ میں آئے گا۔ کیونکہ آدمی پیٹ کے بل چلے تو دو ہاتھ بھی نہیں چل سکتا اور سانپ بلا تکلف پیٹ سے چلتا ہے اور پھر آدمی کو کانٹوں وغیرہ میں جوتوں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ بغیر جوتے کے کیسی ہی کانٹوں کی زمین ہو بلکہ خار دار درختوں پر برابر دوڑتا ہے حالانکہ اس کے پیٹ کا پوست آدمی کے تلووں سے زیادہ نرم ہوتا ہے۔ اس مقام پر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ سانپ کی فطرت ہی اسطرح واقع ہوئی ہے کہ پیٹ پر چلے اور اسکو اتنی قوت دی گئی ہے کہ اپنے جسم کو بغیر کسی سہارے کے حرکت دے سکے۔ آدمی کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ پیٹ کے بل جسم کو زور سے حرکت دیکر سانپ کی طرح چلے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ درختوں اور پتھروں کو چلنے کی قوت عطا فرمائے تو ہرگز بعید از عقل و قیاس نہیں ہے۔ رہا یہ کہ ان کی اس قسم کی حرکت کبھی دیکھی نہیں جاتی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں قوت نہیں ہے بلکہ مومن کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر چیز کی حرکت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور ارادہ سے متعلق ہے۔ اسی طرح درختوں و پتھروں وغیرہ کی حرکت بھی مشیت پروردگار کے ساتھ متعلق ہے۔

چونکہ حضور علیہ السلام کا فرمانا ہی مشیت پروردگار تھا۔ لہٰذا درختوں اور پتھروں نے تعمیل کی۔ دیکھیئے قیامت کے دن بہ مشیت پروردگار پہاڑ چلیں گے۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ وَ اِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ۔ (قرآن حکیم ۳۰/۶) اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے۔

معلوم ہوا کہ درختوں اور پہاڑوں کا چلنا خلاف عقل نہیں۔ وہ ضرور چلتے اور حرکت کرتے ہیں مگر اسوقت جبکہ ان کو کوئی حکم واجب الاتباع پہنچے۔

کلمہ جس دا رکھ بھی پڑھدے — پتھر پئے تعریفاں کر دے
خاکی نوری ہو گئے بردے — صلی اللہ علیہ و سلم

ردالشمس

Marfat.com

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز مقام صہبا علاقہ خیبر میں حضور علیہ السلام نے نماز عصر ادا کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں سر انور رکھ کر لیٹ گئے اور وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سوچتے رہے کہ نماز عصر ادا نہیں کی۔ آپ سخت پریشان تھے کہ ادھر محبوب کا آرام اور ادھر خدا کی نماز اور وہ بھی عصر کی، جس کے متعلق خاص تاکید کی گئی ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بار بار خیال کرتے کہ کیا کیا جائے۔ اگر نماز ادا کرتا ہوں تو آپ کے آرام میں خلل آتا ہے۔ بالآخر یہی سوچا کہ ؎

نمازیں جب قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

حیدر کرار رخ والضحیٰ کی بار بار زیارت کرتے رہے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال ہوتے رہے۔ ؎

زمین پر عرش بالا کے نشان معلوم ہوتے ہیں
علیؓ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں

آخر سورج ڈوب گیا۔ فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اے علی سَلَّمَ اَصَلَّيْتَ يَا عَلِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ! رضی اللہ عنہ تو نے ابھی عصر کی نماز نہیں قَالَ لَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ فِيْ پڑھی؟ عرض کیا۔ نہیں تو حضور علیہ السلام طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ نے دعا کی۔ یا اللہ! یہ علی رضی اللہ عنہ تیری عَلَيْهِ الشَّمْسِ۔ اطاعت اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا۔ لہٰذا سورج واپس لوٹا دے۔ (تفسیر خازن

(شفا قاضی عیاض ص ۲۸۴/۱، انوار محمدیہ ص ۳۴۶، حجتہ اللہ ص ۲۹۸، جذب القلوب ص ۲۰۷، قمر الاقمار شرح نور الانوار ص ۴۹، احیاء القلوب ص ۱۰۵، کتاب الاسلام ص ۴۶۶، قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۶۲)

ص ۳۰/۲، کنز العمال ص ۲۷۷/۲)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج غروب ہو چکا تھا۔ پھر سورج واپس آیا اور پہاڑوں اور زمین پر دھوپ چمکی۔

Marfat.com

امام طحاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ احمد بن صالح فرماتے ہیں کہ اہل علم کے لئے مناسب نہیں کہ اس حدیث کی مخالفت کریں۔ کیونکہ یہ معجزات ونشانات نبوت سے ہے۔ (شواہد النبوۃ ص ۱۶۰)

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی ماہ کا کلیجہ چر گیا

دو مرتبہ ٹھہرا ایک مرتبہ واپس لوٹا

حضرت علامہ صاوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

فَقَدْ جَسَدَ نَبِيُّنَا مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حِيْنَ شَغَلَ هُوَ وَ اَصْحَابِهٖ عَنِ الصَّلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَرَدُّهَا اللّٰهُ عَلَيْهِ حَتّٰى صَلَّى الْعَصْرَ صَبِيْحَةَ لَيْلَةَ الْاَسْرٰى حِيْنَ اِنْتَظِرَ قُدُوْمُ الْعِيْرَ وَزِيْدَنِىْ رَوَايَةٍ مَرَّةً لَعَلِىْ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ حِيْنَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ نَائِمًا صَلٰى فَخَذِهٖ وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الْعَصْرَ فَمَااسْتَيْقَظَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَلِيًّا فِىْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارُدُّوْا عَلَيْهِ الشَّمْسَ لِيُصَلِّى الْعَصْرَ۔

پس تحقیق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سورج دوبار روکا گیا۔ ایک خندق کے دن جبکہ آپ اور صحابہ کرام مشغول جنگ تھے اور سورج غروب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے سورج لوٹایا اور آپ نے نماز ادا کی۔ دوسرے شب معراج کی صبح کو جب آپ نے دن نکلنے سے پہلے قافلے کے پہنچنے کی خبر دی تھی اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ران پر سر مبارک رکھ کر آرام فرما تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی نہ تھی۔ آپ جب اٹھے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ آپ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! علی رضی اللہ عنہ تیری اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں تھا۔ اس کے لئے سورج لوٹا دے تا کہ یہ نماز ادا کر سکے۔ (تفسیر صاوی ص ۱/۲۶۲)

مولیٰ علیؓ نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

Marfat.com

قافلہ بدھ کو آئے گا

شب معراج کی صبح جب کفار نے معراج کا انکار کیا اور امتحان کے لئے آپ سے دریافت کیا بتایئے ہمارا تجارتی قافلہ جو ملک شام سے آ رہا ہے، وہ کس دن آئے گا؟ تو آپ نے فرمایا: بدھ کے دن چنانچہ قریش بدھ کا انتظار کرنے لگے شام ہوگئی اور قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس موقعہ پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

فَذِیْدَ لَهٗ فِیْ النَّهَارِ وَ حُبِسَتِ الشَّمْسُ۔

تو آپ کے لئے سورج کو روک دیا گیا۔ یہاں تک کہ بدھ کے دن ہی قافلہ آ گیا۔

(شرح شفا ملا علی قاری ص ۱/۵۹۰۔ نشر الطیب ص ۸۶)

نوٹ: مولوی اشرف تھانوی کہتے ہیں کہ حبس شمس میں کوئی اشکال عقلی نہیں ہے۔

(نشر الطیب ص ۸۷)

سورج پھرا الٹے قدم

وَقَدْ وَقَعَ ذٰلِکَ نَبِیُّنَا عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حِیْنَ فَاتَتْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ مِنْ عَلِیٍّ کَمَا حُکَاهُ الْقَاضِیْ الْعَیَاض فِی الشِّفَاءِ۔ (نامی شرح حسامی ص ۹۳)

اور تحقیق رد الشمس حضور علیہ السلام کے لئے بھی ہوا۔ جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نماز عصر قضاء ہوگئی۔ جس طرح کہ امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں بیان کیا ہے۔

تائید محدثین کرام

اس حدیث رد الشمس کو بڑے بڑے جلیل القدر علماء اور ثقہ محدثین نے صحیح ثابت کیا ہے۔ مثلاً (۱) حضرت امام طحاوی نے مشکل الحدیث میں۔ (۲) امام قاضی عیاض نے شفاء شریف میں۔ (۳) محدث طبرانی نے معجم کبیر میں۔ (۴) ابن شاہین نے بحوالہ زرقانی شرح مواہب میں۔ (۵) امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں۔ (۶) امام عبد الباقی زرقانی نے شرح مواہب میں۔ (۷) امام احمد بن صالح نے بحوالہ زرقانی و نسیم الریاض۔ (۸) علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں۔ (۹) ملا علی قاری نے شرح شفاء

Marfat.com

میں۔(۱۰) علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمختار میں۔(۱۱) حضرت شیخ فریدالدین عطار نے منطق الطیر میں۔(۱۲) علامہ جلی نے سیرت حلبیہ میں۔(۱۳) امام سخاوی نے مقاصد حسنہ میں۔ (۱۴) علامہ نبہانی نے انوار محمدیہ میں۔ (۱۵) علامہ تقی الدین نے نزہتہ الناظرین میں۔(۱۶) حضرت شیخ عمادالدین یحییٰ بن ابوبکر عامری نے بہجۃ المحافل میں۔ (۱۷) علامہ جمال الدین محمد اشخر یمنی نے شرح بہجۃ المحافل میں۔(۱۸) امام جلال الدین سیوطی نے کشف اللبس میں۔ (۱۹) قاضی القضاء عراقی نے تقریب میں بحوالہ نسیم الریاض۔(۲۰) علامہ عبدالرحمٰن صفوری نے نزہتہ المجالس میں۔(۲۱) شیخ المحدثین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں۔(۲۲) مفسر قرآن علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں۔(۲۳) حضرت ملا جیون نے نورالانوار میں۔(۲۴) علامہ معین الدین کاشفی نے تفسیر حسینی میں۔(۲۵) ابن مردویہ نے بحوالہ نسیم الریاض۔(۲۶) امام ابن حجر نے شرح الارشاد میں بحوالہ نسیم الریاض۔ (۲۷) امام اہلسنت فاضل بریلوی نے منیر العین میں۔ (۲۸) علامہ نوربخش توکلی نے سیرت رسول عربی میں۔(۲۹) علامہ عبدالرحمٰن جامی نے شواہد النبوت میں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (۳۰) سیّد جمال الدین کاظمی نے اثبات ردالشمس میں۔(۳۱) فقیہہ العصر علامہ مفتی محمد امین نے ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ماہ اپریل ۱۹۷۴ء میں۔

چند تاثرات

امام سیوطی نے اس حدیث پاک کے متعلق ایک مستقل رسالہ لکھا ہے اور اس حدیث پاک کو اسناد کثیرہ سے روایت کیا ہے اور اسکی ایسی تصحیح کی (صحیح ثابت کیا) کہ اس سے زیادہ تصحیح ناممکن ہے۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ جب امام طحاوی و امام احمد بن صالح اور قاضی عیاض، محدث طبرانی اس حدیث پاک کے صحیح ہونے کے قائل ہیں تو یہ کہنا فضول ہے کہ صحاح ستہ میں کیوں نہیں؟

علامہ حقی نے فرمایا۔ یہ حدیث پاک محدثین کرام کے نزدیک مشہور ہے۔ کسی کے اس

Marfat.com

حدیث پاک کوموضوع کہنے کا اعتبار نہیں۔

حضرت ملا علی قاری نے فرمایا۔ یہ حدیث پاک اصل کے اعتبار سے ثابت ہے اور تعدد طرق سے درجہ حسن کو پہنچتی ہے۔

امام زرقانی نے فرمایا کہ جب ایک حسن دوسری حسن سے مل جائے تو وہ درجہ صحت تک پہنچ جاتی ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا کہ اس حدیث پاک کو محدثین کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے، اور جس شخص نے اس حدیث پاک کو موضوع کہا، اس نے غلط کہا۔ (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت اپریل ۱۹۷۴ء)

برادران ملت! علماء کرام و محدثین عظام کے مذکورہ بالا ارشادات جس مومن کے دل میں محبت و عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ بھی حصہ ہے، اس کے اطمینان کے لئے کافی ہیں۔

ڈوبا سورج کسی نے بھی پھیرا نہیں ۔ کوئی مثل ید اللہ دیکھا نہیں
جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں ۔ جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام

ایک شبہ کا ازالہ

بعض لوگ اس معجزہ ردالشمس کا انکار کر دیتے ہیں اور سادہ لوح عوام سے خواہ مخواہ بحث مباحثہ شروع کر دیتے ہیں کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حالانکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں علمائے امت کا اتفاق رہا ہے۔ پھر یہ بعید عن الذہن بھی نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے سورج لوٹایا گیا۔ رَدُّوهَا عَلَيَّ (ص ۲۳) کے تحت دیکھئے تفسیر خازن ص ۳۹/۴ تفسیر مدارک ص ۳۹/۴، تفسیر صاوی ص ۳۳۵/۳ اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کے لئے بھی فَلَا تَاسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ (پ ۶) کے تحت دیکھئے تفسیر جلالین ص ۹۸، تفسیر خازن ص ۴۴۷/۱، تفسیر صاوی ص ۲۶۱/۱۔

غور کیجئے کہ جب سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے تصریح موجود ہے اور سب کا

Marfat.com

عقیدہ بھی ہے تو پھر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفعت کے بارے میں یہ لوگ کیوں اعتراض کرتے ہیں؟ باوجودیکہ دلائل بھی موجود ہیں۔ اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ان لوگوں کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں۔ اگر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی تو کبھی بھی اعتراض نہ کرتے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا۔

ذیاب فی ثیاب لب پہ کلمہ دل میں گستاخی
سلام اسلام ملحد کو کہ تسلیم زبانی ہے

رکانہ پہلوان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی، جس کا نام رکانہ تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو اس قدر زور دیا تھا کہ ٹیلے پتھروں کے درختوں کے پتوں کی مانند پھینکتا اور بڑے بڑے درختوں کو گھاس کی مانند اکھاڑتا۔

ایک دن اتفاقاً حضور علیہ السلام اس جگہ سے گزرے، جہاں وہ بکریاں چرا رہا تھا۔ آپکو دیکھ کر رکانہ بولا۔ اے محمد! تو ہی ہمارے معبودوں کو جھٹلاتا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ رکانہ نے کہا۔ ہم دونوں کشتی کرتے ہیں۔ اگر میں تم کو گرالوں تو میرے معبود سچے ہوں گے اور اگر نہ گرا سکوں تو خدائے واحد کی توحید اور آپ کی رسالت کو تسلیم کرلوں گا۔ یہ بات کہہ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پکڑا اور بڑا زور کیا۔ لیکن گرانا تو کجا ایک بال مبارک بھی نہ ہلا سکا۔ پھر جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زور کیا اور دست مقدس سے ایسا بلندی پر لے جا کر زمین پہ دے مارا، جیسا کہ دھوبی کپڑے کو پتھر پر پٹک دیتا ہے۔ رکانہ نے عرض کی کہ حضور! آپ اور آپ پر جو نازل ہوا ہے، وہ سب سچ ہے اور ہمارے معبود جھوٹے ہیں۔ جلدی سے مجھے مشرف بہ اسلام کیجئے۔

(سیرت ابن ہشام ص ۲۹۰، قسم اول۔ اصابہ ص ۵۲۱/۱، اسد الغابہ ص ۱۸۸/۲۔ احیاء القلوب ص ۹۰، شواھد النبوۃ ص ۲۳۶، البدایہ والنہایہ ص ۱۰۳/۳۔ قصص الانبیاء ص ۴۶۲)

دراز انگشتاں نازک نرم صافی
قوی پنجہ تے دینی زور وافی

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طاقت

ایک دفعہ حضور علیہ السلام قریشیوں کے ستانے پر ایک میدان میں جا کر درخت کے نیچے اپنی تلوار درخت کی شاخ پر لٹکا کر سو گئے۔ ناگاہ ایک یہودی اعرابی نے آ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار شاخ سے اتار کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے واسطے اٹھائی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر درخت کی ایک شاخ توڑ کر یہودی اعرابی کے سر پر ماری کہ اس کا مغز منہ کے راہ سے باہر نکل پڑا اور وہ یہودی اعرابی فوراً گر گیا اور عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔ (احیاء القلوب ص ۱/۹۰)

پنجۂ او پنجۂ حق می شود

پانی کے چشمے

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا معجزہ کہ اللہ کے حکم سے آپ نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا۔ اس پتھر سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

(بقرہ: ۶۰)

اس میں شک نہیں کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت بڑا معجزہ تھا مگر یہی معجزہ حضور سیّد المرسلین رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسطرح ظاہر ہوا کہ آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوئے۔

تلی ۔ بحر کرم، ابر بہاری
تے انگلیاں پنج چشمے فیض جاری

پنجاب رحمت کی ندیاں

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقام زورا میں حضور علیہ السلام کے پاس ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لایا گیا۔

Marfat.com

فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْاَنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّاءَ الْقَوْمُ قِيْلَ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ ثَلٰثَ مِائَةٍ۔ (بخاری ومسلم وخصائص ص ۴۰/۲)

تو آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ دیا تو آپکی انگلیوں سے پانی کے چشمے نکلنے شروع ہوگئے۔ جس سے تمام لوگوں نے وضو کیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ فرمایا تین سو۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

تبوک کے راستہ میں ایک چٹان سے پانی نکلتا تھا اور وہ بھی اس قدر کہ زیادہ سے زیادہ تین آدمیوں کو کفایت کرتا۔ اس وادی کو، جہاں یہ پانی تھا، وادیٔ مشقق کہتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے جانے والوں سے فرمایا تھا کہ وہ اس سے پانی نہ نکالیں، جب تک کہ ہم نہ پہنچ لیں۔ منافقین کے کچھ لوگ پہلے پہنچ گئے اور انہوں نے پانی نکال لیا۔ جب آقا علیہ السلام تشریف لائے اور دیکھا تو اس میں پانی بالکل نہیں تھا۔ آپ نے پوچھا۔ ہم سے پہلے پہنچ کر کس نے پانی لیا ہے؟ عرض کی گئی کہ فلاں فلاں نے یہ حرکت کی ہے۔ آپ ان پر برہم وناراض ہوئے۔ پھر آپ سواری سے اترے اور اس چٹان کے نیچے ہاتھ مبارک رکھا اور دعا فرمائی تو وہاں سے پانی اس قدر زور سے پھوٹا اور اس قدر سختی سے برآمد ہو کر بہنے لگا کہ بادل کی گرج کی طرح اس کی گونج سنائی دیتی تھی۔

فَشَرِبَ النَّاسُ وَاسْتَقَوْا۔

لوگوں نے پانی پیا اور اپنی ضرورت کے لئے محفوظ بھی کرلیا۔

(المغازی ص ۱۰۱۲/۳ و ص ۱۰۳۹/۳، تفسیر ابن کثیر ص ۳۷۳/۳، سیرت ابن ہشام ص ۵۲۷، قسم ثانی۔ صحیح مسلم ص ۴۱، البدایہ ص ۱۸/۵)

عرب کے جنگل میں جہاں پانی منزلوں تک نہیں ملتا۔ جب تمام لشکر اسلام پیاسا ہوگا تو کس قدر پریشانی کا وقت ہوگا۔ ایسی حالت میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے خوشگوار پانی کے چشموں کا جاری ہونا کس قدر مسرت وشادمانی کا باعث ہوا ہوگا اور صحابہ کرام کے نزدیک اس دست مبارک کی کسقدر وقعت ومنزلت ہوگی اور وہ کس

Marfat.com

عقیدت ومحبت سے دست اقدس کو دیکھتے ہوں گے۔

پنجۂ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمۂ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

چار انگلیوں سے پانی

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بمقام قباء تشریف لے گئے۔ ایک گھر سے آپکو چھوٹا سا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے ہاتھ ڈالا لیکن پورا ہاتھ سما نہ سکا۔ چنانچہ آپ نے انگوٹھے کے بغیر چار انگلیاں ڈالیں۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی بہہ رہا ہے اور لوگ اس چشمے (پیالے) سے پی رہے تھے۔ اور سیراب ہو رہے تھے۔
(انوار محمدیہ ص ۳۵۸)

طیب وطاہر پانی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم معجزات کو باعث برکت سمجھتے تھے، یہ کہہ کر فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، پانی ختم ہو گیا۔ آپکو اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا کہ بچا ہوا پانی تلاش کرو خواہ وہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو۔

فَجَاؤُوا بِاَنَاءٍ فِیْهِ مَاءٌ قَلِیْلٌ فَاَدْخَلَ یَدَهٗ فِی الْاَنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَیَّ عَلَی الطَّهُوْرِ الْمُبَارَکِ وَالْبَرَکَةِ مِنَ اللّٰهِ وَ لَقَدْ رَاَیْتُ الْمَاءَ یَنْبَعُ مِنْ بَیْنَ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ (بخاری شریف) چنانچہ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس میں اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا۔ آؤ۔ وضو کرو، پیو یہ برکت والا طیب و طاہر پانی۔ اللہ کی طرف سے ہے اور بلاشبہ میں نے دیکھا کہ آپکی مبارک انگلیوں میں سے پانی کے چشمے چل رہے تھے۔

جن کی دو بوند ہیں کوثر و سلسبیل
ہے وہ رحمت کا دریا ہمارا نبی

برادران ملت! ان احادیث میں یہ کہیں مذکور نہیں ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا کی

Marfat.com

ہو کہ الٰہی! تو میری انگلیوں سے پانی پیدا کر کے سب کو سیراب فرما۔ بلکہ برتن میں ہاتھ رکھ دیا اور فرمایا کہ آؤ، وضو کرو۔ پیو، یہ برکت والا طیب و طاہر پانی ہے۔ کونسا پانی، جواب تک معدوم تھا اور اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے وجود میں آیا، حالانکہ آپ کے جسم مبارک میں کوئی پانی کا چشمہ تو تھا ہی نہیں، جس کو جاری کر دیا گیا ہو، اور وہ بھی کس قدر کہ سینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہوئے۔

کیا اس مقام پر کہا جا سکتا ہے کہ ایسی احادیث پر ایمان رکھنے والے اور ایسی احادیث بیان کرنے والے مشرک ہیں۔ کیونکہ اس سے شرک فی التخلیق لازم آتا ہے۔ ایسا کہنا سخت بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ کیونکہ اگر ایسے خیالات مشرکانہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض تھا کہ آپ پانی کی زیادتی کے لئے دعا فرما کر اس سے لوگوں کو شرک کے وہم سے بچاتے اس قسم کے شرک و بدعت کے حملے اور فتوے علماء کرام پر نہیں بلکہ در باطن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ معاذ اللہ!

بات یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے تصرف سے جو پانی پیدا ہو گیا تھا، وہ مستقلاً آپ کا تصرف نہیں تھا بلکہ ہر مسلمان کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ وہ تصرف و اقتدار منجانب اللہ آپکو عطا ہوا تھا۔ شرک تو اس وقت لازم آئے کہ آپکو یا دوسرے انبیاء و اولیاء کو مستقل بالذات بااقتدار مانیں۔ یعنی یہ عقیدہ ہو کہ اگر خدا بھی ان کے تصرف کو روکنا چاہے تو نہ روک سکے۔ چونکہ آپ نے خدا کی قدرت کو ذاتی اور دوسروں کی قدرت کو عطائی ہونا بارہا بیان فرما دیا تھا تو اب اس کی ضرورت نہ رہی کہ ہر وقت دعا کر کے مسلمانوں کو معلوم کرائیں کہ ہماری قدرت مستقل نہیں ہے۔

مشکیزہ کا پانی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا۔ اے جابر! اعلان کر دو کہ لوگ وضو کریں۔ پس میں نے منادی کی۔ اے لوگو! وضو کرو۔ اے مسلمانو! وضو کر لو۔ میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم! لشکر میں تو پانی نہیں ہے۔ (حضور علیہ السلام کے لئے ایک مدنی صحابی کچھ پانی لگا

Marfat.com

رکھتے تھے، تاکہ ٹھنڈا بھی رہے اور اگر کسی وقت پانی موجود نہ ہو تو فوراً مہیا کر دیا جائے)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جابر! فلاں انصاری کی قیام گاہ پر جاؤ۔ وہ ہمارے لئے پانی کی ضرورت کا خیال رکھتے ہیں۔ ان سے دریافت کرو کہ مشکیزہ میں کچھ پانی ہے؟ میں گیا اور دریافت کیا۔ دیکھنے پر معلوم ہوا کہ اتفاقاً اس میں بھی پانی ختم ہو گیا ہے اور اس کے دہانے پر چند قطرہ آب اس کی سلوٹ پر ٹھہرے ہوئے ہیں کہ اگر مشکیزے کے دہانے کو سیدھا کیا جائے تو وہ اس کو جوف میں ڈھلکتے ہوئے جذب ہو جائیں۔ پھر میں لوٹ کر آیا اور صورت حال آنحضرت علیہ السلام کو بتائی۔

آپ نے فرمایا۔ جاؤ اور اس مشکیزے کو لے آؤ۔ میں گیا اور مشکیزہ لے آیا۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ میں لیکر کچھ پڑھا اور دبایا پھر میرے حوالے کر دیا اور فرمایا۔ لگن لانے کا اعلان کر دو۔ لوگ فوراً لگن لے آئے۔ جس کو آپ کے آگے رکھ دیا گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک کو اس کے اندر مستقیم شکل میں اس کے پیندے تک اسطرح پہنچا دیا کہ انگلیوں کے سرے اس سے جا ملے۔ پھر فرمایا۔ ''اب بسم اللہ پڑھ کر پانی ڈالو''۔ میں نے تعمیل کی پس آپ کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے سوتے جاری ہو گئے اور تھوڑی دیر میں لگن لبالب بھر گیا۔

اب حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ اے جابر! اعلان کر دو۔ جن لوگوں کو ضرورت ہو، وہ آئیں اور اپنی پانی کی تمام ضروریات پوری کر لیں، لوگ آگے پیچھے آتے رہے۔ پینے اور وضو کرنے کی ضرورتوں میں استعمال کرتے رہے مگر لگن جوں کا توں بھرا ہوا تھا۔

(الخصائص الکبریٰ ص ۱/۴۲۵)

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

غسالہ مبارکہ کی برکت سے پانی

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے موطا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صحابہ کرام ایک ایسے چشمے پر اترے جس میں جوتی کے تسمہ کی مانند پانی نکلتا تھا۔ صحابہ

Marfat.com

چلولگاتے۔ جب وہ بھر جاتا تو کسی برتن میں جمع کر لیتے۔ حضور علیہ السلام سے عرض حال کی گئی تو آپ نے اپنا رخ انور اور ہاتھ مبارک دھو کر اس غسالہ مبارکہ کو چشمہ میں ڈلوا دیا۔ حضرت معاذ فرماتے ہیں کہ پانی پھر اس کثرت اور زور و تیزی سے نکلا کہ جیسے کڑک کی آواز ہوتی ہے۔ سب نے خوب پیا۔ جب تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہم چودہ سو نفر تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۶۱)

لشکر السلام کی سیرابی

۶ھ میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کا ارادہ کر کے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے اور مقام حدیبیہ میں نزول فرمایا۔ آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے حدیبیہ کا کنواں خشک ہو گیا اور حاضرین پانی کے ایک ایک قطرہ کے لئے ترس گئے۔ دربار نبوت میں عرض حال کی گئی۔ حضور! ہمارے پاس پانی نہیں ہے، جس کو پیئں اور وضو کریں۔ سوائے اس پانی کے جو آپ کے پاس ایک لوٹے کے برابر برتن میں ہے۔

فَوَاضَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَدَہٗ فِیْ الْدَّکْوَۃِ فَجَعَلَ الْمَاءُ یَفُوْرُ بَیْنَ اَصَابِعِہ کَاَمْثَالِ الْعُیُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّانَا قِیْلَ لِجَابِرٍ کَمْ کُنْتُمْ؟ قَالَ لَوْکُنَّا مِائَۃَ اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَۃَ مِائَۃً۔

(بخاری شریف ص ۵۹۸/۲، و ۸۹/۱، مسلم شریف ص ۱۸۸، شواہد النبوت ص ۱۴۷، خصائص کبریٰ ص ۴۰/۲، سنن البیہقی ص ۴۳/۱، سنن نسائی ص ۶۱/۱، تفسیر ابن کثیر ص ۱۸۵/۴، مشکوۃ ص ۵۳۲، البدایہ والنہایہ ص ۱۷۰/۴، معجزات سیّد المرسلین ص ۲۶)

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اسی برتن میں رکھ دیا (جو آپکے پاس تھا) تو آپ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ تمام صحابہ کرام نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ کتنے لوگوں نے پانی پیا اور وضو کیا؟ فرمایا۔ اگر ہم لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی ہمیں کافی ہوتا۔ مگر اس وقت ہم پندرہ سو (۱۵۰۰) تھے، جنہوں نے پیا اور وضو کیا۔

قلزم حسن کی جن کو شاخیں کہیں — جن سے سوتے لطافت کے پھوٹا کریں
جن سے نہریں تجلی کی جاری رہیں — نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضرت ابو عمر انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ایک روز ہم بہت پیاسے ہوئے۔ آپ نے ایک ڈولچی منگوا کر اس کو اپنے روبرو رکھا اور تھوڑا سا پانی اس میں ڈال کر اسمیں کلی کی اور جو کچھ اللہ نے چاہا، کلام پڑھا۔

ثُمَّ ادْخَلَ خِنْصَرَهٗ فِيْهَا فَاَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُ اَصَابِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ تَتَفَجَّرُ بَيْنَا بِيْعِ الْمَاءِ ثُمَّ اَمَرَالنَّاسَ فَشَرِبُوْا وَ سَقُوْا وَمَلَعُوْا قِرَبَهُمْ وَ اَدَاوِيْهُمْ۔

(ابو نعیم وخصائص ص ۲/۴۳)

پھر آپ نے اپنی چھوٹی انگلی اس میں رکھ دی۔ خدا کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپکی تمام انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے۔ پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو حسب ارشاد لوگوں نے خود پیا اور اپنے جانوروں کو پلایا اور مشکیں ڈولچیاں بھر لیں۔

برادران ملت! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا مارنے کی ضرورت پڑی۔ پھر کہیں پانی جاری ہوا اور وہ بھی صرف پتھر سے اور مخصوص ایام میں، اس میں شک نہیں کہ پتھر پر لاٹھی مار کر چشمے جاری کر دینا اگرچہ ایک بہت بڑا معجزہ ہے مگر پھر بھی پتھر سے پانی کا چشمہ جاری ہونا اتنا عجیب و نادر الوجود نہیں ہے جتنا کہ انگلیوں سے پانی کا چشمہ جاری ہونا محیر العقول و عدیم المثال ہے۔ کیونکہ پتھروں میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ ان سے چشمہ جاری ہو جائے۔

اِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ وَاِنَّ مِنْهَالَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ۔ (قرآن حکیم ص ۱/۹)

یعنی کچھ پتھروں میں سے نہریں نکل پڑتی ہیں اور کچھ پتھر پھٹ جاتے ہیں تو ان میں سے پانی نکل آتا ہے۔

مگر انسان کی انگلیوں میں ہرگز ہرگز یہ صلاحیت نہیں ہے کہ ان سے پانی نکلے۔ لہٰذا عقل سلیم یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اعجاز موسوی اگرچہ عظیم معجزہ ہے لیکن اعجاز محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہی کچھ اور ہے۔ آپ جہاں سے چاہتے ہیں، جس وقت چاہتے ہیں، بغیر عصا کے پانی جاری فرما لیتے ہیں۔

الغرض انبیاء کرام میں حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے لئے چٹان کی رگیں پانی کی

Marfat.com

سوتیں بن گئیں مگر حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑہ کا مشکیزہ، گوشت و پوست کی مبارک انگلیاں، سوکھے کوئیں، دھان مبارک کی کلیاں متعدد بار پانی کا خزانہ ثابت ہوئیں۔ یعنی کلیم علیہ السلام نے صرف پتھر سے اور حضور علیہ السلام نے ہر جگہ سے دریا بہادیئے۔

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری — جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پہ آتی ہے جب غم خواری — تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

کونسا پانی افضل ہے؟

بعض علماء فرماتے ہیں کہ سب پانیوں سے افضل ماء زمزم ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ماء کوثر افضل ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جو پانی آپ کی انگشتان مبارک سے جاری ہوا، وہ تمام پانیوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ اس لیئے کہ یہ حضور علیہ السلام کی مبارک انگلیوں سے نکلا ہے اور حضور کا جزو ہے، اور یہ قطعی بات ہے کہ جو چیز حضور کا جزو ہے، وہ کائنات سے افضل ہے۔ لہٰذا یقیناً یہ پانی بھی تمام پانیوں سے افضل واعلیٰ ہے۔ (جامع الصفات ص ۱۳۳)

بادل کا اشارہ پہ چلنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے۔ مینہ نہیں برستا تھا۔ حضور علیہ السلام جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے، کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔

هَلَکَ الْاَمْوَالُ وَجَاعَ الْعِیَالُ — یارسول اللہ! مال تباہ ہو گئے۔ اہل وعیال بھوک سے تڑپنے لگے ہیں۔ خدا سے دعا کیجیئے۔
فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اوپر کیا۔ آسمان پر کہیں بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔

فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا وَضَعَهُمَا — کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری
حَتّٰی ثَارَ السَّحَابَ کَاَمْثَالِ — جان ہے آپ نے ابھی اپنے مبارک ہاتھوں
الْجِبَالِ۔ ثُمَّ لَمْ یَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ — کو نیچے نہیں کیا تھا کہ بادل بڑے جوش وخروش

Marfat.com

حَتّٰی رَأَیْتُ الْمَطَرَ یَتَحَادَرُ عَلٰی لِحْیَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔

سے پہاڑوں کی طرح اوپر آ کر چھا گئے۔ پھر حضور علیہ السلام خطبہ دے کر منبر سے اترنے نہیں پائے تھے کہ میں نے آپ کی داڑھی مبارک پر مینہ کی بوندیں گرتی دیکھیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس روز خوب مینہ برسا پھر آئندہ روز، پھر آئندہ روز حتیٰ کہ آئندہ جمعہ تک مسلسل مینہ برستا رہا۔ دوسرے جمعہ وہی دیہاتی یا کوئی دوسرا تھا، کھڑا ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ!

اِنْھَدَمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْاَمْوَالُ فَادْعُ اللّٰہَ لَنَا۔

بارش کی کثرت سے مکان گر رہے ہیں۔ مال و متاع ڈوبا جا رہا ہے۔ اللہ سے دعا کیجیئے۔

پھر آپ نے دعا کے لئے دونوں مبارک ہاتھوں کو اٹھایا اور یوں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا۔

اے اللہ! ہمارے اردگرد مینہ برستا رہے، ہمارے اوپر نہ برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگشت مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے تھے، بادل اسی طرف سے چھٹ جاتے تھے۔ مدینہ منورہ کے اردگرد بادل چھا گئے اور خود مدینہ پاک کا مطلع صاف ہو گیا۔ وادیوں میں مہینہ بھر تک ندی نالے بہتے رہے اور بیرون شہر سے جو شخص بھی آتا، کثرت بارش کا ذکر کرتا۔

(انوار محمدیہ ص ۳۶۳، سنن البیہقی ص ۳۔۲۲۱ وص ۳/۲۴۴ وص ۳۵۳، البدایہ والنہایہ ص ۸۸/۵، صحیح بخاری ص ۱۵/۲، مسلم ص ۱۹۵، سنن النسائی ص ۱۵۵/۳، معجزات مصطفیٰ ص ۱۴۲، نسائی شریف ص ۱۵۴/۱، مشکوٰۃ ص ۵۳۶)

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس ارادہ سے بھی اپنے دست مبارک کو کام میں لاتے اللہ تعالیٰ فوراً وہ کام کر دیتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان، آنکھیں، زبان، ہاتھ، پاؤں ہو جاتا ہوں۔ (بخاری ص ۹۶۳، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، کنز العرفان ص ۷۹)

غور کیجیئے کہ جب عام طور پر یہ خصوصیت حاصل ہوتی ہے جس میں صحابہ کرام اور اولیاء عظام بھی شریک ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس درجہ کی خصوصیت ہونی چاہیئے،

Marfat.com

جو اللہ تعالیٰ کے محبوبوں میں یکتا ہیں، معلوم ہوا کہ ظاہر میں وہ ہاتھ مصطفیٰ کا ہاتھ ہے مگر حقیقت میں وہ دست قدرت ہے۔

دست احمد عین دست ذوالجلال
آمدہ در بیعت و اندر قتال

صحابہ کرام وقتاً فوقتاً جب دست مبارک کی برکات کا مشاہدہ کرتے تھے تو ان کا ایمان اور توکل کس قدر مستحکم ہوتا ہوگا۔ ان مشاہدات کی وجہ سے جو عظمت و محبت حضور علیہ السلام کی ان کے دلوں میں تھی، اس کا اندازہ کون کرسکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم پر ہر وقت جان و مال قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے اور حقیقتاً یہ حصہ انہیں کے لئے خاص تھا۔ جو کسی ولی کو بھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ و سلم کی ہمراہی کے لئے ایسے ہی حضرات کا انتخاب فرمایا تھا، جو تمام امت سے افضل تھے۔

(حقانی ص ۱۰۲، مشکوٰۃ ۳۲)

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ واللہ! ان کا ایک وقت میرے ہمراہ ٹھہرنا تمہارے عمر بھر کے اعمال سے افضل ہے۔ (ذکر جمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۲۵۰)

فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے صحابہ کو نشانہ نہ بناؤ اور نہ ان کو گالیاں دو اور تمہارا احد پہاڑ کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، ان کے ایک مد جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (مسلم ص ۲/۳۱۰، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

نیز فرمایا کہ ان کے ساتھ جو محبت رکھیں گے، وہ میری محبت کی وجہ سے ہوگی اور ان کے ساتھ جو عداوت رکھیں گے، وہ بھی میری عداوت کی وجہ سے ہوگی۔ یعنی جن کو مجھ سے محبت ہوگی، وہ ان سے بھی محبت رکھیں گے اور جن کو مجھ سے عداوت ہوگی، وہ ان سے بھی عداوت رکھیں گے اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے ان کو ایذاء دی، اس نے مجھ کو ایذاء دی اور جس نے مجھ کو ایذاء دی، اس نے خدا کو ایذاء دی اور جس نے خدا کو ایذاء دی، دنیا و آخرت میں اس پر اللہ کی لعنت ہے اور اسکے لئے دردناک عذاب ہے۔ (ترمذی، حقانی ص ۱۰۵، مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

لہٰذا اے اپنے سینوں میں ایمان کی دولت رکھنے والو! اگر تمہیں دولت ایمان عزیز ہے تو خبردار خبردار کبھی بھی ہرگز ہرگز صحابہ کرام کی شان میں ذرہ کے کروڑویں حصہ کے برابر بھی

Marfat.com

بے ادبی کا خیال دل میں نہ آنے پائے ورنہ یاد رکھو! تمہارے ایمان کی دولت غارت اور تمہارے تمام اعمال صالح کا ذخیرہ برباد و اکارت ہو جائے گا۔ اور جو دشمن ایمان ان مقدس بزرگوں کی شان میں بے ادبی کے ساتھ زبان کھولے، یقین رکھو کہ بلاشبہ وہ اللہ و رسول کا باغی اور اسلام کا دشمن ہے اور اس بے ایمان کی صحبت ایک مسلمان کے دین و ایمان کے لئے زہریلے سانپ سے زیادہ خطرناک اور سم قاتل و زہر ہلاہل سے بڑھ کر مہلک ہے۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بدنصیبوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ

اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی شَرِّکُمْ۔

(ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے اصحاب کی بدگوئی کرتے ہیں تو تم کہہ دو کہ تمہارے شر پر خدا کی لعنت ہو۔

بہر حال تمام صحابہ کرام کی نسبت نیک گمان رکھنا نہایت ضروری ہے اور ان کو برا کہنا یا تبرا کرنا انتہائی بدبختی کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے دلوں کو اپنی اور اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور ان کے اہلبیت کرام اور صحابہ عظام کی سچی محبت و الفت سے منور فرمائے۔ آمین

ناخن مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَظْفَارَهٗ وَ قَسَّمَ بَیْنَ النَّاسِ۔

(مسند امام احمد)

کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ناخن کٹوائے اور اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تقسیم کر دیئے۔

عاصیوں کی بھلائی کے چمکے ہلال
قید غم سے رہائی کے چمکے ہلال
جلوہ مصطفائی کے چمکے ہلال
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

نوٹ: ناخنوں سے تبرک اور فوائد کے سلسلہ میں باب موئے مبارک دیکھیئے۔

Marfat.com

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۲۔ یہ کہ صحابہ کرام ان مقدس ہاتھوں کو اپنے چہروں پر ملا کرتے تھے۔

۳۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ فرما رہے ہیں۔

۴۔ یہ کہ تمام خزانوں کی کنجیاں، کونین کی تمام نعمتیں اور برکتیں ان مقدس ہاتھوں میں ہیں۔

۵۔ یہ کہ وہ مقدس اور بے مثل ہاتھ دافع البلاء والامراض ہیں اور ہر قسم کے تصرفات پر باذن اللہ قادر ہیں۔

۶۔ یہ کہ عالم کا ہر ذرہ ان ہاتھوں کی انگلیوں کے اشارے پر چلتا ہے غرض ایک ایک حدیث کو غور سے دیکھا جائے تو بے شمار فوائد ثابت ہوں گے۔

۷۔ یہ کہ صحابہ کرام کو نشانۂ ملامت بنانا انتہائی بدبختی کی دلیل ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

باب ۱۶

سینۂ اقدس وقلب مبارک

رفع ذکر جلالت پہ ارفع درود شرح صدر صدارت پہ لاکھوں سلام
دل سمجھ سے وراء ہے مگر یوں کہو
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شکم اقدس اور سینۂ اطہر ہموار و برابر تھا اور سینۂ اقدس کسی قدر ابھرا ہوا اور چوڑا تھا۔ کپڑے اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن مبارک روشن تھا۔ سینۂ اقدس کے درمیان بالوں کا ایک باریک خط تھا، جو ناف تک تھا اور سینۂ اقدس کے اوپر دونوں طرف بال نہ تھے۔

خط باریک سینے وچ آہا　　ناف تائیں اس پایا را ہا
واہ قدرت تیری رب الہا آ　　صلی اللہ علیہ و سلم
صاف والاں تھیں جسم معلّٰی　　نور الٰہی تھیں متجلی
بابجہ اس خط جو سی متجلی　　صلی اللہ علیہ و سلم

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک وہ مبارک سینہ ہے جس میں اسرار الٰہیہ، معارف ربانیہ اور علم و حکمت کے ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں۔ جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا خالق و مالک مولیٰ تعالیٰ جانے۔

صورت سوہنی اپن اپاراں　　سینہ چوڑا سرو سہارا
الم نشرح آخر ویکھ سیپار　　صلی اللہ علیہ و سلم
افمن شرح اللہ بھی آیا　　شان نبی دا رب ودھایا
دن دن ہویا سوا سوایا　　صلی اللہ علیہ و سلم

انشراح صدر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ صمدیت میں عرض کی۔

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ (قرآن حکیم ۱۶/۱۱)　　اے پروردگار! میرا سینہ کشادہ فرمادے۔

جناب کلیم کی دعا کے باوجود اس محبت و کیفیت کے ساتھ ان کا انشرح صدر نہ ہوا جیسا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوا۔ نیز کلیم اللہ دعا کرتے ہیں، پھر ان کے سینہ کو کشادگی بخشی جاتی ہے مگر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ محبوب ہیں، اس لئے آپ کے سینہ اقدس کو بلا طلب و استدعا کشادہ کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف کشادگی بخشی جاتی ہے بلکہ آپ کے وسعت صدر کا اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ۔ محبوب! کیا ہم نے تمہارے سینہ کو کشادہ نہ فرمایا۔ (الانشرح: ۱)

شرح صدر۔ اس کے لفظی معنی ہیں کھول دینا۔ یہ ہدایت کا آخری مرتبہ ہے۔ اس مرتبے میں تمام حقائق ملک وملکوت، لاہوت و جبروت منکشف ہو جاتے ہیں۔ زبان اسرار غیب کی کنجی اور دل خزانہ ہو جاتا ہے۔ پھر وہ جو کچھ فرماتا ہے، عالم غیب میں مشاہدہ کر کے فرماتا ہے۔ (ذکر جمیل فی حلیۃ الحبیب ص ۲۵۵)

لَکَ کی قید بتلا رہی ہے کہ یہ وہ شرح ہے جو خاص آپ ہی کے واسطے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور علیہ السلام کا فہم وادراک، علم وحکمت فہم بشری سے بالاتر ہے اور تعلیم وتعلم سے پاک ومنزہ ہے۔ یعنی نہ آپ کو کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنا پڑا ہے اور نہ کسی کے شاگرد ہوئے ہیں، کتاب مجید فرقان حمید کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لقب اُمّی سے یاد کرنا، اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ یہ رسول وہ ہیں، جن کی تکمیل خطیرہ قدس میں ہوئی ہے۔ ان کو اگر شاگردی کا شرف حاصل ہے تو صرف خدا تعالیٰ سے ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ۔ اے محبوبؐ! آپ جو کچھ نہ جانتے تھے، وہ سب کچھ خدا نے آپ کو سکھا دیا۔ (قرآن حکیم ۵/۱۴)

معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں:

اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ۔ (جواہر البیان ص ۱/۶۷۳) مجھے میرے رب نے تعلیم دی ہے۔

اسی لئے تو بڑے بڑے فصحاء بلغاء، شعراء، فلاسفروں اور دانشوروں کی جماعتیں دربار رسالت میں حاضر ہو کر یہ اقرار کرتی ہیں کہ ہمارا علم اور حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرفان قطرہ اور قلزم کی بھی مثال نہیں رکھتا اور فصحائے عدنان و بلغائے قحطان کا تو یہ حال ہے کہ۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

Marfat.com

شرح صدر کی احادیث

بخاری کی حدیث میں ہے کہ فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں آرام فرما تھے۔ آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار تھا۔ ناگاہ جبریل امین چند ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور علیہ السلام کو چاہ زمزم کے پاس لے گئے اور سینۂ اقدس کو چاک کیا۔ پھر آب زمزم سے غسل دیا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان وحکمت سے بھرا ہوا لایا گیا اور اس طشت کے سرمایہ کو سینۂ اقدس میں بھر کر شگاف برابر کر دیا گیا۔

بیہقی نے ابراہیم بن طہمان کی سند سے روایت کی کہ میں نے حضرت سعد سے ارشاد باری اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن اقدس کو آپ کے سینۂ اقدس سے اسفل بطن تک چیر کر اس سے قلب اطہر کو نکالا گیا پھر اسے سونے کے طشت میں غسل دیا گیا اور اسے ایمان وحکمت سے بھر کر اس کہ جگہ واپس رکھ دیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۶۱)

نوٹ: ایمان وحکمت کا طشت میں ہونا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ایسی چیز جواہر غیبیہ سے تھی جس سے ایمان اور حکمت میں ترقی ہو۔ جیسے دنیا کے بعض جواہر کا تلبس واستعمال قلب اور دماغ میں قوت اور فرحت بڑھاتا ہے۔ چونکہ وہ سبب تھا حکمت وایمان کا، اس لئے اس کا نام یہی رکھ دیا گیا۔ (کذا قالہ النووی۔ نشر الطیب ص ۴۷)

امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اپنے مکان میں تھا، مجھے چاہ زمزم کے پاس لے جایا گیا۔

فَشَرَحَ صَدْرِیْ ثُمَّ غُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ اُتِیْتُ بِطَشْتَةٍ مِنْ ذَهَبٍ مَلِیًّا اِیْمَانًا وَ حِکْمَةً فَحُشِیَ بِهَا صَدْرِیْ۔ (الخصائص ص ۱/۶۵)	پھر میرے قلب کو سنہری طشت میں آب زمزم سے غسل دیکر ایمان وحکمت سے لبریز کر کے میرے سینہ فیض گنجینہ میں رکھ دیا گیا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ منور حقائق رحمانیہ ومعارف ربانیہ کا گنجینہ ہے۔ ہدایت وموعظت کا خزینہ ہے۔ نبوت وحکمت

Marfat.com

سے لبریز ہے۔ علم لدنی ونور ربی سے معمور ہے۔ اسرار الٰہی وتجلیات ایزدی کا مسکن ہے۔ سارے جہان کے علوم اسی سینہ میں بند ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اسی سینہ بے کینہ سے علوم ومعارف کے خزینے حاصل کرتی ہے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

شق صدر کتنی مرتبہ ہوا

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شرح صدر کا واقعہ ایک مرتبہ بہ زمانہ شیر خوارگی حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں۔ دوسری مرتبہ بعثت کے وقت، تیسری مرتبہ شب معراج میں۔ (الخصائص ص ۱۶۴)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شق صدر کی متعدد روایتیں راویوں کے سہو پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب ایک بار سینۂ اقدس پاک وصاف ہو کر منور ہو گیا تو پھر کئی بار شق صدر کی کیا ضرورت ہے؟ مگر ان لوگوں کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ حکمت الٰہیہ کے ادراک سے فہم انسانی قاصر ہے۔ نامعلوم متعدد بار کے شق صدر میں کیا کیا حکمتیں تھیں۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں تو ایک بار شرح صدر ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا طلب واستدعا متعدد مرتبہ شرح صدر فرمایا جاتا ہے۔

غور کیجئے کہ جس ہستی پاک کے سینہ کو اللہ تعالیٰ متعدد مرتبہ شرح فرما کر اس میں انوار و تجلیات ودیعت فرما دے تو اس سینہ اقدس کے علوم ومعارف کا کیا ٹھکانا ہوگا۔ حیف ہے ان لوگوں کی ذہنیت پر، جو اس چیز کو مان لینے کے بعد بھی محبوب علیہ السلام کے علم ناپیدا کنار کو ناپتے تولتے ہیں۔ حالانکہ سرکار دو جہاں علیہ السلام کے اوصاف عیب تناہی سے پاک ومنزہ ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

Marfat.com

شق صدر کی حکمتیں

علامہ ابن حجر مکی نے شق صدر متعدد مرتبہ ہونے کی توجیہ کے سلسلے میں لطیف معنی پیدا کئے ہیں، وہ یہ کہ تین مرتبہ کی تطہیر میں مبالغہ مقصود ہے۔ جسطرح شریعت میں تین مرتبہ دھونا شروع ہے اور اسے تین مختلف اوقات کے ساتھ مختص کرنا اس وجہ سے ہے کہ عہد طفولیت میں نشو وارتقاء کے دور میں وساوس خناس سے محفوظ رکھا جائے اور بعثت کے وقت اس لیے تھا کہ وحی کا لینا، اس کا پھیلانا اور زندگی کے لئے رہنا سہنا آسان ہو جائے۔ اسراء کے وقت شرح صدر کا مقصد مناجات کے لئے مستعد کرنا ہے۔ ابن منیر کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کو شق صدر بار بار ہونے از اپنی حقیقی نوعیت سے آپ پر طاری ہونے نیز ماحول، سن اور اجنبی نو واردوں کے ذریعہ انشقاق ہونے کے اعتبار سے بہت ہی اہم ہے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱۶۵)

سینۂ اقدس میں بارہ کمرے

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور مولانا ابو محمد عبدالحق حقانی حضور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس کے بیان میں فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سینۂ اقدس کو ایک رفیع الشان محل سمجھنا چاہیئے جس میں بارہ کمرے ہوں اور ہر کمرے میں ایک مجلس ہو اور اس مجلس کے حاکم اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ جس کی توضیح یہ ہے۔

کمرہ اوّل۔ اس میں ایک عظیم الشان شہنشاہ تشریف فرما ہیں کہ روئے زمین کے بڑے بڑے بادشاہان عرب وعجم، روم وشام، ایران و ہند وغیرہ ممالک کے دست بستہ ان کے سامنے حاضر ہیں اور تدابیر مملکت قوانین جہانداری امور سلطنت وغیرہ ان سے دریافت کر رہے ہیں اور جو کچھ وہ فرماتے ہیں۔ اسکو وہ سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ وہ ان جملہ بادشاہوں کے بادشاہ کون ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

کمرہ دوم۔ اس میں ایک عظیم القدر جلیل الشان حکیم تشریف فرما ہیں کہ دنیا بھر کے حکماء ان کے سامنے دست بستہ حاضر ہیں۔ علوم سیاست، تدبیر منزل، درستی آداب واخلاق اور دیگر علوم حکمیہ کا استفادہ کر رہے ہیں، اور وہ استاذ کل، معلم علم وحکمت صلی اللہ علیہ وسلم ہر

Marfat.com

ایک کواس کی استعداد فہم کے مطابق تعلیم فرمارہے ہیں۔

کمرہ سوم۔اس میں ایک جلیل القدر عظیم الشان قاضی القضاۃ بڑی تمکنت اور وقار کے ساتھ تشریف فرما ہیں اوران کے سامنے دنیا بھر کے قاضی (جج) معاملہ فہم، موجد قوانین سپاسیہ ونواعیہ حاضر ہیں اور آپ کے فیصلہ جات وارشادات کو اپنا دستور العمل بنارہے ہیں۔وہ قاضی القضاۃ بھی حضور ہی ہیں۔صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ چہارم۔اس میں ایک مفتی متجر مسند افتاء پر تشریف فرما ہیں اور علوم وفنون کے دریا، جواس کے سینہ میں موَجزن ہیں، رواں ہیں اور دنیا بھر کے محدثین، مفسرین، متکلمین، مقررین اس کے سامنے حاضر ہیں اور سب کے سب اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس چشمۂ علم وحکمت سے سیراب ہورہے ہیں۔وہ مفتی متجر بھی فخر کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ پنجم۔اس میں ایک محتسب باوقار مسند حکومت پر رعب وجلال سے تشریف فرما ہیں اوراحکام الٰہی سے نافرمانی کرنے والوں کوسزائیں دلوارہے ہیں۔کہیں زانی سنگسار ہورہا ہےاور کہیں چور کے ہاتھ کاٹے جارہے ہیں۔مسکرات کے استعمال کرنے والوں پر درے پڑرہے ہیں۔اور ظلم وتعدی کرنے والوں کوسزائیں ہورہی ہیں۔فسق وفجور کی رسومات مٹائی جارہی ہیں۔دغابازوں، مکاروں اور فریبیوں پر سرزنش ہورہی ہے۔یہ صاحب وقار محتسب بھی حضور علیہ السلام ہی ہیں۔

کمرہ ششم۔اس میں ایک جلیل القدر، رفیع الصوت، خوش الحان قاری جلوہ افروز ہیں اور دنیا بھر کے قاری اس کے سامنے سرنیاز جھکائے ہوئے دست بستہ حاضر ہیں۔فن تجوید، قرات سبعہ اور قواعد وقوانین، لب ولہجہ وغیرہ کی تعلیم ہورہی ہے۔یہ عظیم الشان قاری بھی آپ ہی ہیں۔صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ ہفتم۔اس میں ایک عابد وزاہد دنیا ومافیہا سے بے نیاز ہوکر تشریف فرما ہیں۔صبح وشام، رات ودن میں ایک گھڑی تو کیا، ایک سانس ہی غفلت سے نہیں گزارتے۔ہر وقت تسبیح وتہلیل اوراوراد ووظائف، فرائض ونوافل، ادعیہ صبح وشام میں مشغول ومصروف ہیں اور دنیا بھر کے عابد وزاہد اس کے حضور حاضر ہیں۔عبادت وریاضت اور طریقت کے

Marfat.com

اصول وطریق وغیرہ حاصل کر رہے ہیں اور وظائف صبح وشام واوراد واشغال کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ عابد وزاہد بھی حضور سرور کائنات ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ ہشتم۔ اس میں ایک عارف کامل تشریف فرما ہیں کہ ذات وصفات کے اسرار اور عالم ناسوت وملکوت کے حقائق اس کے دل پر منکشف ہیں اور تمام دنیا کے عارف اس کے حضور عجز وانکسار سے حاضر ہیں اور حقائق ومعارف اسرار ورموز کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ عارف کامل بھی وہی معدن اسرار کل حضرت محمد الرسول اللہ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ نہم۔ اس میں ایک واعظ، عالم وفاضل منبر اطہر پر جلوہ افروز ہے اور لوگوں کی ارواح وقلوب کو اپنے کلام مقدس کی تاثیر وانوار سے مسرور ومنور کر رہا ہے۔ کسی کو ثواب یا اجر جزیل کی ترغیب سے راہ راست پر لا رہا ہے اور کسی کو عذاب قبر اور جہنم کے المناک حالات سنا کر توبہ کرا رہا ہے۔ ہزاروں دار آخرت کے درجات اور حیات جاودانی کے برکات سنکر ایمان لا رہے ہیں اور ہزاروں بدکار عذاب قبر اور دوزخ کی سزاؤں کے حالات سن کر اپنی بدکاریوں پر نادم ہو کر توبہ کر رہے اور رو رہے ہیں، دنیا بھر کے عالم وفاضل اور واعظ اس کے حضور دست بستہ حاضر ہیں اور طریق وغیرہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ واعظ اور عالم علم لدنی بھی حضور اکرم ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ دہم۔ اس میں ایک مرشد کامل، صاحب طریقت وصاحب دل تشریف فرما ہیں، جس کی نگاہ خاک کو کیمیا کر رہی ہے۔ ہزاروں نامراد، بامراد اور ہزاروں ناشاد، شاد ہو رہے ہیں۔ کہیں چور قطب بن رہے ہیں اور کہیں قطب غوث بن رہے ہیں۔ تمام دنیا کے مرشد کامل اس کے حضور خلقہ بگوش ہیں۔ ہر ایک کی استعداد کے مطابق اسے سیراب کیا جا رہا ہے۔ وصول الی اللہ کے رستے حجابات دور کرنے کے طریقے، مقامات، احوال، مراتب، توجہ، تاثیر، ذوق وشوق کیف وگداز، فنا وبقا وغیرہ کی تعلیم ہو رہی ہے۔ یہ مرشد کامل بھی حضور اکرم ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ یازدہم۔ اس میں ایک اولوالعزم، رفیع الشان، خاتم نبوت، صاحب کتاب رسول مکرم تشریف فرما ہیں اور تمام رسول حضرت ابراہیم واسحاق ویعقوب وداؤد وسلیمان وعیسیٰ وموسیٰ علیہم السلام ان کے ارد گرد تشریف رکھتے ہیں اور خاتم النبیین سے فیوض وبرکات

Marfat.com

حاصل کر رہے ہیں اور وہ رسول مکرم، خاتم النبیین انکی شریعتوں کے احکام گھٹا بڑھا رہے ہیں اور سب رسول بسر وچشم قبول کر رہے ہیں اور انہیں اپنا امام اور سردار انبیاء تسلیم کر رہے ہیں وہ رسول مکرم، خاتم النبیین بھی جناب محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

کمرہ دوازدہم۔ اس میں ایک پیکر نور، حسن ازل، نازنین محبوب، کعبے کی مانند تشریف فرما ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حسن و جمال کی تجلی نے اس گلبدن کے بدن اطہر کو اپنا مظہر و مسکن ٹھہرایا ہے۔ حسن ازل کے انواروں نے انکو روشن کر کے خدا کی شان محبوبیت اس میں جلوہ گر رکھی ہے اور وہ اپنی محبت کی کشش سے لوگوں کے دلوں کا شکار کر رہا ہے اور لاکھوں اس ازلی حسن کے عاشق بڑی دور سے بغیر امید کسی منفعت اور بدون کسی خواہش کمال کے فقط دیدار کے بھوکے دیوانوں کی طرح دوڑے چلے آتے ہیں اور اپنی اپنی پیشانیاں اس کے آستانہ فیض پر گھستے ہیں اور اس کے جمال کی ایک جھلک کے مشتاق ہیں اور یہ مرتبہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوا، مگر اسی محبوب کے صدقہ سے بعض کو تھوڑا سا حصہ اس محبوب کی محبوبیت سے حاصل ہوا ہے اور جن کو اس محبوبیت سے کچھ ملا ہے، مخلوق کا جھکاؤ ان کی طرف ہو گیا ہے اور وہ محبوب ازلی بھی جناب سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ہی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

اگر کسی کو ان بارہ مجلسوں میں کسی قسم کا شک وشبہ ہو تو وہ خوب غور کرے اور سوچے کہ ان سب کاموں کی اصل کہاں سے ہے تو بیشک اسکو یقین آ جائے گا کہ یہ سب کارخانہ ایک جھلک ہے کمال محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انواروں میں سے۔ جیسے جڑ کی تازگی سے شاخ شاخ اور پتا پتا سرسبز رہتا ہے اور جیسے دریا سے نکل کر نہریں چاروں طرف جا رہی ہوتی ہیں، اسی طرح حقیقت میں سینۂ بے کینہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم منبع ہے اور مخزن ہے تمام کمالات ظاہری اور باطنی کا۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض فوارے کی مانند چشموں کی طرح جاری ہے اور کائنات کے ہر فرد کو سیراب کر رہا ہے۔ (تفسیر عزیزی وحقانی ملخصا)

تو اصل وجود آمدی ازنخت
دگر ہر چہ موجود شد فرع تست

قلب مبارک

حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شریف کی وسعت، عظمت وجلالت اور رفعت شان

Marfat.com

کا بیان طاقت انسانی سے باہر ہے۔ جو اسرار و معارف آپ کے قلب اقدس کو عطا ہوئے، وہ کسی اور کو عطا نہیں ہوئے اور نہ ہی کسی اور کا قلب اس کا متحمل ہو سکتا تھا۔ آپ کے قلب مبارک کی معجزانہ عظمت کے قربان۔ خالق کائنات کا ارشاد ہے۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔ (قرآن حکیم ص ۲۸/۶)

اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل فرماتے تو وہ خوف الٰہی سے گڑگڑاتے ہوئے پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

مگر قلب شریف کا یہ بے مثل اعجاز ہے کہ یہی قرآن عظیم اپنی پوری عظمت و جلالت کے ساتھ اس قلب مبارک پر نازل ہوا، لیکن قلب مقدس کو نہ کوئی صدمہ پہنچا، نہ لغزش ہوئی بلکہ آپ کے قلب معظم نے سلامتی کے ساتھ اس بار امانت کو اٹھا لیا۔

بحالت نیند قلب بیدار

نیند کی حالت میں ہر شخص کی آنکھیں محو خواب اور دل غافل ہو جاتا ہے مگر قلب منور کا یہ بھی ایک معجزہ ہے کہ نیند کی حالت میں بھی قلب مقدس ہمیشہ بیدار رہتا تھا۔

اِنَّهٗ كَانَ يَقِظَانَ الْقَلْبِ دَائِمًا۔ (نشر الطیب ص ۱۸۹)

بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے۔

نیند سے وضو نہ ٹوٹتا

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ بغیر وتر پڑھے سو جاتے ہیں اور نیند سے بیدار ہو کر بلا وضو فرمائے وتر پڑھ لیتے ہیں۔ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ عَيْنِيْ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔ (بخاری مسلم ص ۲۵۴/۱۔ نشر الطیب ص ۱۸۹)

اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

یعنی میری دونوں آنکھیں سوتی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے۔ اس لئے میرا وضو شکستہ نہیں ہوتا۔

Marfat.com

دل کی آنکھیں اور کان

دارمی اور ابن عساکر نے ابن غنم سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور آپ کا بطن مبارک چاک کیا اور کہا۔ یہ دل مضبوط ہے اس میں دو کان ہیں، جو سنتے ہیں۔ دو آنکھیں ہیں، جو دیکھتی ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، المقصیٰ، الحاشر ہیں۔ آپکی تخلیق مستحکم، آپ کی زبان صادق اور نفس مطمئن ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۱۶۴)

جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے غسل دیا تو کہا۔

قَلْبٌ سَدِیْدٌ فِیْهِ عَیْنَانِ تَبْصُرَانِ وَاُذُنَانِ سَمْعَانِ۔ (فتح الباری ص ۱۳/۴۱۰)

قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے۔ اس میں دو آنکھیں ہیں، جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں، جو سنتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دائمی ادراک

جب اللہ تعالیٰ نے بطور خرق عادت حضور علیہ السلام کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرما دیئے ہیں تو اب یہ کہنا کہ وراء عالم محسوسات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اور سننا احیاناً ہے، دائمی نہیں، قطعاً باطل ہو گیا۔ جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا ادراک دائمی ہے تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیونکر عارضی اور احیاناً ہو سکتا ہے؟ (عروج المحبوب ص ۱۶)

عظمت قلب

دل تو ہر انسان کے سینے میں ہے مگر حضور علیہ السلام کے سینۂ مبارک میں وہ عظمت والا دل ہے کہ قرآن کریم نے اس کی مدح میں ارشاد فرمایا۔

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰی۔ (قرآن حکیم ۵۳/۱۱) دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔

یعنی محبوب خدا کی مقدس آنکھ نے جو کچھ بھی دیکھا، حضور کے قلب منور نے کبھی اس

Marfat.com

کی تکذیب نہیں کی۔ مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کی آنکھوں کا احساس ہمیشہ قلب مبارک کے ادراک کے موافق ہی رہا۔

ناظرین محترم! ہم اپنی آنکھوں سے سینکڑوں ایسی چیزیں دیکھتے ہیں کہ ہمارا قلب اسکو جھٹلا دیتا ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں کا دیکھا ہوا بسا اوقات غلط ہوتا ہے، اس لیئے قلب اس کو قبول نہیں کرتا۔ مثلاً چلتی ہوئی ریل گاڑی پر سے ہماری آنکھوں کو ایسا نظر آتا ہے کہ درخت بھاگے جارہے ہیں مگر قلب ہماری آنکھوں کے اس دیکھے ہوئے کو جھٹلا دیتا ہے۔ اسی طرح سورج طلوع ہوتے وقت ہماری آنکھوں کو ایسا نظر آتا ہے کہ آفتاب زمین سے بہت چھوٹا ہے مگر ہمارا دل اسکو سراسر غلط سمجھتا ہے۔ کیونکہ آفتاب تو زمین سے ہزاروں گنا بڑا ہے۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ ہماری آنکھوں کے احساس اور قلب کے ادراک میں مطابقت ضروری نہیں۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک اور چشم منور دونوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ کی چشم منور اور قلب انور دونوں کے احساس و ادراک میں ہمیشہ مطابقت ہی ہوتی ہے۔ یعنی آپ کی آنکھ وہی دیکھتی ہے جو آپ کے علم قلب کے مطابق ہوتا ہے اور آپ کا قلب وہی جانتا ہے جو آپ کی نظروں کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نسیان سے پاک

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری ہوتا ہے۔

سَنُقْرِئُکَ فَلَاتَنْسٰی۔ (قران حکیم ۱۲/۳۰) محبوب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

آیۃ مذکورہ سے ظاہر ہے کہ آپ کا علم نسیان سے پاک ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے نور العرفان و کنز العرفان)

ایک سوال کا جواب

احادیث صحیحہ سے آپکے فعل میں سہو کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ حدیث ذوالیدین سے حضور علیہ السلام کا دو رکعت پر سلام پھیرنا اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ کا ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھنا مذکور ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ آیت و حدیث متعارض نہیں ہیں۔

Marfat.com

کیونکہ نسیان کا تعلق علم سے ہے اور سہو کا تعلق فعل سے ہے۔ لہٰذا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سہو واقع ہوا ہے، علم میں نہیں۔ بلکہ حضور علیہ السلام کے افعال بھی سہو سے پاک ہیں اور نماز میں جو سہو ہوا، اس کے متعلق شراح احادیث فرماتے ہیں کہ یہ تعلیم امت کے لئے تھا۔ نیز مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ

میں بھولتا نہیں بھلایا جاتا ہوں

حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنِّیْ لَا اَنْسٰی وَلٰکِنْ اُنْسٰی۔ مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے۔
(نشر الطیب ص ۱۸۹) (تا کہ اس کے متعلق احکام سنت قرار پائیں)

لیجئے! اب تفاسیر و احادیث مبارکہ سے چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں تا کہ آپکو سینۂ اقدس و قلب مبارک کے علوم کا اندازہ ہو جائے۔

زمین و آسمان کا علم

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رَاَیْتُ رَبِّی عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ..... فَوَاضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ۔
(مشکوٰۃ ص ۶۹)

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) رب تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دو شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

قَالَ اِبْنِ حَجَرٍ اَیْ جَمِیْعِ الْکَائِنَاتِ الَّتِیْ فِی السَّمٰوٰتِ بَلْ وَمَا فَوْقَھَا علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ فا فی السمٰوٰت سے آسمانوں بلکہ ان سے بھی اوپر کی تمام

Marfat.com

لَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قِصَّةِ الْمِعْرَاجِ وَالْاَرْضِ هِيَ بِمَعْنَى الْجِنْسِ اَيْ وَ جَمِيْعٌ مَا فِي الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ بَلْ وَمَا تَحْتَهَا كَمَا اَفَادَهُ اَخْبَارَهُ عَلَيْهِ السَّلَامِ مِنَ الثَّوْرِ وَالْحُوْتِ الَّذِيْنَ عَلَيْهَا الْاَرْضُوْنَ كُلَّهَا ..... وَفُتِحَ عَلَيَّ اَبْوَابُ الْغُيُوْبِ۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

کائنات کا علم مراد ہے۔ جیسا کہ قصہ معراج سے مستفاد ہے اور الارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں میں بلکہ ان سے بھی نیچے ہیں، وہ سب حضور علیہ السلام کو معلوم ہوگئیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثور حوت کی خبر دینا، جن پر سب زمینیں ہیں، اسکو مفید ہے..... اور پھر فرمایا حضور علیہ السلام نے، مجھ پر اللہ تعالیٰ نے غیبوں کے دروازے کھول دیئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۱/۳۳۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے تمام علوم جزوی وکلی کے حاصل ہونے اور ان کے احاطہ کرنے کی۔

ہر چیز کا علم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ۔ میرے لئے ہر چیز ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔

(ترمذی ص ۲/۱۵۶، حاشیہ ص ۹، مشکوٰۃ ص ۷۲، مسلک اولیاء ص ۱۲۶)

اب اسی حدیث کے تحت شیخ المحدثین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:

Marfat.com

پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز اس علوم وشناختم ہمہ را۔ (اشعۃ اللمعات ص ۲۶۹/۱)

پس مجھ پر ہر قسم کا علم ظاہر ہو گیا اور میں نے سب کو پہچان لیا۔

اوّل آخر بتا دیا

حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدَاءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ۔ (بخاری ص ۴۵۳/۱، مشکوٰۃ ص ۵۰۶)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی ہے۔ ایک یہ کہ عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ دوسرے یہ کہ عالم کی انتہا کس طرح ہوگی۔ یعنی از روز ازل تا قیام قیامت ایک ایک ذرہ و قطرہ بیان کر دیا۔ اسی حدیث پاک کی شرح میں امام شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَدَلَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَنَّهٗ اَخْبَرَ فِيْ الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ لِجَمِيْعِ اَحْوَالِ الْمَخْلُوْقَاتِ مِنْ اِبْتَدَئْتِ اِلٰى اَنْ تَفْنِى اِلٰى اَنْ تَبْعَثُ۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۲۰۷/۶، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث میں دلالت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ہی مجلس پاک میں ساری مخلوقات کے تمام احوال کی ابتداء سے انتہا تک خبر دے دی۔

نیز اسی طرح کی شرح کے لئے اسی حدیث پاک کے تحت دیکھیئے عینی شرح بخاری ص ۲۱۴/۷۔ ارشاد الساری شرح بخاری ص ۲۵۰ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۴/۱۱، ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان۔

Marfat.com

ہر چیز کی خبر دی

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَاتَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنَ فِیْ مَقَامِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثَ بِہٖ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَّسِیَہٗ۔

(بخاری ص ۲/۹۹۷، مسلم ص ۲/۳۹۰، مشکوٰۃ ۴۶۱، ابوداؤد ص ۲/۱۲۶، شفاء شریف عربی مصری ص ۲۸۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو نہ چھوڑا (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، وہ سب بیان کر دیا۔ جس نے یاد رکھا، یاد رکھا۔ جو بھول گیا، وہ بھول گیا۔

حضرت سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ تَرَکْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا یُحَرِّکُ طَائِرٌ جَنَاحَیْہِ اِلَّا ذَکَرَلَنَا مِنْہُ عِلْمًا۔

(زرقانی شرح مواہب ص ۷/۲۰۶، شفاء شریف ص ۱/۲۸۳ مصری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرند ایسا نہیں، جو اپنے بازو کو ہلائے مگر آپ نے ہم سے اس کا بھی ذکر فرما دیا۔

علم غدوای ارض تموت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ وَھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا وَ وَضَعَ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاجَاوَزَ اَحَدٌ مِّنْھُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مقام بدر میں ایک دن پہلے) فرمایا کہ یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور آپ نے اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا۔ اور یہ ہے کل فلاں کے گرنے کی جگہ اور اپنے دست مبارک کو زمین پر رکھا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، حضور علیہ السلام کے دست مبارک کی جگہ سے ان فرمودہ آدمیوں میں سے کوئی بھی پس و پیش نہ ہوا۔

Marfat.com

(مسلم ص ۳۸۶/۳، نسائی ص ۳۹۳/۱، بخاری ص ۵۶۵/۲، حاشیہ ص ۲، ابوداؤد ص ۲/ وص ۱۰۳،
خصائص کبریٰ ص ۱۹۹، کتاب آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۸۸، از مفتی محمد شفیع دیوبندی۔ کنز العرفان ص ۱۲۵/۱)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام نے مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کا علم یعنی کل کیا ہوگا۔ اور بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کا علم یعنی کون کس زمین میں مرے گا، کی اطلاع قبل از وقت فرمائی۔ حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظ غَدًا یعنی کل کا علم ظاہر فرما دیا اور زمین پر دست مبارک رکھ کر علیحدہ علیحدہ ہر ایک کے مرنے کی جگہ پہلے ہی ظاہر فرما دی۔

علوم خمسہ

قیامت کب آئے گی؟ مینہ کب، کہاں اور کتنا برسے گا؟ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ کل کیا ہوگا اور فلاں کہاں مرے گا؟ ان پانچوں علوم کے متعلق علامہ احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمتہ اللہ علیہ (المتوفی ص ۲۴) آیت مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا کے تحت فرماتے ہیں۔

اَیْ مِنْ حَیْثُ ذَاتِهَا وَ اَمَّا بِاِعْلَامِ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ فَلَا مَانِعَ مِنْهُ كَالْاَنْبِيَاءِ وَ بَعْضِ الْاَوْلِيَاءِ قَالَ تَعَالٰى وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَاشَآءَ قَالَ تَعَالٰى فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَلَا مَانِعَ مِنْ كَوْنِ اللّٰهِ يَطْلَعُ بَعْضَ عِبَادِهِ الصَّالِحِيْنَ عَلٰى بَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ فَتَكُوْنَ مُعْجِزَةً لِلنَّبِيِّ وَكَرَامَةً لِلْوَلِيِّ وَلِذٰلِكَ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْحَقَّ اِنَّهٗ لَمْ يَخْرُجْ نَبِيُّنَا مِنَ الدُّنْيَا حَتّٰى اَطْلَعَهٗ عَلٰى تِلْكَ الْخَمْسِ وَلٰكِنَّهٗ اُمِرَ بِكِتْمِهَا۔

(تفسیر صاوی علی الجلالین عربی مصری ص ۲۴۴/۳)

ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا۔ لیکن کسی بندے کا اللہ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں، جیسے انبیاء اور بعض اولیاء۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں گھیر سکتے۔ مگر جس قدر رب چاہے اور فرمایا کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا سوائے برگزیدہ رسولوں کے۔ پاس اگر خدا تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرما دے تو کوئی مانع نہیں۔ پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسی لئے علماء نے فرمایا کہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے، یہاں تک کہ ان کو ان پانچوں علوم پر اللہ تعالیٰ نے مطلع فرما دیا، لیکن ان کے چھپانے کا حکم ہوا۔

Marfat.com

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اُوْتِیَ عِلْمُ کُلِّ شَیْءٍ حَتّٰی الرُّوْحَ وَالْخَمْسَ الَّتِیْ فِی آیَةِ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔

(کشف الغمہ عربی مصری ص ۲/۴۴)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کُلِّ شَیْءٍ کا علم دیا گیا ہے، حتی کہ روح اور ان پانچ غیبوں کا بھی جن کا بیان آیہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں کہ

لَمْ یَخْرُجْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ اَیِ الْخَمْسَةِ۔ (ص ۹۱)

حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ان پانچوں غیبوں کا علم بھی دے دیا۔

حافظ الحدیث علامہ احمد سلجماسی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سیّدی عبدالعزیز دباغ رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا:

اِنَّ عُلَمَاءَ الظَّاهِرِیْنَ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَغَیْرِهِمْ اِخْتَلَفُوْا فِیْ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ کَانَ یَعْلَمُ الْخَمْسَ فَقَالَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَیْفَ یُخْفٰی اَمْرُ الْخَمْسِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّةِ الشَّرِیْفَةِ لَایُمْکِنُهٗ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرَفَةِ هٰذَا الْخَمْسِ۔

(الابریز شریف ص ۲۸۳ مصری)

کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہ مسئلہ علوم خمسہ میں باہم اختلاف رکھتے ہیں۔ علماء کا ایک گروہ کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا علم تھا، دوسرا انکار کرتا ہے۔ اس میں حق کیا ہے؟ فرمایا رضی اللہ عنہ تے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ غیب کیونکر مخفی رہ سکتے ہیں۔ حالانکہ آپکی امت شریف میں جو اولیاء کرام اہل تصرف ہیں (کہ عالم میں تصرف کرتے ہیں) وہ تصرف نہیں کر سکتے، جب تک ان پانچوں غیبوں کو نہ جان لیں۔

حضرت علامہ ملا جیون رحمتہ اللہ علیہ زیر آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَکَ اَنْ تَقُوْلُ اِنَّ عِلْمَ هٰذِهِ الْخَمْسَةِ اَنْ لَّا یَعْلَمُهَا اَحَدٌ اِلَّا اللّٰه لٰکِنْ یَجُوْزُ اَنْ یُعْلِمُهَا مَنْ یَّشَاءُ مِنْ مُّحِبِّیْهِ وَاَوْلِیَائِهٖ بِقَرِیْنَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ عَلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الْخَبِیْرُ بِمَعْنِی الْمُخْبِرِ۔

اور تو یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ان پانچوں علوم کو اگرچہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن یہ جائز ہے کہ اللہ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے سکھا دے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے قرینہ سے کہ اللہ جاننے والا اور خبر دینے والا ہے اور خبر بمعنی مخبر ہے۔

(تفسیرات احمدیہ ص ۳۹۷)

حضرت امام قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَدْ اِشْتَهَرَ وَانْتَشَرَ اَمْرُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَیْنَ اَصْحَابِهٖ بِالْاِطِّلَاعِ عَلَی الْغُیُوْبِ۔

بلا شبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں یہ مشہور و معروف تھا کہ آپ کو غیبوں پر اطلاع ہے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۵۵/۷)

غیب پر ایمان لانا ضروری ہے

علامہ احمد بن محمد الصاوی المالکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَالَّذِیْ یَجِبُ الْاِیْمَانُ بِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْتَقِلْ مِنَ الدُّنْیَا حَتّٰی اَعْلَمَهُ اللّٰهُ بِجَمِیْعِ الْمُغَیَّبَاتِ الَّتِیْ تُحَصَّلُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَهُوَ یَعْلَمُهَا کَمَا حِیَ عَیْنٌ یَقِیْنٌ۔ (تفسیر صاوی ص ۱۰۴/۲ مصری)

جس پر ایمان لانا ضروری ہے، وہ یہ ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے منتقل نہ ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو جمیع غیوب جو دنیا و آخرت میں ثابت ہونے والے تھے سکھا دیئے۔ آپ ان کو اسطرح جانتے ہیں، جس طرح کہ وہ ہیں بہ عین الیقین۔

اعلان عام جو چاہو، پوچھو

حضرت علامہ خازن زیر آیت مَا کَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ (قرآن حکیم ص ۴/۹)

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ پر میری تمام امت اپنی اپنی صورتوں میں پیش کی گئی۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھی اور مجھے بتا دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون کفر کرے گا۔ یہ خبر منافقین کو پہنچی تو انہوں نے استہزاء کیا اور کہنے لگے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ گمان ہے کہ وہ ان لوگوں کے کفر و ایمان کی بھی خبر رکھتا ہے، جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے اور ہم تو اس کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ ہمیں پہچانتا بھی نہیں ہے۔ یہ خبر جب حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر اطہر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا:

مَابَالُ اَقْوَامٍ طَعَنُوْا فِیْ عِلْمِیْ لَا تَسْئَلُوْا فِیْ عَنْ شَیْیءٍ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ السَّاعَةِ اِلَّانَبَّاتَکُمْ بِهٖ۔

(تفسیر خازن ص ۳۰۸/۱۔ تفسیر حسینی قادری ص ۱۴۲/۱ تفسیر نعیمی ص ۳۳۸/۴)

ان قوموں کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعنہ کرتی ہیں۔ اسوقت سے لیکر قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق جو بھی تم ہم سے پوچھو گے ہم تمہیں اس کی خبر دیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَوَاللّٰهِ لَا تُسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْیءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا۔ (بخاری و مسلم)

خدا کی قسم! تم ہم سے کسی چیز کے متعلق نہیں پوچھو گے، مگر ہم یہاں کھڑے ہو کر ہی اسکی خبر دیں گے۔

ان احادیث کے الفاظ لَا تُسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْیءٍ سے ثابت ہوا کہ کوئی شے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے خارج نہیں۔ کیونکہ شے نکرہ ہے اور نکرہ حیز نفی میں عموم کا فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ کتب اصول میں مبرہن ہے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا۔ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ (بلا قید۔ کلی طور پر) جو چاہو، مجھ سے پوچھو۔ خدا کی قسم! جس شے کا تم مجھ سے سوال کرو گے، میں اس مقام پر اس کا جواب دوں گا۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا۔ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ دوسرے نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا۔ تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے۔ تیسرے

Marfat.com

نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔

(بخاری ص ۱/۲۹، مسلم ص ۲/۲۶۴، کنز العرفان ص ۱/۱۲۰، معالم التنزیل)

برادران گرامی! فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ کا اعلان عام اس پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ کا علم (باعلام اللہ) اولین و آخرین، شرق تا غرب، فرش تا عرش، روز اول تا روز آخر، ہر صغیر و کبیر، ہر رطب و یابس کو محیط ہے۔ اور یاد رہے کہ جو کچھ بیان ہوا ہے، ہرگز ہرگز حضور علیہ السلام کے سینۂ اقدس و قلب مبارک کا پورا علم نہیں بلکہ آپکے علوم کا تھوڑا سا حصہ ہے۔ امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَم — لوح محفوظ اور قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔

عقل حیراں ہے ادراک کو ہے جنوں — کیف ہے سر بہ سجدہ خرد سرنگوں
کون پہنچا ہے تا حد سر دروں — دل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ راز وحدت پہ لاکھوں سلام

حضرت امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَطْلَعَہٗ عَلَی الْعَالَمِ فَعَلِمَ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَمَا کَانَ وَ مَایَکُوْنَ۔ — اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام عالم پر مطلع فرمایا تو آپ نے اولین و آخرین اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا تھا، سب جان لیا۔

(شرح ام القریٰ خالص الاعتقاد ص ۳)

مَا کَانَ تَاں مَاسَیَکُوْنَ — دیکھو قدرت گونا گونوں
کُلُّ ذِیْ عِلْمٍ ہے راہ نمونوں — صلی اللہ علیہ و سلم
عَلَّمَ الْقُرْآنَ بھی آیا — عَلَّمَکَ رَبُّ آپ سکھایا
ھُوَالْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ شان دوہایا — صلی اللہ علیہ و سلم

(حلیہ شریف)

Marfat.com

فوائد

۱۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو (ما کان وما یکون) جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے، کل اشیاء کا تفصیلی علم عطا فرمایا ہے۔

۲۔ یہ کہ آپ کا علم نسیان سے پاک ہے اور آپ کا ادراک دائمی ہے۔

۳۔ یہ کہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں طعنہ زنی کرنا اور نہ ماننا منافقین کا کام ہے۔

۴۔ یہ کہ آپ کے قلب اور چشم کے ادراک میں مطابقت تھی۔

۵۔ یہ کہ دنیا کا کارخانہ اور تمام نظام عالم حضور علیہ السلام کے فیض و برکت سے چل رہا ہے۔

۶۔ یہ کہ جو کمال کسی کو ملا ہے اور ملے گا، اس کے منبع اور مخزن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

Marfat.com

باب ۱۷

شکم اقدس وفضلات مبارک

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا　　اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام
نور عین لطافت پہ الطف ورود　　زیب وزین نظافت پہ لاکھوں سلام
عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سواء البطن والصدر تھے اور سینۂ اقدس کسی قدر ابھرا ہوا۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شکم مبارک کو (بہ غور) نہیں دیکھا۔ مگر مجھے یاد ہے کہ وہ کاغذ کہ تہوں کی مانند تھا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۸۷)

ام المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی شکم سیر ہو کر نہیں کھایا اور نہ ہی کبھی فقر و فاقہ کا شکوہ کسی سے فرمایا۔

(زرقانی علی المواہب ص ۴/۳۱۱)

یہ اختیاری فقر و فاقہ تھا جو حضور علیہ السلام کو غنا سے زیادہ پیارا تھا، ورنہ آپ کے مبارک ہاتھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ خزائن ارض کی کنجیاں، اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اور کائنات کی ساری برکتیں آپکے بے مثل ہاتھوں میں تھیں، جیسا کہ ہاتھوں کے بیان میں مذکور ہو چکا ہے۔

ہر مرتبہ کہ بود در امکاں بروست ختم
ہر نعمتے کہ داشت خدا شد برو تمام

(مدارج النبوت ص ۱/۴۵)

فقر اختیاری

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اگر تم چاہو تو میں مکے کی پتھریلی زمین کو تمہارے لئے سونا بنا دوں؟ میں نے عرض کیا۔ اے میرے پروردگار! نہیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ

اَشْبَعُ یَوْمًا وَاَجُوْعُ یَوْمًا فَاِذَا جِعْتُ تَضَرَّعْتُ اِلَیْکَ وَ ذَکَرْتُکَ فَاِذَا شَبِعْتُ شَکَرْتُکَ وَحَمِدْتُکَ۔

(زرقانی ص ۴/۳۲۲)

ایک دن آسودہ رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں تو تیری طرف زاری و عاجزی کروں۔ اور دل و جان سے تجھ کو یاد کروں اور جب آسودہ رہوں تو تیرا شکر اور تیری حمد کروں۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین مکہ معظمہ میں کوہ صفا پر تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جبریل! قسم ہے اس ذات کی، جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے شام کو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتا۔ بس یہ فرما ہی رہے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی۔ فرمایا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا۔ اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا کہ آپ نے ابھی جو کلام فرمایا ہے، وہ اللہ تعالیٰ نے سنا۔

فَبَعَثَنِیْ اِلَیْکَ بِمَفَاتِیْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَعْرَضَ عَلَیْکَ اَسْیَرُمَعَکَ جِبَالُ تَهَامَةَ زَمُرَّدًا وَّیَا قُوْتًا وَّ ذَهَبًا وَ فِضَّةً فَاِنْ رَضِیْتُ فَعَلْتُ فَاِنْ شِئْتَ نَبِیًّا مَلَکًا وَ اِنْ شِئْتَ نَبِیًّا عَبْدًا فَاَوْمَ اِلَیْهِ جِبْرِیْلَ اَنْ تَوَاضَعَ فَقَالَ نَبِیًّا عَبْدًا ثَلَاثًا۔

(زرقانی علی المواہب ص ۳۲۲/۴، مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

تو مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد، یاقوت، سونا اور چاندی بنا دوں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی یہ کام کر دیتا ہوں۔ آپکو اختیار ہے کہ چاہے، نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے۔ جبریل امین نے آپکی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ یہ فقر و فاقہ آپ نے خود اختیار فرمایا تھا اور اسکو غنا پر ترجیح دی تھی ورنہ آپ مالک کونین تھے۔

مالک دین و دنیا ہو کر — دونوں جہاں کے داتا ہو کر
فاقے سے ہیں سرکار دو عالم — صلی اللہ علیہ و سلم
عجز تو دیکھو اللہ اکبر — تکیے کے بدلے اینٹ یا پتھر
اور سر سرکار دو عالم — صلی اللہ علیہ و سلم

Marfat.com

فقر وفاقہ کا عالم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ آپ اور آپ کے اہل وعیال کئی کئی راتیں پے در پے بھوکے گزارتے۔

وَكَانَ اَكْثَرُ خُبْزِهِمْ خُبْزَ الشَّعِيْرِ۔ (ترمذی)

اور اکثر ان کی روٹی جو کی روٹی ہوتی۔

کھانا جو کھانا جو کی روٹی
وہ بھی شکم بھر روز نہ کھانا

ان چھنا آٹا روٹی موٹی
صلی اللہ علیہ وسلم

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

مَاشَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مَتَتَابِعَيْنَ حَتّٰى قُبِضَ۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی سے پے در پے دو دن پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔ (یعنی ایک دن کھاتے تھے ایک دن نہیں)۔

اور میں آپ کے فاقے کی حالت کو دیکھ کر رو پڑا کرتی اور اپنا ہاتھ آپ کے پیٹ پر پھیر کر کہتی کہ فاقہ سے کیسا دب گیا ہے۔

وَاَقُوْلُ نَفْسِیْ لَکَ الْفِدَاءُ لَوْ تَبَلَّغْتُ مِنَ الدُّنْيَا بِمَا يُقَوِّيْكَ فَيَقُوْلُ يَا عَائِشَةُ مَالِیْ وَالدُّنْيَا اِخْوَانِیْ مِنْ اُولِی الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ صَبَرُوْا عَلٰى مَاهُوَ اَشَدُّ مِنْ هٰذَا۔

(شفا شریف ص ۸۴)

اور کہتی کہ آپ پر میری جان فدا ہو۔ دنیا میں سے اتنا تو قبول فرما لیجئے جو جسمانی قوت کے قائم رکھنے کو کافی ہو۔ تو فرماتے۔ عائشہ! مجھے دنیا سے کیا کام میرے بھائی اولوالعزم رسول تو اس سے بھی سخت حالت پر صبر کیا کرتے تھے۔

ستر آہے پردے نوری
صاف شکم پر صبر صبوری
ہر دم رہندے خاص حضوری
صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوااور دیکھا کہ آپ نماز بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا بھوک کی وجہ سے۔ میں بے اختیار رونے لگا۔ فرمایا "مت رو، جو شخص بہ نیت اجر وثواب بھوکا رہے، قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہے گا"۔ (زرقانی ص ۳۱۹/۴)

ناظرین گرامی! جس طرح آپ اور آپ کے اہلبیت وازواج مطہرات نے گزران کی ہے، دنیا میں کوئی نہیں کرسکتا۔

آسماں ملک اور جو کی روٹی غذا　　لامکاں ملک اور جو کی روٹی غذا
کن فکاں ملک اور جو کی روٹی غذا　　کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

وصلی روزے

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بغیر افطار کئے روزے پر روزہ رکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر صحابہ کرام نے بھی روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ جب کمزوری کے آثار ان میں نمایاں ہوئے تو حضور علیہ السلام نے انہیں منع فرمایا۔

قَالُوْا اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ کَاَحَدٍ مِّنْکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی۔ (بخاری ص ۲۶۳/۱)

صحابہ نے عرض کیا۔ حضور آپ تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: بلاشبہ مجھ کو (باطنی طور پر) کھلایا اور پلایا جاتا ہے میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ تُوَاصِلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ؟ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَ یَسْقِیْنِیْ۔ (بخاری ص ۲۶۳/۱)

کہ حضور علیہ السلام نے صوم وصال سے منع فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ خود تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: کون ہے تم میں میری مثل؟ میں رات اپنے رب کے پاس گزارتا ہوں۔ میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّکَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّی لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّی اَطْعَمُ وَاُسْقٰی۔

(بخاری و مسلم۔ کتاب الصوم)

حضور علیہ السلام نے بغیر افطار کئے روزے پر روزے رکھنے سے ممانعت فرمائی صحابہ کرام نے عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود تو روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: میں تمہاری مثل نہیں ہوں (یعنی میں تمہاری طرح ظاہری خورد و نوش کا محتاج نہیں ہوں) مجھے روحانی غذا کھلائی اور پلائی جاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل ہیں

صحیح بخاری و مسلم کی ان حدیثوں میں غور کیجئے کہ حضور فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام سے فرما رہے ہیں کہ میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ اور کون ہے تم میں میری مثل؟ کیا وہ لوگ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نہیں پڑھتے تھے۔ ان کو یہ آیت یاد نہیں تھی؟ انہوں نے کیوں نہ کہا کہ ہم سب آپ کی مثل ہیں۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کو بے مثل اور بے نظیر مانتے تھے اور اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا مفہوم ان کے نزدیک وہ نہیں تھا، جو آجکل کے ہمسری و برابری کا دعوی کرنے والوں نے سمجھا ہے۔ اہل ایمان کو صحابہ کرام کے اعتقاد سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

(پاک لوگوں کو اپنے جیسا قیاس نہ کرو۔ شیر اگرچہ لکھنے میں شیر (دودھ) کا ہم شکل ہے مگر دونوں میں بڑا فرق ہے۔)

شیر آں باشد کہ مرد اورا خورد شیر آں باشد کہ مردم را درد

(یعنی اگرچہ شیر اور شیر کتابت میں یکساں نظر آتے ہیں مگر شیر (دودھ) وہ ہے جس کو آدمی کھا جاتا ہے اور شیر وہ جانور ہے جو آدمیوں کو پھاڑ ڈالتا ہے۔)

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد کم کسے زابدالِ حق آگاہ شد

Marfat.com

(اس غلط قیاس کے سبب سے تمام جہان گمراہ ہوگیا (اِلاَّ ماشاءاللہ) اور
شاذ ونادر ہی کوئی شخص اللہ کے دوستوں سے واقف ہو)

اشقیارا دیدۂ بینا نبود نیک وبد در دیدہ شاں یک نمود

(بدبخت لوگ حق بین آنکھوں سے محروم تھے۔اس لیئے ان کی نظروں میں
نیک وبد یکساں دیکھائی دیا)

ہمسری با انبیاء برداشتند اولیاء راہمچو خود پنداشتند

(اپنے غلط قیاس سے کبھی انہوں نے انبیاء کی برابری کا دعوی کردیا
اور کبھی اولیاء کو اپنے برابر سمجھ لیا)

گفت اینک مابشر ایشاں بشر ماؤ ایشاں بستہ خوابیم و خور

(اگر کسی نے اس سوءادب پر اعتراض کیا تو کہہ دیا کہ ہم بھی انسان، وہ بھی انسان،
ہم اور وہ دونوں سونے اور کھانے کے یکساں پابند ہیں۔پھر فرق کیا ہوا؟)

این ندانستند ایشاں از عمیٰ ہست فرقے درمیاں بے انتہٰی

(مگر اندھوں نے اپنی کور باطنی سے یہ نہ دیکھا کہ ان دونوں میں بے انتہا فرق ہے)

ہر دوگوں زنبور خورد انذر محل لیک شد زاں نیش وزاں دیگر عسل

(مثلاً ہر دو رنگ کے زنبوروں (یعنی بھڑ اور شہد کی مکھی نے (پھولوں اور شگوفوں کا رس)
ایک ہی جگہ سے چوسا مگر اس سے ڈنگ پیدا ہوا اور اس دوسری سے شہد)

ہر دو گوں آہو گیا خور دندو آب زیں یکے سرگیں شد وزاں مشک ناب

(دوسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے ہرنوں نے ایک ہی طرح کی گھاس چری، اور ایک ہی
گھاٹ سے پانی پیا، لیکن ایک میں تو مینگنیاں بن گئیں اور دوسری میں خالص کستوری)

ہر دو نے خورد مذازیک آبخور آں یکے خالی و آں پر از شکر

(تیسری مثال یہ کہ دونوں قسم کے نے ایک ہی گھاٹ سے سیراب ہوئے
لیکن ایک کھوکھلا ہے اور وہ دوسرا شکر سے پر ہے۔)

صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بین فرق شاں ہفتا د سالہ راہ میں

(ایسی ہی لاکھوں نظریں دیکھوگے، ان میں ستر برس کی راہ کا فرق پاؤگے)

Marfat.com

ایں خورد گردو پلیدی زیں جدا　　واں خورد گردو ہمہ نور خدا

(اسی طرح یہ غذا کھاتا ہے تو اس سے نجاست نکلتی ہے اور وہ (نبی) جو کھاتا ہے تو وہ سب کا سب نور خدا بن جاتا ہے)

یہی وجہ ہے کہ حضور رحمت کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز بلکہ تمام فضلات طیب و طاہر تھے۔

بول مبارک

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات حضور علیہ السلام نے ایک برتن میں پیشاب کیا۔ میں اٹھی اور پانی سمجھ کر پی گئی۔ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر جب میں نے بتایا کہ واللہ وہ تو میں پی گئی تو آپ سن کر بہت ہنسے اور فرمایا۔

لَنْ تَشْتَکِیَ وَجَعَ بَطْنِکِ بَعْدَ یَوْمِکَ ھٰذَا اَبَدًا۔　　آج سے تجھ کو کبھی پیٹ کی کوئی بیماری نہ ہوگی۔

(دلائل النبوت ابونعیم ص ۳۸۰۔ انوار محمدیہ للنبہانی ص ۲۸۵/۱، مستدرک ص ۶۳/۴۔ زرقانی ص ۲۳۱/۴۔ الخصائص الکبریٰ ص ۵۳۹/۲، شفا شریف ص ۳۲، کنز العمال ص ۱۳۰/۶، ذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل ص ۲۹۷۔ عروج المحبوب ص ۳۰۔ نشر الطیب ص ۱۶۲)

حضرات گرامی! یہ حضور علیہ السلام کا بول مبارک ہے جو پیٹ کی بیماریاں گنوا رہا ہے۔ گویا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بول مبارک دافع الامراض ہے اور ایک یہ ہیں کہ جن کے تھوک کے لئے ریل گاڑیوں میں لکھا ہوتا ہے کہ تھوکو مت۔ اس سے بیماری پھیلتی ہے۔ گویا حضور علیہ السلام کا بول مبارک بھی شفا اور ان کا لعاب دہن بھی وبا۔ پھر ان کی ہمسری کا دعویٰ کیا حقیقت رکھتا ہے۔

جہنم سے نجات

طبرانی و بیہقی نے بسند صحیح حکیمہ بنت اسمیہ سے انہوں نے انکی والدہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ برہ نے حضور علیہ السلام کا بول مبارک پی لیا۔ جس پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آتش جہنم سے چاروں طرف سے محفوظ ہوگئی۔　　(خصائص کبریٰ ص ۵۴۰/۲)

Marfat.com

برکت نامی کنیز نے (جوام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی) حضور علیہ السلام کا بول مبارک پی لیا۔ جس پر آپ نے اسکو فرمایا کہ تو نے اپنے آپکو جہنم سے بچالیا۔ (شفا شریف ص ۳۲۔ نشر الطیب ص ۱۶۲)

بول مبارک پاک ہے

امام قاضی عیاض اور علامہ زرقانی رحمتہ اللہ علیہما ان حدیثوں کے لکھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَلَمْ يَامُرْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ بِغَسْلِ فَمِ وَلَانَهَاهُ عَنْ عَوْدَةٍ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۲۲۹/۴۔ شفاء ص ۳۲)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے نہ تو کسی سے کہا کہ اپنے مونہوں کو دھوؤ اور نہ ہی آئندہ کے لئے منع کیا۔

معلوم ہوا کہ امت کے حق میں حضور علیہ السلام کے فضلات مبارک طیب و طاہر، باعث برکت اور دافع الامراض ہیں۔ ورنہ حضور منع فرما دیتے اور یہی امام اس کے بعد فرماتے ہیں۔

اَلْحَدِيْثُ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ الَّتِىْ شَرِبَتْ بَوْلَهٗ صَحِيْحٌ۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۲۹/۴، شفا شریف ص ۳۲)

خون مبارک

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے، جو خون مبارک نکلا، وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔

فَقَالَ اِذْهَبْ فَقَدْ اَحْذَرْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچالیا۔

(زرقانی ص ۲۲۹/۴، خصائص کبریٰ ص ۵۳۸/۲)

اس طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کا خون مبارک پی گئے تھے، جبکہ پچھنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا کہ جاؤ باہر کہیں ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے۔ وہ باہر نکل کر پی گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا کیا کر آیا ہے؟ عرض کی کہ ایسی جگہ چھپا آیا

Marfat.com

ہوں، جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔ فرمایا شاید تو پی آیا ہے؟ عرض کی۔ ہاں۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس میں آپ کا خون ہوگا، اسکو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ فرمایا۔ جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔ پھر فرمایا۔ افسوس! ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا۔ (زرقانی ص ۲۳۰/۴۔ الخصائص الکبریٰ ص، شفا شریف ص ۳۲۔ تبلیغی نصاب ص ۱۸۵)

خون چوسنے سے جنتی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد میں حضور علیہ السلام کا دانت مبارک (رباعیہ زیرین جانب راست کا۔ نشر الطیب ص ۱۶۹) شہید ہوا تو لب مبارک بھی مجروح ہوگیا، جس سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے جو دیکھا تو آگے بڑھ کر لب مبارک کو چوسنا شروع کر دیا اور اتنا چوسا کہ وہ جگہ سفید ہوگئی۔ جب وہ چوس رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ اسے پھینک دے۔ تو اس نے عرض کی۔ واللہ! میں آپ کے خون مبارک کو زمین پر نہ پھینکوں گا۔ اور نگلتا ہی گیا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔ (زرقانی علی المواہب ص ۴۔ ۲۳۰۔ انوار محمدیہ ص ۲۸۴)

تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جو کسی جنتی آدمی کو دیکھنا چاہے، وہ اس شخص (مالک بن سنان) کو دیکھ لے۔ جس نے میرا خون پی لیا ہے)۔

شَرِبَ مَالِكَ بْنِ سَنَّانٍ دَمَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَمَصَّهٗ فَقَالَ لَنْ يُّصِيْبَهُ النَّارِ۔ (تبلیغی نصاب ص ۸۶، شفا شریف ص ۳۲۔ نشر الطیب ص ۱۶۹)

حضرت مالک بن سنان نے احد کے دن آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی لیا۔ آپ نے فرمایا: اسکو دوزخ کی آگ کبھی نہ لگے گی۔

ابن سکن وطبرانی نے اوسط میں اسطرح روایت کی کہ آپ نے فرمایا۔ اس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا ہے، اسے جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ (الخصائص ص ۵۳۹)

خون مبارک کا ذائقہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ خون مبارک کا ذائقہ کیسا

Marfat.com

تھا؟ توانہوں نے فرمایا۔ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی تھی۔(شرح شفاملاعلی قاری)
کَمَاءِ عَذْبٍ طَیِّبٍ۔(نشرالطیب ص۱۶۲) ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

نبی دا خون عمدہ شیریں والا
مٹھا دودھ ماکھیوں تھیں نرالا
عطر تھیں ودھ کے خوشبو اس تھیں آوے
لیا جس چوں جنت وچ سدہاوے

برادران ملت! یہاں یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ خون کا حرام ہونا نص قطعی سے ثابت ہے۔اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَةَ وَالدَّمَ۔(قرآن حکیم ۲/۵)

کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ صحابہ کرام نے کسی آدمی یا جانور کا خون پیا ہو مگر حضرت عبداللہ بن زبیر اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور علیہ السلام کے خون مبارک کو پی لیا۔حالانکہ وہ ایسی چیز بھی نہیں، جس کی طرف رغبت ہو، بلکہ ہر شخص جانتا ہے کہ وہ بالطبع مکروہ ہے۔اگر چہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کی حلت وحرمت کا بیان مقصود نہیں۔مگر دیکھنا یہ ہے کہ انہوں نے کیوں پیا۔آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اگر یہ کہا جائے کہ محبت کی وجہ سے، تو یہ باور نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ کیسا ہی دوست اور محبوب ہو، اسکا خون یا پیشاب پینا گوارا نہیں ہوتا۔اور نہ ہی یہ کوئی علامت محبت ہے۔ معلوم ہوا کہ محبت کی وجہ سے انہوں نے ایسا نہیں کیا، بلکہ اس کا منشاء کچھ اور ہی تھا اور وہ یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس حقیقت کو جان گئے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک، اور اجسام کے مثل نہیں ہے۔وہ سراپا طاہر اور مطہر ہے اور اس میں وہ برکت اور فضیلت رکھی ہوئی ہے کہ کسی دوسرے جسم میں نہیں۔چنانچہ وہ فضلات مبارک بابرکت سمجھتے تھے اور پی جاتے تھے۔کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ انکو اپنے باطن میں پہنچانا باعث ترقی روحانیت ہے۔

غور فرمائیے۔وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، جن کی فضیلت تمام امت مرحومہ پر نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔جب حضور علیہ السلام کے فضلات مبارکہ کو طیب وطاہر سمجھتے تھے تو کیا یہ ممکن ہے کہ معاذ اللہ وہ اپنے آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل اور ہمسر سمجھتے

Marfat.com

ہوں؟ واللہ! حضور تو کہاں، آپکے بول و براز کی بھی ہمسری نہیں ہوسکتی۔

بیت الخلا سے خوشبو

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں۔ جب آپ واپس آتے ہیں تو میں اندر جاتی ہوں۔ مجھے وہاں اور تو کچھ نظر نہیں آتا مگر یہ کہ وہاں سے کستوری کی سی خوشبو آتی ہے۔

قَالَ اِنَّا مَعَاشِرَ الْاَنْبِیَاءِ تُنْبَتُ اَجْسَادُنَا عَلٰی اَرْوَاحِ اَهْلَ الْجَنَّةِ فَمَا خَرَجَ مِنْهَامِنْ شَیْءٍ اِسْتَلَعَتْهُ الْاَرْضُ۔

فرمایا۔ ہم پیغمبروں کے وجود بہشتی روحوں کی صفت پر پیدا کئے جاتے ہیں (یعنی جنتیوں کی روحوں میں جو لطافت و پاکیزگی اور خوشبو ہوتی ہے، وہ ہمارے جسموں میں ہوتی ہے، اسلئے ہمارا بول و براز اور پسینہ وغیرہ خوشبودار ہوتا ہے اور جس جگہ پر پڑتا ہے۔ اسے معطر کر دیتا ہے) اور ان سے جو کچھ نکلتا ہے، اسے زمین اپنے اندر حلول کر لیتی ہے۔

(زرقانی ص ۴/۹۲۲۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۷۰)

زمین نگل لیتی اور خوشبو آتی

امام قاضی قاضی عیاض، علامہ زرقانی و علامہ نبہانی رحمتہ اللہ علیہم فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنف يَتَغَوَّطَ اِنْشَقَّتِ الْاَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهٗ وَبَوْلَهٗ وَ فَاحَتْ لِذٰلِكَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ۔

جب حضور علیہ السلام پاخانہ پھرنے کا ارادہ فرماتے تو زمین پھٹ جاتی اور آپکے پاخانے اور پیشاب کو نگل جاتی اور وہاں سے عمدہ اور پاکیزہ خوشبو مہکنے لگتی۔

(انوار محمدیہ ص ۲۸۳۔ زرقانی علی المواہب ص ۴/۲۲۷۔ شفاء شریف ص ۳۱)

(انوار محمدیہ ص ۲۸۳۔ زرقانی علی المواہب ص ۴/۲۲۷۔ شفا شریف ص ۳۱)

Marfat.com

قضائے حاجت نوں حضرت جتھے جاندے زمین نگلے تے حلے خوشبو دے آوَندے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ تَاتِی الْخَلَاءَ فَلَا نَرٰی مِنْکَ شَیْئًا مِّنَ الْاَذٰی فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ مَاعَلِمْتِ اِنَّ الْاَرْضَ تَبْتَلِعُ مَایَخْرُجُ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَلَا یُرَی مِنْہُ شَیْءٌ۔

(شفا ص ۳۱۔ دلائل النبوت ص ۳۸۰۔ زرقانی ص ۲۲۸/۴۔ خصائص کبریٰ ص ۷۰/۱۔ جواہر البحار ص ۹۶۷)

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب بیت الخلاء سے تشریف لاتے ہیں تو ہم کو وہاں کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ فرمایا: اے عائشہ! کیا تجھے معلوم نہیں کہ جو شے انبیاء سے نکلتی ہے۔ اس کو زمین نگل جاتی ہے اور اسمیں سے کچھ دکھائی نہیں دیا کرتا۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہیچ کس از فضلۂ ایشاں بر روئے زمین ندیدہ زمین می شگافت فرومی بردو ازاں زمین بوئے مشک می شمیدند۔

کہ کسی آدمی نے آپ کا فضلہ (براز) زمین پر نہیں دیکھا۔ کیونکہ زمین اسے نگل لیتی اور وہاں سے کستوری کی طرح خوشبو آتی۔

(تفسیر فتح العزیز ص ۲۱۸/۳۰)

اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین کا فضلہ مبارک کو نگل جانا اور وہاں سے خوشبو کا مہکنا غالباً اس لئے تھا کہ کوئی اس فضلۂ مبارک کو دیکھنے نہ پائے اور اس کی طبیعت میں دوسرے لوگوں کے فضلات کی طرح نجاست و کراہت کا خیال پیدا نہ ہو، بلکہ طہارت و پاکیزگی کا تصور پیدا ہو۔

تمام فضلات سے خوشبو

حضرت امام قسطلانی شارح بخاری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں۔

وَاَمَّا طِیْبُ رِیْحِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَرْقِہٖ وَ فُضَلَاتِہٖ فَقَدْ کَانَتِ الرَّائِحَۃُ الطَّیِّبَۃُ صِفَتُہٗ صَلَّی

بہرنوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رتح مبارک، پسینہ اقدس اور حضور کے فضلات شریفہ کی مہکتی ہوئی خوشبو میں سب حضور کی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اِنْ لَّمْ یَمُسَّ طِیْبًا۔ (مواہب الدنیا ص ۱/۲۸۴)

ذات مقدسہ کی صفات تھیں۔ خواہ آپ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔

غسل کا پانی پینے سے دوزخ حرام

سلمٰی امراۃ ابی رافع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے غسل فرمایا تو میں نے غسل کا پانی پیا اور آپکو اطلاع دی۔

فَقَالَ اذْهَبِیْ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ بَدْنِکَ عَلَی النَّارِ۔ (طبرانی شریف وخصائص کبریٰ)

تو فرمایا۔ جا تیری جسم پر آتش دوزخ حرام ہوگئی۔

تمام فضلات طیب وطاہر

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علامہ عینیؒ شارح بخاری فرماتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ وعلامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ بہت زیادہ دلائل سے ثابت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے فضلات طیب وطاہر تھے اور اس کو آپ کے خصائص میں شمار کیا گیا ہے۔ (مدارج النبوت)

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ تَکَاثَرَتِ الْاَدِلَّۃُ عَلٰی طَهَارَۃِ فُضَلَاتِہٖ وَعَدَّالْاَئِمَّۃُ ذٰلِکَ فِیْ خَصَائِصِہٖ۔ (فتح الباری شرح بخاری ص ۱/۲۱۸)

بیشک آپ کے فضلات شریف کے طیب و طاہر ہونے پر بڑی کثرت سے دلائل قائم ہیں اور آئمہ نے اسکو آپ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔

حضرت امام بدرالدین عینی شارح بخاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَۃٌ اَنَّ جَمَاعَۃً شَرِبُوْا اٰدَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ اَبُوْطَیْبَۃُ الْحَجَّامَ وَ غُلَامٌ مِّنْ قُرَیْشٍ حَجَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَبْدَ اللّٰہِ

بے شک بہت سی حدیثیں اس بارے میں وارد ہوئیں کہ صحابہ کی ایک جماعت نے حضور علیہ السلام کا خون مبارک پیا۔ ان میں ابوطیبہ حجام ہیں اور ایک قریشی لڑکا ہے، جس نے حضور علیہ السلام کو پچھنے لگائے تھے اور عبد

Marfat.com

بِنْ زُبَيْرُ شَرِبَ دَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبَزَّازُ وَ الطَّبَرَانِيُ وَالْحَاكَمُ وَ الْبَيْهِقِيُ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِيُ الْحِلْيَةِ وَ يُرْوىٰ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ شَرِبَ دَمَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَ رُوِيَ اَيْضًا اَنَّ اُمَّ اَيْمَنْ شَرِبَتْ بَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَادَّارَ قُطْنِيُ وَ اَبُوْ نُعَيْمٍ وَ اَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُ فِيُ الاوْسَطِ فِيُ رَوَايَهِ سَلْمٰى اِمْرَةِ اَبِيُ رَافِعٍ اِنَّهَا شَرِبَتْ بَعْضَ مَاءٍ غَسَلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ لَهَا حَرَّمَ اللّٰهُ بَدَنِکَ عَلَى النَّارِ ۔

(عمدہ القاری شرح بخاری ص ۱/۷۷۸)

اللہ بن زبیر نے بھی آپ کا خون مبارک پیا ہے۔ روایت کیا ہے اسے بزاز، طبرانی، حاکم بیہقی اور ابونعیم نے حلیہ میں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے بھی حضور علیہ السلام کا پیشاب مبارک پیا۔ اس حدیث کو حاکم، دار قطنی وابونعیم نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں ابو رافع کی عورت سلمٰی سے روایت کیا کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غسل میں استعمال کیا ہوا پانی پیا تو آپ نے اسکو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس پانی کی وجہ سے تجھ کو دوزخ پر حرام فرمادیا۔

حضرت علامہ شامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

صَحَّحَ بَعْضُ اَئِمَّةِ الشَّافِعَةِ طَهَارَةَ بَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ سَائِرِ فُضَلَاتِهٖ وَبِهٖ قَالَ اَبُوْحَنِيْفَةِ كَمَا نَقَلَهٗ فِيُ الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِيَه عَنْ شَرْحِ الْبُخَارِيُ. لِلْعَيْنِيُ، وَصَرَّحَ بِهٖ الْبِيْرِيُ فِيُ شَرْحِ الْاَشْبَاهِ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرَ تَظَافَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰى ذٰلِکَ وَعَدَّ الْاَئِمَّةُ ذٰلِکَ مِنْ

صحیح قرار دیا ہے بعض آئمہ شافعیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشاب مبارک اور تمام فضلات مبارکہ کی طہارت و پاکیزگی کو، اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ کا۔ جیسا کہ مواہب اللدنیہ میں عینی شرح بخاری سے نقل کیا ہے اور اس کی تصریح علامہ بیری نے شرح اشباہ میں فرمائی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ حضور علیہ السلام کے بول

Marfat.com

خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ نَقَلَ بَعْضُهُمْ عَنْ شَرْحِ مِشْكوٰةُ لِمُلَّا عَلِيْ قَارِیْ اَنَّهٗ قَالَ اِخْتَارَهُ كَثِيْرٌ مِنْ اَصْحَابِنَا وَاَطَالَ فِيْ تَحْقِيْقِهٖ فِيْ شَرْحِهٖ عَلَى الشَّمَائِلِ فِيْ بَابِ مَا جَآءَ تَعَطُّرِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

(ردالمحتار شرح درمختار ص ۲۳۲/۱)

مبارک اور تمام فضلات شریفہ کی طہارت و پاکیزگی پر قوی دلیلیں قائم ہیں اور آئمہ نے اسکو حضور علیہ السلام کے خصائص کریمہ میں شمار کیا ہے اور بعض علماء نے ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے اصحاب کا اس مسئلہ میں پسندیدہ قول یہی ہے۔ کہ آپ کے جمیع فضلات مبارکہ طیب و طاہر ہیں اور ملا علی قاری نے شرح شمائل باب ماجاء تعطر علیہ الصلوٰۃ والسلام میں طہارت، فضلات شریفہ کو ثابت کرنے میں پوری تحقیق کے ساتھ طویل کلام کیا ہے۔

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

لِاَنَّ الْعُلَمَاءَ ذَهَبُوْا اِلٰى طَهَارَةِ فُضَلَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(فیض الباری شرح بخاری ص ۲۸۹/۱)

کہ علمائے امت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات شریفہ کی طہارت کی طرف گئے ہیں۔

علمائے دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں۔

وَرُوِیَ اَنَّهٗ اِذَا تَغَوَّطَ اِنْشَقَّتِ الْاَرْضُ فَابْتَلَعَتْ غَائِطَهٗ وَبَوْلَهٗ وَفَاحَتْ لِذٰلِکَ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ كَذَارَوَتْ عَائِشَةُ وَلِذَا قِيْلَ بِطَهَارَةِ الْحَدَثَيْنِ مِنْهُ حُكَاهُ اَبُوْبَكْرِ بْنِ سَابِقِ الْمَالِكِی وَاَبُوْ نَصْرٍ وَّ شَرْبَ مَالِکُ بْنُ سَنَانٍ دَمَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ

اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول و براز کو نگل جاتی اور اس جگہ سے نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔ حضرت عائشہ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے بول و براز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ ابوبکر بن سابق مالکی اور ابونصر

Marfat.com

وَمَصَّهٗ فَقَالَ لَنْ يُّصِيْبَهُ النَّارُ وَشَرِبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زُبَيْرٍ دَمَ حَجَامَتِهٖ وَشَرِبَتْ بَرْكَةُ بَوْلَهٗ وَ اُمِّ اَيْمَنَ خَادِمَةُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَمْ تَجِدَاهُ اِلَّا كَمَاءٍ عَذْبٍ طَيِّبٍ۔ (نشر الطیب ص۱۶۲)

نے اس کو نقل کیا ہے اور مالک بن سنان یوم احد میں آپ کا خون (زخم کا) چوس کر پی گئے۔ آپ نے فرمایا: اسکو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبداللہ بن زبیر نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا، آپکی خادمہ ام ایمن نے آپ کا بابرکت بول پی لیا تھا۔ سو ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے۔

برادران ملت! مندرجہ بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام فضلات مبارک طیب وطاہر ہیں اور ان کو نجاست وغلاظت کہنا بے ادبی وگستاخی ہے۔

پسینہ مبارک

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

كَانَ عَرْقُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ مِثْلُ اللُّؤْلُؤِ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ۔ (خصائص کبریٰ ص۱/۶۷)

کہ آپکو پسینہ آتا تو پسینہ کے قطرے چہرہ مبارک سے موتیوں کی طرح گرتے جو کستوری سے زیادہ خوشبودار ہوتے۔

حضور انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف لاکر آرام فرماتے۔ جب آپ سو جاتے تو آپکو پسینہ آجاتا اور میری والدہ پسینہ مبارک کی بوندوں کو شیشی میں جمع کر لیتیں۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا۔ اے ام سلیم! یہ کیا کرتی ہو؟

قَالَتْ هٰذَا عَرْقُكَ نَجْعَلُهٗ فِيْ طِيْبِنَا وَ هُوَ مِنْ اَطْيَبِ الطِّيْبِ۔ (بخاری ص۱/۶۶۔ مشکوٰۃ ص۵۱۷۔ انوار محمدیہ للنبہانی ص۲۸۳۔ خصائص مصطفیٰ ص۶۹)

انہوں نے عرض کیا۔ یہ حضور کا پسینہ ہے۔ ہم اسے عطر میں ملالیں گے اور یہ تو سب عطروں اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ

Marfat.com

میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہ! مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں ہے، آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں۔ فرمایا کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا۔ دوسرے روز وہ شخص شیشی لے آیا۔ حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈالنا شروع کیا۔ یہانتک کہ وہ بھر گئی۔ پھر فرمایا کہ اسے لے جا اور بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگالیا کرے۔

فَكَانَتْ اِذَا تَطِيْبَتْ بِهٖ يَشُمُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ رَائِحَةَ ذٰلِكَ الطِّيْبِ فَسَمُّوا بَيْتَ الْمُطَيِّبِيْنَ۔

پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی۔ یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بہت اَلْمُطَيِّبِيْنَ (خوشبو والوں کا گھر مشہور ہو گیا)۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۶۷، زرقانی ص ۴/۲۲۴، انوار محمدیہ ص ۲۸۲۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۶۸۵)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واللہ جو مل جائے میری گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

اور مولانا غلام رسول صاحب اپنی عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

عجب خوشبوئی اس مڑہکے دی آہی — نہ عطر کستوری وچ اتنی پائی
کوئی جے بدن تے اک قطرہ لاوے — جسے اسدے وچوں خوشبوئی آوے
نہ ہووے دھوتیاں دور عمر ساری — رہے اولاد وچ بھی فیض جاری

کسی عاشق نے خوب کہا کہ ؎

صبا نہ چھیڑ! ابھی سنبل و گلاب کا ذکر
کہ ہم نبیؐ کے پسینے کی بات کرتے ہیں

کبھی احتلام نہیں ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ

مَااحْتَلَمَ نَبِيٌّ قَطُّ وَ اِنَّمَا الْاِحْتِلَامُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔

کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔ کیونکہ احتلام شیطان کیوجہ سے ہوتا ہے اور انبیاء پر شیطان

Marfat.com

کا اثر نہیں۔

(جواہر البحار ص ۹۶۷، زرقانی ص ۲۴۹/۵، خصائص کبریٰ ص ۷۰/۱)

ختنہ وناف مبارک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وُلِدَ مَخْتُوْنًا مَسْرُوْرًا اَیْ مَقْطُوْعُ السُّرَّةِ۔ (زرقانی ص ۱۲۴/۱۔ جواہر البحار ص ۹۶۷)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ کئے ہوئے اور ناف کاٹے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔

جدوں حضرت صاحب دنیا تے آئے
اوہ بے ختنہ تے بھی بے ناف آہے

علامہ جمال الدین ابن محدث جوزی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَضَعَتْهُ اُمُّهٗ اٰمِنَةُ مَخْتُوْنًا مَكْحُوْلًا مُطَيَّبًا مَسْرُوْرًا۔

(میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۴۹)

آپ کی والدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپکو ختنہ کردہ، آنکھوں میں سرمہ لگا ہوا، خوشبوؤں میں بسا ہوا خوش وخرم تولد کیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مِنْ كَرَامَتِیْ عَلَیَّ رَبِّیْ اِنِّیْ وُلِدْتُ مَخْتُوْنًا وَلَمْ يَرَ اَحَدٌ سَوْاٰتِیْ۔

(زرقانی شریف ص ۱۲۴/۱، کنز العمال ص ۳۰۱/۶)

حضور علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی طرف سے یہ بھی میرے اکرام واعزاز میں داخل ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا اور کسی نے میرے ستر کو نہیں دیکھا۔

نواب محمد صدیق حسن خاں بھوپالی پیشوائے علماء غیر مقلدین کہتے ہیں۔ ''جب آپ پیدا ہوئے، آسمان کی حراست (پہرہ داری) بڑھ گئی۔ رصد شیاطین قطع ہو گئے۔ استراق سمع سے منع کر دیئے گئے۔ ناف بریدہ وختنہ شدہ پیدا ہوئے۔'' (الشمامۃ العنبریہ من مولد الخیر البریہ)

مولوی اشرف علی تھانوی علمائے دیوبند کے حکیم الامت لکھتے ہیں۔

Marfat.com

وَقَدْ وُلِدَ مَخْتُوْناً مَقْطُوْعُ السُّرَّةِ مَكْحُوْلًا قَالَتْ اٰمِنَةُ اُمُّهٗ وَلَدَتْهُ نَظِيْفًامَا بِهٖ قَذْرٌ۔(نشرالطیب ص۱۶۳)

اور آپ (قدرتی) مختون آون نال کٹے ہوئے، سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے۔ حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپکو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی۔

بڑے بے ادب اور گستاخ ہیں جو
تجھے اپنے جیسا بشر دیکھتے ہیں

دروقت تولد مختون پیدا شد ند ناف بریدہ
پاک وصاف ہرگز لوث نجاست بربدن ایشاں نہ بود۔

ولادت کے وقت آپ مختون پیدا ہوئے ناف بریدہ، نہایت پاک صاف کسی قسم کی نجاست وآلائش آپکے جسم پر نہ تھی۔

(تفسیر فتح العزیز ص۲۱۸ پارہ عم۔الانسان فی القرآن ص۱۵۸)

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک ومختار ہوکر فقر وفاقہ خود اختیار فرمایا تھا۔ یہ اختیاری فقر تھا نہ کہ اضطراری، ورنہ خزائن ارض وسما کی کنجیاں اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں اور کائنات کی ساری برکتیں حضور علیہ السلام کے ہاتھوں میں تھیں۔

۲۔ یہ کہ آپ ہماری طرح ظاہری خورد ونوش کے محتاج نہ تھے اور آپ کا کھانا پینا تعلیم امت کے لئے تھا۔

۳۔ یہ کہ آپ ہماری مثل نہیں بلکہ بے مثل ولانظیر ہیں۔

۴۔ یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول وبراز اور خون مبارک ودیگر فضلات مبارکہ طیب وطاہر ہیں۔انکو نجاست وغلاظت وغیرہ کہنا بے ادبی ہے۔

۵۔ یہ کہ آپ ختنہ شدہ، ناف بریدہ، سرمہ لگے ہوئے صاف ونظیف پیدا ہوئے۔

۶۔ یہ کہ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا۔اور آپ کی ستر کی جگہ کو کسی نے نہیں دیکھا۔

Marfat.com

باب ۱۸

زانوائے مقدس و پائے مبارک

انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام
ساق اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہ اصابت پہ لاکھوں سلام
کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم
اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوئے مقدس، دونوں مبارک ساقین اور ہر دو پائے مبارک نرم اور پر گوشت تھے۔ خوب صورت ایسے کہ کسی انسان کے ایسے نہ تھے۔ جب چلتے تو قدم مبارک کو قوت اور وقار اور تواضع سے اٹھاتے۔ جیسا کہ اہل ہمت و شجاعت کا قاعدہ ہے۔

پنڈلیاں مبارک

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ فِيْ سَاقَيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ حُمُوْشَةٌ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۸)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں لطیف و نازک تھیں۔

قدم مبارک

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے پائے مبارک کے درمیانے حصے میں خم نہ تھا اور چلتے وقت پاؤں مکمل زمین پر پڑتے تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۶)

بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر پورا قدم رکھ کر چلتے اور آپکا نشان قدم ناتمام نہ رہتا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۱۷۰)

پلیاں نرم قدم بھی بھارے دھرتی اتے لگن سارے
رب قدرت اپنی نال سنوارے صلی اللہ علیہ و سلم

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَحْسَنَ الْبَشَرِ قَدَمًا۔ (زرقانی علی المواہب ص ۴/۱۹۸۔ انوار محمدیہ ص ۲۷۶)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سب سے زیادہ حسین تھے۔

امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ قریش ایک کاہن کے پاس گئے اور اس سے کہا۔ ہمیں بتاؤ کہ ہمارے اندر کون شخص صاحب نبوت ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا کہ زمین کو چادر سے صاف، اور بے نشان کر کے اس پر چلو۔ میں نشان قدم دیکھ کر بتا دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے زمین کو صاف کیا اور اس پر چلے تو کاہن نے حضور علیہ

Marfat.com

السلام کے نشان قدم کو دیکھ کر کہا کہ یہ شخص منصب نبوت کا مستحق ہے۔اس کے بعد وہ انتظار کرتے رہے اور تقریباً بیس سال بعد حضور علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۷۰)

رفتار مبارک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَارَاَیْتُ اَحَدٌ اَسْرَعُ فِیْ مَشْیِهٖ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمْ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَهٗ اِنَّا لَنَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَ اِنَّهٗ لِغَیْرِ مُكْتَرِثٍ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۱۸۔نشر الطیب ص ۱۶۴)

کہ میں نے تیز چلنے میں حضور صلی اللہ علیہ و سلم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا (جب آپ چلتے تو یوں معلوم ہوتا) کہ گویا زمین آپ کے لئے لپٹی جا رہی ہے۔ ہم آپ کے ساتھ دوڑا کرتے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے اور آپ بآسانی بے تکلف چلتے (مگر پھر بھی سب سے آگے رہتے)

ابن سعد نے یزید بن مرثد سے روایت کی۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب چلتے تو آپ کی رفتار تیز ہوتی۔حتیٰ کہ آپ کے پیچھے لوگ دوڑنے پر مجبور ہو جاتے۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۷۱)

پتھر پر نشان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ اِذَا مَشٰی عَلَی الصَّخْرِ غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِیْهِ۔ (زرقانی ص ۴/۱۹۷)

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے)

جدوں حضرت قدم پتھر۔تے لاون
لگن تلیاں تے پتھر موم ہو جاون

Marfat.com

جس پتھر پر حضور علیہ السلام نے سجدہ کیا تھا، اب بھی اس پتھر میں نشان موجود ہے اور ایک جگہ سرکار کے پاؤں مبارک کا نشان بمعہ نعلین پاک موجود ہے۔ (رہنمائے سفر حجاز ص ۵۶)

حضرت امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ یوم احد مشرکین سے پوشیدگی کے لئے حضور علیہ السلام نے اپنا سر مبارک ایک پہاڑ کی جانب مائل فرمایا تو

فَلَیَّنَ اللّٰہُ الْجِبَالَ۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو نرم کر دیا۔

اسی طرح مکہ معظمہ میں ایک پتھر ہے جس پر نماز میں حضور علیہ السلام نے استراحت فرمائی تو پہاڑ نرم ہو گیا اور اس میں آپ کی کہنیوں اور بازوؤں کے نشان آ گئے۔

(دلائل النبوت ص ۲/۲۱۵)

برادران ملت! حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ کہ آپ کے ہاتھوں میں لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ (قرآن حکیم ۲۲/۸) اس میں شک نہیں کہ یہ آپ کا بہت بڑا معجزہ ہے مگر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پتھر کا نرم ہو جانا لوہے کے نرم ہونے سے بدرجہا افضل و اقویٰ ہے۔ کیونکہ لوہا پگھلا کر بھی نرم کیا جا سکتا ہے، لیکن پتھر کے نرم ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کے مقدس جسم میں پتھر کو نرم کر دینے کی تاثیر ہے، اس کے لئے لوہے کو نرم کر دینا کیا مشکل ہے۔

سلف صالحین اور نشان قدم

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ کَانَ فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ اِذَا مَشٰی غَاصَ قَدَمُہٗ فِی الْحِجَارَۃِ بِحَیْثُ بَقِیَ ذٰلِکَ اِلَی الْاٰنِ وَارْتَسَمَ فِیْھَا مِثَالُہٗ بِعَیْنِہٖ وَالنَّاسُ تَتَبَرَّکُ بِہٖ وَ تَزُرُوْہُ وَ تُعَظِّمُہٗ کَمَا فِی الْقُدْسِ وَ نَقَلَ مِنْہُ فِیْ مِصْرٍ فِیْ اَمَاکِنَ مُتَعَدِّدَۃٍ

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور ان میں بعینہٖ نشان قدم مبارک پڑ جاتا۔ چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا ہے، جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ پائے جاتے ہیں، اور لوگ ان کی

Marfat.com

حَتّٰی قِیْلَ اِنَّ السُّلْطَانَ قَاتِبَایِیْ اِشْتَرَاهُ بِعِشْرِیْنَ اَلْفَ دِیْنَارًا وَاَوْصٰی بِجَعْلِهٖ عِنْدَ قَبْرِیْ وَهُوَ مَوْجُوْدٌ اِلَی الْآنَ۔

(نسیم الریاض۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۵۳)

زیارت و تعظیم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلطان قاتبیائی نے بیس ہزار دینار سے ایک پتھر خریدا اور وصیت کی تھی کہ اسے میری قبر کے پاس نصب کیا جائے چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ

حضور فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا نرم ہو جانا اور ان میں نشان قدم پڑ جانا ایک حقیقت ہے۔ لیکن بعض لوگ اس حقیقت کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا ثبوت قرآن پاک میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبَارَکًا وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ، فِیْهِ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ مَقَامُ اِبْرَاهِیْمَ

(قرآن حکیم ۳/۹۶)

بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا، وہی ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہان کے واسطے (سرچشمہ) ہدایت ہے۔ اس میں روشن نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کا پتھر۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کعبہ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم ہے اور یہ وہ پتھر ہے، جس پر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا، تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قدم مبارک اس میں نقش ہو گیا اور یہ خاص قدرت الٰہیہ و معجزہ انبیاء ہے۔ پھر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں سختی پیدا کر دی اور وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا۔

ثُمَّ اِنَّهٗ تَعَالٰی اَبْقٰی ذٰلِکَ الْحَجَرَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِسْتِمْرَارِ وَالدَّوَامِ فَهٰذِهٖ اَنْوَاعٌ مِنَ الْآیَاتِ الْعَجِیْبَةِ

پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ہمیشہ کے لئے باقی رکھا ہے تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں

Marfat.com

وَالْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَةِ اَظْهَرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ ذٰلِکَ الْحَجَرِ

ظاہر فرمائے ہیں۔ (تفسیر کبیر ص ۸/۳)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم اس آیہ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کہ

اَثَرُ قَدَمَیْهِ فِیْ الْمَقَامِ اٰیَةٌ بَیِّنَةٌ۔ (تفسیر ابن جریر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں مبارک قدموں کا اس پتھر میں نشان ہو جانا۔ یہ روشن نشانی ہے۔ (جسے اللہ تعالیٰ آیات بینات فرمارہا ہے)

اور وہ پتھر ابھی تک مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم علیہ التحیۃ و التسلیم میں موجود ہے۔ پس ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک قدموں کے نیچے آ کر پتھروں کا نرم ہو جانا ایک حقیقت ہے، جس کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

پتھر سے درخت

اہل طائف نے حضور علیہ السلام سے معجزہ طلب کیا کہ اگر پتھر سے ایک درخت عظیم الشان میوہ دار نکلے (اگے) تو ہم سب آپ پر ایمان لائیں گے۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک قدم پتھر پر رکھے تو قدرت الٰہی اور آپکے مبارک قدموں کی برکت سے اسی وقت پتھر سے درخت میوہ دار نکلا۔ اکثر اہل طائف اس عجیب معجزہ سے ایمان لا کر مسلمان ہو گئے۔ (احیاء القلوب ص ۱۰۰، قصص الانبیاء ص ۴۶۲)

پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہوا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے۔ یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی ہے۔ حضرت ابوطالب کو پیاس لگی تو

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عَطِشْتُ وَ لَیْسَ عِنْدِیْ مَاءٌ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ

انہوں نے حضور علیہ السلام سے کہا۔ اے بھتیجے! میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے۔ یہ سنکر حضور علیہ السلام اپنی سواری سے

Marfat.com

فَضَرَبَ بِقَدَمِهِ الْاَرْضَ فَخَرَجَ الْمَاءُ فَقَالَ اِشْرِبْ۔ (زرقانی ص ۱۷۰/۵)

اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا۔ فرمایا: اے چچا! پانی پی لو۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے وضو کا پانی چاہ قبا میں ڈالا تو اس کے بعد اس کا پانی اتنا بڑھا کہ پھر کبھی خشک نہ ہوا۔ (شفا شریف)

جن کے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبیؐ

اُحد پہاڑ کا ہلنا بند

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مع حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پر تشریف فرما ہوئے تو پہاڑ جوش مسرت سے ہلنے لگا۔

فَضَرَبَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِرِجْلِهٖ وَقَالَ اُثْبُتْ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَ صِدِّیْقٌ وَ شَهِیْدَانِ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا۔ ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳، ۲۴۰ حاشیہ ۳، خصائص مصطفیٰ ص ۸۰۔ بخاری شریف۔ انوار محمدیہ ص ۳۴۸۔ استیعاب قسم الثالث ص ۱۰۳۹۔ معجزات مصطفیٰ ص ۱۲۶۔ خصائص کبریٰ ص ۱/۷۷)

ایک ٹھوکر سے احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر! ایڑیاں

مندرجہ بالا حدیث پاک سے جہاں قدم شریف کی عظمت ظاہر ہوتی ہے، وہاں حضور علیہ السلام کا علم خداداد علم غیب شریف بھی عیاں ہو رہا ہے۔ لوگ تو کہتے ہیں کہ (مغاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اور کل کی بھی خبر نہیں۔ مگر آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کئی برس بعد میں ہونے والے واقعہ حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی شہادت کی خبر دے رہے ہیں۔ کسی اہل محبت نے کیا خوب کہا ہے۔

تو دانائے ما کان اور ما یکون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

حضور علیہ السلام کے قدم مبارک وہ مقدس قدم ہیں، جو شب معراج عرش کے بھی

Marfat.com

اوپر تھے۔

زہے عزت و اعتلائے محمدؐ
کہ ہے عرش حق زیر پائے محمدؐ

اوران ہی مبارک قدموں کی برکت سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو شرف زائد حاصل ہوا اور یہی وہ مبارک قدم میمنت لزوم ہیں، جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بوسہ دیا کرتے تھے۔

ہاتھ پاؤں چومنا

حضرت زراع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فَاَخَذْنَا بِیَدَیْهِ وَرِجْلَیْهِ نُقَبِّلُهَا۔ (بخاری فی الادب المفرد ص ۱۴۴)

تو ہم نے حضور علیہ السلام کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔

حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ آئے۔

فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَرِجْلَهٗ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۲)

تو ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے فرمایا کہ اس درخت سے کہہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلاتے ہیں۔ اس نے جب اس درخت سے کہا تو وہ درخت اپنے دائیں اور بائیں، آگے اور پیچھے جھکا تو اسکی جڑیں ٹوٹ گئیں اور وہ زمین کھودتا اور اپنی جڑیں کھینچتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰه۔

اعرابی بولا کہ اب آپ اسے حکم فرمائیے کہ یہ اسی جگہ لوٹ جائے۔ آپ نے حکم فرمایا تو وہ لوٹ گیا اور اپنی جڑوں پر جا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اعرابی نے کہا۔ مجھ کو اجازت دیجیئے

Marfat.com

کہ میں آپکو سجدہ کروں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کسی کو میں حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

قَالَ فَاْذَنْ لِیْ اَنْ اُقَبِّلَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ فَاَذِنَ لَهٗ۔

اعرابی نے عرض کیا۔ پھر حضور مجھے اپنے ہاتھ اور پاؤں چومنے کی اجازت دیں تو آپ نے اس کو اجازت دے دی۔

(شفاء ص ۱۴۹، دلائل النبوت، ابونعیم ص ۳۳۲)

حضرت مولانا محمد قطب خاں صاحب دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب معدن الجواہر میں فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ (تقبیل) کی اصل ایک یہ جو ابوداؤد نے باب مَاجَاءَ فِیْ قُبْلَةِ بَعْضَ الْجَسَدِ میں حضرت زراع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِیْنَةِ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنَتَقَبَّلُ یَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَ رِجْلَیْهِ۔

جب ہم مدینہ شریف کو آتے تھے تو اپنی اپنی سواریوں سے جلد جلد اتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے تھے۔

دوسرے یہ جو ترمذی نے صفوان بن عسال سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی نے اپنے کسی دوست سے کہا۔ چل اس نبی سے کچھ پوچھیں۔ اس نے کہا کہ نبی نہ کہہ، اگر وہ سن لے گا تو بڑا خوش ہوگا۔ پھر آپکی خدمت میں آئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو احکام کا سوال کیا کہ کیا کیا تھے؟ آپ نے جواب میں جو کچھ فرمایا انہوں نے اسکی تصدیق کی اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومے اور کہا کہ ہم آپ کے سچا نبی ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

تیسرے یہ جو متن میں حدیث مذکور ہے۔ (رحمتہ الرحمٰن شرح قصیدۃ النعمان ص ۶۶)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

رَاَیْتُ عَلِیًّا یُقَبِّلُ یَدَالْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْهِ۔ (ادب المفرد ص ۱۴۴)

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومے۔

حضرت ابن جدعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا۔

Marfat.com

امَسَسْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بِیَدِکَ قَالَ نَعَمْ۔

(بخاری فی الادب المفرد ص ۱۴۴)

کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا ہاتھ ملایا ہے؟ فرمایا: ہاں، تو انہوں نے ان کے ہاتھ کو چوم لیا۔

برادران ملت! بعض لوگ بزرگان دین کے ہاتھوں اور پاؤں کے چومنے کو شرک اور پوجا وغیرہ کہہ دیا کرتے ہیں۔ ان کو مذکورہ بالا صحیح روایات میں ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہیئے کہ اگر دست بوسی وقدم بوسی شرک وغیرہ ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز اس کی اجازت نہ دیتے اور نہ ہی صحابہ کرام اسکو کبھی کرتے۔ معلوم ہوا کہ دست بوسی وقدم بوسی تعظیم ہے، عبادت و پوجا نہیں۔ اگر اسکو عبادت کہا جائے تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر غیر اللہ کی عبادت کی اجازت دینے اور صحابہ کرام پر غیر اللہ کی عبادت کرنے کا معاذ اللہ الزام عائد ہوتا ہے۔ حالانکہ آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس دین حقہ کو لے کر آئے تھے۔ اس دین کی بنیادی تعلیم ہی یہی ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق ہے ہی نہیں۔ ثابت ہوا کہ دست بوسی وقدم بوسی ہرگز ہرگز عبادت نہیں بلکہ تعظیم ہے، جو قطعاً جائز ہے۔

عبادت تو اس وقت ہوتی ہے جبکہ کسی کو الٰہ (معبود) اور اوصاف الوہیت سے موصوف مانتے ہوئے بہ نیت عبادت اس کے آداب بجالائے جائیں۔ اور کوئی مسلمان اللہ کے سوا کسی کو الٰہ (معبود) نہیں مانتا بلکہ وہ صدق دل سے کہتا ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پھر اس پر غیر اللہ کی عبادت یا پوجا کرنے کرانے کا الزام کس طرح درست ہوسکتا ہے؟

نیز دست بوسی وقدم بوسی بغیر جھکے ہو نہیں سکتی تو معلوم ہوا مطلقاً جھکنا شرک تو کیا، ناجائز بھی نہیں ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ غیر اللہ کو سجدہ ورکوع کرنا بہ نیت تعظیم بھی حرام و ممنوع ہے لیکن قدم بوسی کے لئے جھکنا حرام و ناجائز نہیں۔ کیونکہ نیت سجدہ ورکوع کی نہیں ہوتی۔

آپ کی سواری کے جانور

امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

Marfat.com

اَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ رَکِبَهَا بَقِیَتْ عَلَی الْقَدْرِ الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْهِ وَلَمْ تَهْرُمْ بِبَرَکَتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ۔

(خصائص کبریٰ ص ۲/۶۷)

کہ وہ تمام جانور جن پر آپ سوار ہوئے ہیں، آپ کی سواری کی برکت سے وہ ہمیشہ توانا و تندرست رہے اور کبھی کمزور و ضعیف نہ ہوئے۔

مجھ کو بھی پائمال کر عمر تری دراز ہو
مست خرام ناز ادھر مشق خرام ناز ہو

حضرت علامہ دمیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن چوپاؤں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے، آپکی سواری کی حالت میں انہوں نے کبھی پیشاب وغیرہ نہ کیا اور نہ ہی وہ کبھی بیمار ہوئے۔ (منظومہ فی الفقہ) قصص الانبیاء ص ۴۲۳)

رہن اسوار گھوڑے یا شتر دے
اوہ گوہا بول اوتنے تک نہ کردے

ٹھوکر سے شفا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت بخش۔

ثُمَّ ضَرَبَهٗ بِرِجْلِهٖ فَمَا اشْتَکٰی ذٰلِکَ الْوَجْعِ بَعْدَ۔ (دلائل النبوت ابونعیم ص ۳۸۵)

اپنا پائے مبارک ان کو مارا تو انہیں اسی وقت صحت ہوگئی اور ازاں بعد کبھی بیمار نہ ہوئے۔

سبحان اللہ! ٹھوکر کا یہ اثر ہوا کہ اسی وقت بیماری دور ہوگئی، اور اس کے بعد کبھی بیمار نہ ہوئے۔

ٹھوکر پیر دی جس تائیں مارن
شفا ہووے تے مرضاں کل ونجاون

قیام شب

یہی وہ مبارک پاؤں ہیں جو قیام شب میں ورم کر آتے تھے۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

صَلَّی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ حَتّٰی اَنْتَفَخَتْ قَدَمَاہُ فَقِیْلَ لَہٗ اَتَتَکَلَّفُ ھٰذَا وَقَدْ غَفَرَاللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

(شمائل ترمذی)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے۔ یہاں تک کہ آپ کے مبارک پاؤں پر ورم آتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ یہ تکلیف ومشقت کیوں اٹھاتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپکی اگلی پچھلی سب خطائیں بخش دی ہیں۔ فرمایا کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

ماند شب ہا چشم او محروم نوم
تا بہ تخت خسروی خوابید قوم

انہی مبارک قدموں کے بارے میں شاعر اہلسنت جناب اختر الحامدی صاحب یوں رقمطراز ہیں۔

کعبہ دین و دل یعنی نقش قدم ۔ جنکی عظمت نہیں عرش اعظم سے کم
ہر بلندی کا سر ہو گیا جس پہ خم ۔ کھائی قرآں نے خاک گزر کی قسم

اس کف پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدم بہت ہی خوبصورت، بابرکت اور نافع ہیں۔ بیماریوں اور کمزوریوں کو دفع کرنے والے ہیں۔

۲۔ یہ کہ آپ کے مبارک قدموں کے نیچے پتھر نرم ہو جاتے تھے۔

۳۔ یہ کہ جس جگہ یا پتھر پر بھی حضور علیہ السلام کے قدم مبارک آئے وہ قابل تعظیم ہے۔ مومن اس کی تعظیم کرتے ہیں اور نفع و برکت حاصل کرتے ہیں۔

۴۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اپنے مبارک قدموں کی ایک ٹھوکر سے چشمے جاری فرما دیتے۔

۵۔ یہ کہ بزرگان دین کے ہاتھوں اور پاؤں کو تعظیماً بوسہ دینا جائز ہے۔

۶۔ یہ کہ سیّد المعصومین ہونے کے باوجود آپ عبادت میں طویل قیام فرماتے۔

Marfat.com

باب ۱۹

قدمُبارک وجسم بے سایہ

طائران قدس جس کی ہیں قمریان — اس سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام
قد بے سایہ کے سایہ مرحمت — ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام
جس کے آگے سر سروراں خم رہیں
اس سرتاج رفعت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نہ بہت لمبے تھے اور نہ کوتاہ بلکہ میانہ قد مائل بہ درازی تھے۔ مگر جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو سب سے بلند و سرفراز ہوتے۔ حقیقت میں یہ آپ کا معجزہ تھا۔ جب علیحدہ ہوتے تو میانہ قد مائل بہ درازی ہوتے اور جب اوروں کے ساتھ چلتے یا بیٹھتے تو سب سے بلند دکھائی دیتے تا کہ باطن کی طرح ظاہر میں بھی آپ سے کوئی اونچا یا بڑا معلوم نہ ہو۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۶۹)

میانہ قد سوہنا سارا نقشہ صورت اپر اپارا
چٹا رنگ دیوے چمکارا صلی اللہ علیہ وسلم

میانہ قد

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ السلام کے وصف بیان کرتے تو فرماتے:

لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْمُمْخِطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَ کَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۷)

آپ نہ تو دراز قد تھے اور نہ پست قد بلکہ متوسط قامت تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ بِالذَّھَبِ طُوْلًا وَ فَوْقَ الرَّبْعَةِ اِذَا جَامَعَ الْقَوْمَ غَمَرَھُمْ۔ (زرقانی ص ۱۹۸/۴۔ خصائص کبریٰ ص ۷۳/۱)

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لمبے نہیں تھے مگر جب لوگوں کے ساتھ ہوتے تو سب سے اونچے ہوتے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپ اکیلے چلتے تو متوسط القامت دکھائی دیتے اور جب آپ کے ساتھ کوئی اونچے قد والا چلتا تو آپ اس سے لمبے معلوم ہوتے۔ آپ کے اعضاء مربوط و مضبوط تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۲۷۶۔ نشر الطیب ص ۱۴۲)

امام ابن سبع اور زرین نے آپ کے خصائص میں ذکر فرمایا ہے۔

اَنَّہٗ کَانَ اِذَا جَلَسَ یَکُوْنُ کَتِفَہٗ اَعْلٰی مِنْ جَمِیْعِ الْجَالِسِیْنَ۔

کہ جب آپ لوگوں میں بیٹھتے تو آپ کا کندھا سب سے اونچا ہوتا۔

Marfat.com

(زرقانی ص۴/۲۰۰۔ خصائص ص۱/۱۶۹۔ جواہر البحار ص۹۶۷)

جس پہ قربان ہیں طوبیٰ کی رعنائیاں — حسن موزونیت کی فدا جس پہ جاں
جس کا روح الامین بلبل مدح خواں — طائران قدس جس کی ہیں قمریاں
اسی سہی سرو قامت پہ لاکھوں سلام

جس کی توصیف والنجم لٰہ صفا — جس کی تفسیر والشمس اور والضحی
جس کی تعریف مطلق جمال خدا — وصف جس کا ہے آئینہ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

سایہ حق کے ہمسایہ مرحمت — گنج رحمت کے سرمایہ مرحمت
شرح نورانی آیہ مرحمت — قد بے سایہ کے سایہ مرحمت
ظل ممدود رافت پہ لاکھوں سلام

جسم بے سایہ

حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بشری جسم اطہر کو ایسا لطیف ونظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا کہ اس میں کسی قسم کی عنصری اور مادی کثافت نہ تھی۔ بلاشبہ آپکا جسم اقدس تمام مادی کثافتوں سے پاک اور سراپا نور تھا۔

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمِمَّا يُتَوَيِّدُ اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَارَ نُوْرًا اَنَّهُ كَانَ اِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ اَوِالْقَمَرِ لَا يَظْهَرُ لَهُ ظِلٌّ لِاَنَّهُ لَا يَظْهَرُ اِلَّا لِكَثِيْفٍ وَ هُوَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَدْ خَلَّصَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ سَائِرِ الْكَثَافَاتِ الْجِسْمَانِيَّةِ وَحَيَّرَهُ نُوْرًا مِرْفَالَا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور محض ہونے کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ جب حضور سورج اور چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس لیے کہ سایہ کسی چیز کی کثافت سے ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام کثافت جسمانیہ سے مبرا رکھا اور حضور کو محض نور فرمایا۔ آپ کا سایہ بالکل

Marfat.com

يَظْهَرُ لَهٗ ظِلٌّ اَصْلًا خَرْقًا لِلْعَادَةِ۔

نہیں پڑتا تھا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔

(افضل القریٰ ص ۷، شرح ہمزیہ ص ۱۲)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تراست چوں لطیف ترے از ذے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد؟ (مکتوبات شریف ص ۳/۱۴۷)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ عالم شہادت میں ہر چیز سے اسکا سایہ لطیف ہوتا ہے۔ اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ کائنات میں ان سے زیادہ کوئی چیز لطیف نہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

حضرت امام عبداللہ بن مبارک وعلامہ حافظ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔

لَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ الشَّمْسِ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ السِّرَاجِ۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ کہ آپکا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آ گیا اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ آپ کی تابش نور نے اسکی چمک کو دبا لیا۔

(نسیم الریاض ص ۳/۲۸۲، زرقانی ص ۴/۲۲۰، شرح شمائل للمنادی ص ۱/۴۷، جمع الوسائل ص ۱/۱۷۶۔ سیرت حلبیہ ص ۳/۴۳۴۔ شرح شمائل محمدیہ ص ۲۴۔ انوار محمدیہ ص ۱/۷۹، فوائد حلبیہ ص ۱/۳۶)

فروغ مہر بھی دیکھا نمود گلشن بھی
تمہارے سامنے کس کا چراغ جلتا ہے

حضرت امام جلال الدین سیوطی وامام زرقانی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ ظِلَّهٗ كَانَ لَا يَقَعُ عَلَى الْاَرْضِ وَاِنَّهٗ كَانَ نُوْرًا

کہ ابن سبع نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور تھے۔

Marfat.com

فَكَانَ اِذَا مَشٰى فِي الشَّمْسِ اَوِ الْقَمَرِ لَا يَنْظُرُ لَهٗ ظِلٌّ۔

جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۶۸، زرقانی علی المواہب ص ۴/۲۰۲)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نمی افتاد حضرت را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست است و دیدہ نشد او را سایہ در آفتاب چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد نور را سایہ نمے باشد۔ (مدارج النبوت ص ۱/۱۴۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ زمین کے کچھ حصے گندے اور غلیظ بھی ہیں اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا چونکہ حضور علیہ السلام سراپا نور تھے، اور ظاہر بات ہے کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

بدن بے سایہ سی عمدہ نورانی
سجے موڈھے تے مہر دی نشانی

حدیث نور

رئیس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مجھے ایک بار کاشانۂ نبوت میں رات بسر کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بستر استراحت سے اٹھے۔ مسواک استعمال کی، وضو کیا اور پھر نوافل میں مشغول ہو گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو زبان مبارک پر یہ دعائیہ الفاظ جاری تھے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِيْ عَيْنِيْ نُوْرًا وَ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ عَلٰى يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَشِمَالِيْ نُوْرًا وَ اَمَامِيْ نُوْرًا وَخَلْفِيْ نُوْرًا وَ فَوْقِيْ نُوْرًا وَتَحْتِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا۔

(بخاری ص ۲/۲۳۴۔ مسلم ص ۱/۲۶)

اے اللہ! میرے قلب میں نور کر دے۔ میری آنکھوں میں نور کر دے۔ میرے کانوں میں نور کر دے۔ میری زبان میں نور کر دے۔ میرے دائیں نور کر دے اور میرے بائیں نور کر دے۔ میرے آگے اور پیچھے، اوپر اور نیچے نور کر دے اور مجھے سراپا نور ہی نور کر دے۔

Marfat.com

بعض روایات میں مندرجہ ذیل الفاظ بھی منقول ہیں۔

فِیْ لَحْمِیْ وَ دَمِیْ وَشَعْرِیْ وَعُظَامِیْ وَلِسَانِیْ وَقَبْرِیْ نُوْرًا۔

میرے گوشت، میرے خون، میرے بالوں، میری ہڈیوں اور میری قبر کو نور بنادے۔

(سراج منیر ص ۵۹)

سبحان اللہ! کیا نورانی دعا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی اس دعا کو ضرور قبول فرمایا ہوگا۔ کیونکہ ہر نبی مستجاب الدعوات ہوتا ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت و مقبولیت کا کیا کہنا۔ ادھر لب اقدس سے دعائیہ الفاظ نکلتے، ادھر وہ واقعہ بن کر سامنے آجاتے۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمدؐ

یہ دعائے نبوت درجۂ قبولیت سے نوازی گئی اور آپ کا ایک ایک عضو، ایک ایک بال اور جسم اقدس کا ایک ایک ذرہ نور بلکہ نُوْرٌ عَلٰی نُوْر بنادیا گیا۔

جسم نورانی سایہ ناہا ویہہ چن تارے ہیں گواہا
بھی اوہ ظل اللہ جو آہا صلی اللہ علیہ و سلم

ایک شبہ کا ازالہ

منکرین شان نورانیت کا یہ کہنا کہ نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونے کی دعا کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضور نور نہ تھے۔ اگر نور ہوتے تو اس دعا کی کیا حاجت تھی؟ جواباً عرض ہے کہ دعا ہمیشہ کسی نعمت یا رحمت کے حصول ہی کے لئے نہیں کی جاتی بلکہ کبھی مقصد یہ ہوتا ہے کہ جو نعمت مجھے مل چکی ہے، اسکا انقطاع نہ ہو، بلکہ علی الدوام اس نعمت سے لطف اندوز ہوتا رہوں۔ گویا وہ نعمت کے حصول کی دعا نہیں، بلکہ نعمت کے بقاء و دوام کے لئے دعا ہے۔

بِحَمْدِ اللّٰہِ! ہر مسلمان ہدایت یافتہ ہے اور صراط مستقیم پر زندگی کا سفر طے کر رہا ہے مگر ہر نمازی ہر روز کئی کئی بار اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی دعا کرتا ہے تو معترض کے

Marfat.com

اصول کے مطابق کیا مسلمانوں کو ابھی تک ہدایت اور صراط مستقیم پر چلنا نصیب نہیں ہوا کہ ہر روز دعائیں کی جارہی ہیں؟

نہیں ہرگز نہیں! کائنات میں صرف مسلمان ہی ہدایت یافتہ اور حق وصداقت کے صراط مستقیم پر قائم ہیں بلکہ خود مہبط وحی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی نمازوں میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اور اپنی پاکیزہ زندگی کی آخری نماز میں بھی حضور علیہ السلام نے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ پڑھا تو کیا (العیاذ باللہ) آخری لمحات تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت یافتہ نہ تھے اور دوسروں کو صراط مستقیم کی راہنمائی اور نشاندہی کرنے والا ابھی تک خود صراط مستقیم کی سعادتوں سے بے بہرہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ حضور علیہ السلام کا ہدایت پر ہونا تو قرآن پاک سے ثابت ہے۔ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ الْمُسْتَقِيْمَ (یٰسٓ:۳،۴) بلکہ فرمایا: وَ اِنَّکَ لَتَهْدِیْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمَ (شوریٰ:۵۲)

معلوم ہوا کہ جس طرح اصراط المستقیم کی بلندیوں پر فائز ہوتے ہوئے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے الصراط المستقیم کی دعا فرمائی، بالکل اسی طرح نور، سراپا نور اور مجسم نور ہوتے ہوئے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ نُوْرًا کی نورانی دعا فرمائی کہ اے اللہ! مجھے نور علی نور کردے۔ لہٰذا روز روشن کی طرح ثابت ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا۔

سلام اس پر کہ جس کے جسم اطہر کا نہ تھا سایہ

حضرت علامہ ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اولیاء اللہ گفتہ اند اَرْوَاحُنَا اَجْسَادُنَا وَ اَجْسَادُنَا اَرْوَاحُنَا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند وگاہے اجساد از غایت لطافت برنگ ارواح می برآید وی گویند کہ رسول خدا را سایہ نبود۔ صلی اللہ علیہ وسلم (تذکرۃ الموتی والقبور ص ۲۱)

کہ اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے اجساد ہیں اور ہمارے اجساد ہماری روحیں ہیں یعنی کبھی تو ہماری روحیں جسموں کا کام کرتی ہیں اور کبھی ہمارے جسم انتہائی لطافت اختیار کر کے روح کے رنگ میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں) کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہ تھا۔

Marfat.com

مولوی رشید احمد گنگوہی

لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ نور سے مراد حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپکو شاہد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ اور سراج منیر بنا کر بھیجا ہے۔ منیر روشن کرنے والے اور نور دینے والے کو کہتے ہیں۔ پس انسانوں میں سے کسی کو اگر روشن کرنا محال ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے لئے یہ امر میسر نہ ہوتا اور آپ کی ذات پاک اگرچہ جملہ اولاد آدم علیہ السلام سے ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات پاک کو ایسا مطہر فرمایا کہ نور خالص ہو گئے۔

حق تعالیٰ آنجناب سلامہ، علیہ را نور فرمود و بہ تواتر ثابت شد کہ آنحضرت عالی سایہ نہ داشتند رو ظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل می دارند۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپکو نور فرمایا ہے اور تواتر سے ثابت ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ رکھتے تھے اور نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔

(امداد السلوک ص ۸۵)

مولوی اشرف علی تھانوی

کہتے ہیں یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ (اس لئے) کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سرتاپا نور ہی نور تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی، اس لئے آپ کے سایہ نہ تھا۔ کیونکہ سایہ کے لئے ظلمت لازمی ہے۔

(شکر النعمہ ص ۲۰)

مولوی عابد میاں و اکابرین دیوبند کی تائید

دیوبندیوں کے مولوی عابد میاں اپنی معرکتہ الآرا کتاب ''رحمتہ اللعالمین'' میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نورانی تھا۔ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمد و رفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

(رحمتہ اللعالمین ص ۳۵ مطبوعہ دہلی)

Marfat.com

نوٹ: مندرجہ بالا کتاب پر مندرجہ ذیل اکابرین دیوبند کی تقاریظ وتائیدات درج ہیں۔
مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ مولوی انور شاہ کاشمیری۔ مولوی اصغر حسین، مولوی شبیر احمد عثمانی۔ مولوی حبیب الرحمٰن۔ مولوی اعزاز علی۔ مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ مولوی احمد سعید دیوبندی۔

عبدالحئ لکھنوی

جو کہ دیوبندیوں اور وہابیوں کے نزدیک بھی مسلمہ اور مستند ہیں، رقمطراز ہیں کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔ (التعلیق العجیب ص ۱۳)

مفتئ دیوبند کا فتویٰ

الجواب۔ امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

اَخْرَجَ الْحَکِیْمُ التِرْمَذِیُّ مِنْ ذَکْوَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ الخ

اور تواریخ حبیب الہ میں مولانا مفتی عنایت احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا، اسی وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔

مولوی جامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کا سایہ نہ ہونے کا خوب نکتہ لکھا ہے۔

پیغمبر ماند اشت سایہ تاشک بدل یقیں نیفتد
یعنی ہرکس کہ پیرو اوست پیدا است کہ یاز میں نیفتد

فقط واللہ اعلم۔ کتبہ عزیز الرحمٰن۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۰۲/۵)

مندرجہ ذیل کتب میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ کی نفی مذکور ہے۔

۱۔ شفا شریف عربی مصری ص ۳۰۶/۱۔
۲۔ تفسیر مدارک التنزیل ص ۱۰۳/۲ مصری۔
۳۔ مفردات امام راغب ص ۳۱۷۔

Marfat.com

۴۔ تفسیر روح البیان ص ۶/۱۲۵ مصری۔

۵۔ حجتہ اللہ علی العالمین ص ۶۸۶۔

۶۔ تفسیر عزیزی فارسی پارہ ۳۰ ص ۲۱۹۔

۷۔ نسیم الریاض شرح الشفاء ص ۳/۳۱۹۔

۸۔ فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ ص ۵۔

۹۔ مجمع بہار الانوار ص ۳۰/۴۰۲۔

۱۰۔ الجواہر البحار ص ۱/۴۵۳۔

۱۱۔ شرح شفاء ملا علی قاری ص ۵۰۵۔

۱۲۔ مقاصد الحسنہ ص ۶۳۔

۱۳۔ مواہب اللدنیہ ص ۱/۲۸۰۔

۱۴۔ انوار محمدیہ ص ۱/۱۶۲۔

۱۵۔ سراج منیر ص ۹۲۔

۱۶۔ النوافح العطریہ ص ۱۹۔ مطبوعہ مصر۔

۱۷۔ الانسان فی القرآن ص ۱۵۸۔

۱۸۔ مسلک اولیاء ص ۳۹۔

۱۹۔ تفسیر محمدی منزل ہفتم ص ۴۲۹ از لکھوی

۲۰۔ ماہنامہ تجلی دیوبند فروری و مارچ ۵۹ ص ۱۱ کالم نمبر ۲۔

۲۱۔ الشمامتہ العنبریہ از بھوپالی۔

۲۲۔ کتاب الخمیس النوع الرابع۔

۲۳۔ ترمذی فی نوادر الاصول۔

۲۴۔ انموذج اللبیب۔

برادران ملت! مندرجہ بالا حوالہ جات وعبارات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، آئمہ، علماء، صوفیا سب کا مذہب اور عقیدہ ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اسی عقیدہ پر قائم رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

آجکل کے بعض سائنس دان، فلسفی اور خشک ملا محض نافہمی کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں کہ جسم ہو اور اس کا سایہ نہ ہو۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مجسم ہونا مسلم ہے تو سایہ کا ہونا ضروری ہے۔

ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر جسم کا سایہ نہیں ہوا کرتا۔ بہت سے اجسام لطیفہ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کا سایہ نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ مجسم تھے مگر آپ کا جسم ہماری روحوں سے بڑھ کر لطیف و پاکیزہ تھا۔ آپ مجسم نور تھے، اس لیئے آپکا سایہ نہ تھا۔

بنایا ذات حق نے کیا عجب نقشہ محمدؐ کا — ہوا شیدا جسے آیا نظر جلوہ محمدؐ کا
سراپا نور انوار تھا قد والا محمدؐ کا — بتا پھر کس طرح آتا نظر سایہ محمدؐ کا
خدائے پاک نے خود آپکو ہے نور فرمایا — زمیں پر اس لیئے پڑتا نہیں ہے آپکا سایہ
قرآن پاک نے سورج کہیں پر چاند فرمایا — نظر آتا نہیں تھا اس لیئے سایہ محمدؐ کا

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے بندہ کی کتاب ''انوار محمدی'' ملاحظہ فرمائیں۔

لباس کا بھی سایہ نہیں تھا

ہر چھوٹا بڑا بہ آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب جسم منور نورانی پیکر تھا تو اس کا سایہ کہاں سے پڑتا، لیکن سوال یہ ہے کہ آپ کے بدن مبارک پر جو لباس تھا، وہ تو نور کا نہیں تھا مگر آپ کے لباس و پوشاک کا بھی سایہ نہیں پڑتا تھا۔

آپ غور کیجیئے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ننگے بدن تو کہیں باہر تشریف نہیں لے جاتے تھے بلکہ جب بھی کاشانۂ نبوت سے باہر رونق افروز ہوتے تو جسم اطہر پر تہبند و پیراہن، سر پر عمامہ، پائے اقدس میں نعلین، دست مبارک میں عصا یا شمشیر، دوش انور پر کبھی چادر اور کبھی کالی کملی ہوتی۔ ان سب لباس و سامان کے ساتھ آپ مکان سے باہر تشریف لے جاتے تھے۔ مگر دیکھنے والے صحابہ کرام کا بیان ہے کہ آپ کا سایہ نہ سورج کی روشنی میں نظر آیا، نہ چاند کی چاندنی میں کسی نے آپ کا سایہ دیکھا۔ کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ آپ کے لباس یا نعلین یا تلوار کا سایہ پڑتا تھا بلکہ صحابہ کرام نے یہی کہا کہ باجود ان لباسوں میں ملبوس ہونے کے آپ کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سوت یا اون

Marfat.com

کی پوشاک چمڑے کی نعلین، لوہے کی تلوار۔ جب یہ سب آپ کے جسم نورانی سے وابستہ ہوگئیں تو یہ تمام چیزیں بھی نورانی ہوگئیں اور جسم انور کی طرح ان چیزوں کا بھی سایہ نہیں پڑتا تھا۔

اللہ اکبر! یہ نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز ہے۔ اس نور مجسم سے ادنیٰ سی نسبت خاکی کو نوری، کانٹوں کو پھول اور ذروں کو رشک آفتاب بنا دیتی ہے۔ ؎

اللہ رے ان کے جسم منور کا معجزہ
وابستہ جو ہوا اسے پر نور کر دیا

مکھی نہ بیٹھتی تھی

حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ الذُّبَابَ کَانَ لَا یَقَعُ عَلٰی جَسَدِہٖ وَ لَاثِیَابِہٖ۔ (شفا شریف ص ۲۸۲/۲)

بیشک مکھی آپ کے جسم مبارک اور لباس مبارک پر نہ بیٹھتی تھی۔

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مِنْ دَلَائِلِ نُبوَّتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَنَّ الذَّبَابَ کَانَ لَایَقَعُ عَلٰی جَسَدِہٖ وَلَا ثِیَابِہٖ لِاَنَّ ذَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ نُوْرٌ وَکَذَا وَرَدَ اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ ظِلٌّ۔

(ھکذا اوردنی تفسیر المدارک) (نسیم الریاض ص ۴۸۱/۳)

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت میں سے ایک عظیم دلیل یہ بھی ہے کہ مکھی حضور علیہ السلام کے جسم پاک اور کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی (کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے) چونکہ آپ کی ذات جامع صفات نور تھی۔ اس لیئے حدیث میں آتا ہے کہ آپکے جسم کا سایہ نہ تھا۔

جسم تے کپڑے حضرت تائیں مکھی ہرگز باہندی ناہیں
دیکھو قدرت سچے سائیں صلی اللہ علیہ و سلم

حضور علیہ السلام کے مکھی بیٹھتی، نہ مچھر کاٹتا، نہ جوئیں اذیت دیتیں،

Marfat.com

وَلَایَقَعُ عَلٰی ثِیَابِہٖ ذِبَابٌ قَطُّ وَلَا یَمُصُّ دَمَہُ الْبَعُوْضُ وَمَا اٰذَاہُ الْقُمَلُ۔

اور آپ کے کپڑوں پر مکھیاں نہ بیٹھتی تھیں اور مچھر بھی آپ کو نہیں کاٹتا تھا اور جوئیں بھی آپکو اذیت نہ دیتی تھیں۔

(مواہب اللدنیہ ص ۱/۳۹۸۔ الجواہر البحار ص ۴۵۳۔ تفسیر عزیزی فارسی پارہ ۳۰ ص ۲۱۹۔
الانسان فی القرآن ص ۱۵۸، سراج منیر ص ۹۷، حجۃ اللہ ص ۶۸۶، انوار محمدیہ ص ۸۷)

مکھی اس بدن دے نیڑے نہ آوے
فرشتہ غیب تھیں چوری ہلاوے

قاضی عیاض نے ''کتاب الشفاء'' میں اور غزنی نے اپنی کتاب ''المولد'' میں بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے یہ ہے کہ آپ کے جسم اقدس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔ ابن سبع نے الخصائص میں اسے ان لفظوں سے بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کے کپڑوں پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نہ جوں آپ کو کاٹتی تھی۔

(خصائص کبریٰ ص ۱/۱۶۹، قصص الانبیاء ۴۲۳، شفا شریف ص ۳۴۳)

برادران ملت! مکھی وہ مخلوق ہے کہ پاک و ناپاک ہر چیز پر بیٹھتی ہے اور دنیا کی کوئی طاقت مکھی کو جسم پر بیٹھنے سے نہیں روک سکتی۔ مگر رحمت عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کا یہ کھلا ہوا معجزہ ہے کہ مکھی بھی آپکی عظمت کو پہچانتی ہے اور بارگاہ نبوت کے تقدس واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی بھی آپ کے جسم اطہر پر نہیں بیٹھتی۔ پھر جسم منور تو جسم منور ہے، کبھی آپ کے کپڑوں پر بھی مکھی نہیں بیٹھتی۔ اور مچھر جو ہر کس و ناکس کو بے دریغ و بلا امتیاز کاٹتا رہتا ہے، آپ کو نہیں کاٹتا، اور جوئیں بھی اذیت نہیں دیتی تھیں۔

نبی دا بدن سی نور علی نور
سبھی خلقت وچوں اللہ نوں منظور

فوائد

۱۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معتدل القامت مائل بہ درازی تھے۔
۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نور تھے اور آپ کا سایہ نہ تھا۔
۳۔ یہ کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر تمام کثافتوں سے پاک تھا۔

Marfat.com

۴۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آفتاب و ماہتاب کی روشنی پر غالب تھا۔

۵۔ یہ کہ محبوب رب دو جہاں، قاسم علم و عرفاں، ماحی ظلم و طغیاں، راحت قلوب عاشقاں، مفخر کون و مکان، معدن برکات صمدانی، مخزن اسرار ربانی، مرکز انوار رحمانی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہ بیٹھتی، مچھر نہ کاٹتا اور جوئیں اذیت نہ دیتی تھیں۔ (سبحان اللہ)

مَا اِنْ رَاَیْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمِثْلِهٖ
فِی النَّاسِ کُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّد

Marfat.com

باب ۲۰

لباس مبارک

بے بناوٹ ادا پر ہزاروں درود
بے تکلف ملاحت پہ لاکھوں سلام
سیدھی سیدھی روش پہ کروڑوں درود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام
نام و کام و تن و جان و حال و مقال
سب میں اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام

Marfat.com

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عام لباس مبارک عمامہ، چادر، قمیض اور تہ بند تھا۔ عمامہ شریف اکثر سفید، کبھی سیاہ اور کبھی سبز بھی ہوتا۔ شملہ مبارک کبھی چھوڑتے اور کبھی نہ چھوڑتے۔ شملہ اکثر دونوں شانوں کے بیچ میں اور کبھی دوش مبارک پر پڑا رہتا۔ بعض اوقات تحنک بھی فرماتے۔ یعنی دستار مبارک کا ایک پیچ ٹھوڑی مبارک کے نیچے سے لاکر باندھتے۔ عمامہ کے نیچے سر اقدس سے لپٹی ہوئی ٹوپی ہوا کرتی۔

سر تے پگ کا فوری سہاوے
اندر ٹوپی پچھے شملہ ودھاوے

آپ اکثر قمیض پہنتے اور تہ بند باندھتے۔ شامی عبا بھی آپ نے پہنی ہے۔ جس کی آستینیں اس قدر تنگ تھیں کہ بوقت وضو اوپر نہیں چڑھ سکتی تھیں بلکہ ہاتھ مبارک ان سے نکالنے پڑتے تھے۔ جبہ کسروانی بھی آپ نے پہنا ہے، جس کی جیب اور چاکوں پر دیبا کی سنجاف تھی۔ یمن کی دھاری دار چادریں آپ کو بہت پسند تھیں۔ آپ نے مختلف رنگوں مثلاً سفید، سبز، زعفرانی وغیرہ رنگ کے کپڑے پہنے ہیں مگر سفید رنگ بہت ہی زیادہ مرغوب تھا۔ حلہ سرخ بھی پہنا ہے، جس میں دھاریاں تھیں۔

چٹی بہتی آہی پوشاک ساری
پہنی بھی سرخ لنگی اک دو واری

نعلین مبارک

آپ کی نعلیں شریفین چپلی کی شکل کی تھیں۔ ہر ایک کے دو دو تسمے دہری تہ والے تھے۔ ایک تسمہ انگوٹھے اور متصل کی انگلی کے بیچ میں اور دوسرا انگشت میانہ اور بنصر کے بیچ ہوا کرتا۔ یہ وہی نعلین شریفین ہیں، جن کے متعلق بڑے بڑے بادشاہان عالم یوں کہتے ہیں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائیں نعل پاک حضورؐ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

نیز جب سیاح لامکاں صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حجابات طے فرماتے ہوئے عرش عظیم کے قریب پہنچے تو چاہا کہ پائے اقدس سے جوڑا مبارک اتار دیں تو اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

اپنے محبوب سے فرمایا کہ جوڑے سمیت تشریف لاؤ۔ اس پر آپ نے عرض کیا کہ یا الٰہی! جناب کلیم علیہ السلام کو تو کوہ طور پر حکم تھا۔

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوىً۔ (طٰہٰ:۱۲) پس اپنے نعلین کو اتار دو بیشک یہ وادی مقدس ہے۔

یہ عرش عظیم تو کوہ طور سے کہیں زیادہ بزرگ و برتر ہے۔ پھر کیسے جوڑے سمیت آؤں؟ خالق کائنات نے فرمایا۔ اے حبیب! موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے جوڑا اتارنے کا حکم تھا کہ طور سینا کی خاک ان کے پاؤں کو لگے، جس سے ان کو مزید بزرگی حاصل ہو اور آپ کو جوڑا پہننے کا حکم اس لیئے ہے کہ نعلین پاک کی خاک سے عرش عظیم کو مزید شرف و بزرگی حاصل ہو۔ تب حضور علیہ السلام جوڑے سمیت عرش عظیم پر تشریف لے گئے۔

(احیاء القلوب ص ۷۹۔ ریاض الناصحین ص ۳۰۵۔ قصص الانبیاء ص ۴۵۵)

محمد ﷺ پیارا بڑی شان والا
سنے جوڑے عرشاں تے چڑھ جانے والا

عمامہ شریف

حضور علیہ السلام کی ایک پگڑی کا نام سحاب تھا۔ جس کے نیچے آپ ایک ٹوپی رکھتے تھے۔ (انوار محمدیہ ص ۳۲۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں۔

كَانَ يَلْبَسُ الْقَلَانِسَ تَحْتَ الْعَمَامَةِ وَيَلْبِسُ الْعَمَامَةَ بِغَيْرِ الْقَلَانِس۔ کہ آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے تھے۔ (نشر الطیب ص ۱۸۳)

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عمامے تھے۔ ایک چھ ہاتھ کا، دوسرا بڑا بارہ ہاتھ کا۔ نیز صاحب مدخل نے آپکا عمامہ سات ہاتھ لمبا بھی بتایا ہے۔ (شمائل ترمذی ص ۹۲)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ، فرماتے ہیں۔

Marfat.com

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا — دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور کا

چادر مبارک

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت ہوتا تھا اور حضور علیہ السلام کا وہ کپڑا جسے پہن کر وفود سے ملنے تشریف لے جاتے، سبز رنگ کی چادر تھی۔ (انوار محمدیہ ص ۲۲۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ يُحِبُّ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ وَالْقَمِيْصَ وَكُمُّهٗ اِلَى الرُّسْغِ وَكَانَ يُحِبُّ الْحِبَرَ وَكَانَ يَلْبَسُ مِرْطَ شَعْرٍ اَسْوَدَ۔ (نشر الطیب ص ۱۸۱)

کہ آپ سفید کپڑے اور کرتہ کو پسند کرتے تھے اور آپ کی آستین گٹہ تک ہوتی تھی اور چادر یمانی کو بھی پسند فرماتے تھے اور کبھی بالوں کی سیاہ چادر بھی پہنتے تھے۔

ایک روز حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے کے ساتھ قبرستان میں تشریف لے گئے۔ جب واپس آئے تو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے کپڑوں کو ہاتھ لگا کر دیکھنے لگیں۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! تم کیا دیکھتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ آج بہت بارش ہوئی ہے اور تعجب ہے کہ میں آپ کے کپڑوں کو اس بارش سے بھیگے ہوئے نہیں دیکھ رہی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تم نے سر پر کیا اوڑھا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کیا۔ آپ کی چادر مبارک۔ فرمایا:

يَا عَائِشَةُ بِذٰلِكَ الرِّدَاءِ قَدِارُ تَفَعَ عَنْ بَصَرِكَ الْغِطَاءِ وَرَاَتْ مَطَرَ عَالِمَ الْغَيْبِ۔ (جامع المعجزات ص ۱۴)

اے عائشہ! اس چادر کی بدولت تمہاری آنکھ سے پردہ ہٹ گیا اور تم نے عالم غیب کی بارش دیکھی ہے۔

مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ اپنے الفاظ میں اسی واقعہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

گفت پیغمبر چہ می جوئی شتاب
گفت باراں آمد امروز از سحاب

Marfat.com

حضور علیہ السلام نے فرمایا: اے عائشہ! تم جلدی جلدی میرے بدن پر کس چیز کی تلاش کر رہی ہو۔ اُمّ المؤمنین عرض کرنے لگیں کہ یارسول اللہ! آج بہت ہی زوردار بارش میں تشریف لائے ہیں مگر

جا مہایت رابجویم در طلب
ترنمی بینم زباراں اے عجب

میں آپ کے کپڑوں کو اس لئے ٹٹول رہی ہوں کہ اس بارش میں آپ کے کپڑے بھیگے کیوں نہیں ہیں؟

گفت پیغمبر چہ کر دی از ازار
گفت کردم آں ردائے تو خمار

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تم نے کونسا کپڑا پہن رکھا ہے؟ حضرت اُمّ المؤمنین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آج میں نے آپ کی چادر مبارک کو اپنا دوپٹہ بنالیا ہے۔ یہ سن کر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

گفت زاں بنہود حق اے پاک حبیب
چشم پاکت را خدا باران غیب

اے عائشہ! چونکہ تو نے میری نورانی چادر کو اپنے سر کا دوپٹہ بنالیا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس چادر کی نورانیت سے تیری آنکھوں میں اتنا نور پیدا ہو گیا ہے کہ خداوند عالم نے تجھے عالم غیب میں انوار کی موسلا دھار بارش کا دیدار کرا دیا، اور زیادہ اس کی تصریح وتشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

نیست ایں باراں ازیں ابر شما
ہست ابر دیگر و دیگر سما

یعنی اے عائشہ! یہ بارش جو تجھے نظر آ رہی ہے، یہ برساتی بدلیوں کی بارش نہیں ہے بلکہ یہ عالم غیب کی بارش ہے اور اس بارش کی بدلی اور اس کا آسمان کوئی دوسرا ہی ہے۔

سوتی کپڑے کی ایک چادر جو چند دنوں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے وابستہ رہی، جب اُمّ المؤمنین کے سر پر پہنچی تو اس کی نورانیت سے ان کی آنکھیں اتنی منور

Marfat.com

ہوئیں کہ انہوں نے عالم شہادت میں عالم غیب میں ہونے والی بارش انوار کا نظارہ کرلیا۔

پیراہن یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہیں۔ ابتلاء و آزمائش کے ختم ہونے کے بعد آپ کے سر پر تاج حکومت ہے۔ ادھر کنعان میں قحط پڑتا ہے اور آپکے بھائی غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر آتے ہیں۔ آپ انہیں پہچان لیتے ہیں اور اپنے والد کا حال پوچھتے ہیں۔ برادران یوسف عرض کرتے ہیں کہ آپ کے فراق و غم میں روتے روتے ان کی آنکھیں سفید ہوگئی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ جواب سن کر فرماتے ہیں۔

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ (یوسف: ۹۳)

میرا یہ قمیض لے جاؤ اور والد گرامی کے چہرہ پہ ڈال دو، وہ بصیر ہو جائیں گے۔

لے جاؤ ایہہ کرتا میرا منہ پدر تے لاؤ
اکھاں وچ روشنائی آسی ویکھ لو آزماؤ

چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا قمیص مبارک حضرت یعقوب علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر ڈالا گیا۔

فَارْتَدَّ بَصِيْرًا۔ (قرآن حکیم ۱۲/۵)

تو انکی آنکھیں درست ہو گئیں اور بینائی واپس آ گئی۔

برادران ملت! مندرجہ بالا آیات و واقعہ سے ثابت ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے استعمال شدہ کپڑے بھی رحمتوں اور برکتوں کے حامل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے پیراہن یوسف علیہ السلام، سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے علاج شافی ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک برگزیدہ پیغمبر تھے اور اسطرح ان کے پیراہن کی برکت سے آنکھوں کا اچھا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ لیکن جامع جمیع کمالات انبیاء حضور سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شان نرالی ہے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف کپڑے ہی نہیں بلکہ آپ کی ہر چیز رحمت و برکت کی حامل ہے اور بلاؤں کو دور اور امراض کو زائل کر دینے کی طاقت رکھتی ہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس مبارک اوران اشیاء کو جنہیں حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے، بہت ہی بابرکت، نافع اور دافع البلاء والامراض سمجھتے تھے اوران کی بہت ہی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔اس پر اتنی احادیث کثیرہ شاہد ہیں، جن کو یہاں تفصیل سے تحریر کرنے کی گنجائش نہیں۔مگر چند احادیث بطور ''مشتے نمونہ از خروارے'' ذیل میں پیش کی جاتی ہیں۔

قمیص مبارک کی برکات

ابن عدی محمد بن جعفر سے راوی ہیں کہ سنان بن طلق رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔یارسول اللہ! مجھے اپنی قمیص کا ایک ٹکڑا دے دیجیئے۔میں اسکو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا۔محمد بن جابر کہتے ہیں۔میرے باپ نے کہا۔حضور علیہ السلام کی قمیص مبارک کا وہ ٹکڑا اَبَاعَنْ جَدِ میرے ہاتھ آیا۔

یُغْسَلُهَا لِلْمَرِیْضِ یُسْتَشْفٰی بِهَا۔ (خصائص کبریٰ ص ۱/۱۱۳)

یہ قمیص کا مبارک ٹکڑا مریضوں کو دھو کر پلایا جاتا ہے اور اسکی برکت سے شفا حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب فاطمہ بنت اسد (والدہ ماجدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کا انتقال ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اوران کو اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور اسامہ بن زید، ابوایوب انصاری، عمر بن خطاب اور ایک حبشی غلام کو بلا کر قبر کھودنے کا حکم دیا پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبر پر تشریف لا کر اسکو فراخ اور ہموار کرایا اور خود قبر میں لیٹ گئے اور فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ یُحْیِ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ اِغْفِرْ لِاُمِّی فَاطِمَةَ بِنْتِ اَسَدٍ وَ لَقِّنْهَا حُجَّتَهَا وَاَوْسِعْ عَلَیْهَا مَدْخَلَهَا بِحَقِّ نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو زندہ کرتا اور مارتا ہے، اور وہ خود بخود زندہ ہے۔کبھی نہیں مرے گا۔(اے اللہ) میری امی فاطمہ بنت اسد کو بخش دے اور اسکو اس کی حجت (قبر میں نکرین کے سوالات کے جواب) خوب

Marfat.com

فَاِنَّکَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

(حلیۃ الاولیاء ص ۲/۱۲۱)

سمجھا دے اور اس کی قبر کو وسیع کر دے اپنے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے طفیل اور ان نبیوں کے طفیل، جو مجھ سے پہلے ہوئے ہیں۔ بیشک تو سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

جب آپ قبر سے باہر تشریف لائے تو چشمان مبارک آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور دفن سے فارغ ہو کر جب واپس چلے تو

فَقَالَ عُمَرَ بْنُ الْخَطَّابَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ رَأَیْتُکَ فَعَلْتَ عَلٰی ھٰذِہِ الْمَرْاَۃَ شَیْئًا لَم تَفْعَلْہُ عَلٰی اَحَدٍ؟ فَقَالَ یَا عُمَرُ! ھٰذِہِ الْمَرْاَۃَ کَانَتْ اُمِّیْ بَعْدَ اُمِّیْ۔

(دیلمی۔ ابن عساکر۔ ابو نعیم فی المعرفہ)

حضرت عمر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! آج آپ نے اس بی بی سے جو سلوک کیا ہے وہ کسی اور سے کبھی نہیں کرتے دیکھا؟ فرمایا: اے عمر! یہ میری ماں کے بعد میری ماں تھی۔

پھر فرمایا:

اِنَّمَا اَلْبَسْتُھَا قَمِیْصِیْ لِتُکْسٰی مِنْ حُلَلِ الْجَنَّۃِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَھَا لِیَھُوْنَ عَلَیْھَا۔ (الاستیعاب ص ۲/۷۷۴)

میں نے اپنا قمیص اس لیئے پہنایا تا کہ اللہ اسکو جنت کا حلہ پہنائے اور قبر میں اس لئے لیٹا کہ اس پر نرمی و آسانی ہو اور اسکو وقار اور سکون حاصل ہو۔

پھر فرمایا:

اِنَّ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَام اَخْبَرَنِیْ عَنْ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ اِنَّھَا مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَمَرَ سَبْعِیْنَ اَلْفَامِنَ الْمَلٰئِکَۃِ یُصَلُّوْنَ عَلَیْھَا۔

(المستدرک للحاکم ص ۳/۱۰۸)

بیشک مجھے جبریل علیہ السلام نے میرے رب کی طرف سے خبر دی ہے کہ یہ بی بی اہل جنت سے ہے اور یہ بھی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو اس پر نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

Marfat.com

جبہ مبارک کی برکات

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم کے پاس رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک تھا۔

قَالَتْ كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَلْبَسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضٰى يَسْتَشْفٰى بِهَا۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۳۱۔ مسلم ص ۱۹۰/۲)

وہ فرماتی ہیں کہ اس جبہ کو حضور علیہ السلام پہنا کرتے تھے۔ ہم اسے دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

ایک جبہ طیالسانی (ایک چادر جو قاضی اور علماء کندھے پر ڈال لیتے ہیں) جو ایرانی طرز کا تھا، جس میں دیبا کا ایک ٹکڑا جیب کی جگہ لگا ہوا تھا اور اس کے بازوؤں پر دیبا کے کف لگے ہوئے تھے، جسے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا۔ ام المؤمنین بیماروں کو دھو کر پلاتیں اور انہیں شفا ہو جاتی۔ (انوار محمدیہ ص ۳۲۵)

جناب علی محمد صاحب تارڑ ساکن بھیکھو (ضلع گجرات) کہتے ہیں کہ میں جب حج بیت اللہ شریف کے لئے حجاز مقدس گیا تو مجھے مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جبہ مبارک اور غلاف کعبہ کا ایک ایک ٹکڑا ملا۔ واپسی پر وہ دونوں ٹکڑے بغایت احترام پاکستان لے آیا۔ خدا کی حکمت کہ عرصہ دو سال بعد ایک دن صبح کو اٹھا تو بینائی میں کمی نظر آئی۔ بڑی تشویش لاحق ہوئی جب دوسرے دن صبح کو اٹھا تو بینائی بالکل ختم ہو چکی تھی اور میں اندھا ہو گیا تھا۔

ایک آدمی کے ساتھ شہر گیا۔ ڈاکٹر سے آنکھیں ملاحظہ کروائیں۔ تو انہوں نے مشورہ دیا کہ لاہور میو ہسپتال جاؤ، وہاں معائنہ کرواؤ۔ بڑی پریشانی سے ایک آدمی کے ساتھ لاہور میو ہسپتال پہنچا اور آنکھوں کا معائنہ کروایا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آنکھوں میں سفید موتیا ہے۔ کچھ عرصہ بعد ہسپتال میں آنکھوں کا اپریشن کروانا، یا کم از کم تین ماہ علاج کرواؤ، شاید نظر ٹھیک ہو جائے۔ چند دن کی دوائی لے کر واپس گھر پہنچا۔ بڑی مصیبت و پریشانی کا

Marfat.com

عالم کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ گاہے گاہے یہ شعر زبان پہ جاری ہو جاتا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا

ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا۔ کہ جبہ مبارک کا ٹکڑا جو حجاز مقدس سے لایا تھا، اسے آزما کر دیکھنا چاہئے۔ گھر والوں سے کہا کہ فلاں ٹرنک مجھے پکڑاؤ۔ انہوں نے تعمیل کی۔ میں نے بسم اللہ شریف پڑھ کر ٹرنک کھولا، اور ٹٹول کر وہ ڈبیہ نکالی اور باوضو ہو کر ایک گلاس میں پانی لے کر ان ٹکڑوں کو بھگو بھگو کر آنکھوں پہ لگانا شروع کیا۔ خدا کی قسم! چند ساعتوں کے بعد میری بینائی بحال ہو گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(قرطاس مقبول فی معجزات رسول ص ۱۸۶ مؤلفہ مولوی نصیر احمد چشتی)

تہبند مبارک

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت ایک چادر لیکر در نبوت پر حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ چادر میں نے اپنے ہاتھوں سے بنی ہے اور آپ کے لئے لائی ہوں۔ آپ نے قبول فرمائی۔ پھر اسے بطور تہ بند باندھ کر ہماری طرف تشریف لائے۔ صحابہ میں سے ایک نے دیکھ کر کہا۔ کیا اچھی چادر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے پہنا دیجئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ کچھ دیر بعد حضور علیہ السلام مجلس سے اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آئے تو چادر لپٹی ہوئی آپ کے پاس تھی۔ وہ آپ نے سائل صحابی کے پاس بھیج دی۔ صحابہ کرام نے اس سے کہا کہ تو نے چادر کا سوال کر کے اچھا نہیں کیا۔ حالانکہ تجھے معلوم تھا کہ آپ کسی کا سوال رد نہیں فرماتے۔ اور اس وقت آپکو اس کی ضرورت بھی تھی۔

فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰہِ مَاسَاَلْتُھَا اِلَّا لِتَکُوْنَ کَفَنِیْ یَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَھْلٌ فَکَانَتْ کَفَنَہٗ۔ (فوائد مدورہ حدیث شریف ص ۱۲۶، بخاری ص ۱/۱۷۰)

اس نے کہا! اللہ کی قسم! میں نے صرف اس لئے سوال کیا کہ میرے مرنے پر یہ چادر (جو آپ کے جسم سے لگ چکی ہے) میرا کفن بنے۔ حضرت سہل فرماتے ہیں کہ وہی چادر اس کا کفن بنی۔

Marfat.com

در پر ترے جو آئے گا جھولیاں بھر کے جائے گا
جود و کرم ہے تیرا عام تجھ پر درود اور سلام

امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں حدیث نقل کی ہے کہ جب حضور علیہ السلام کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو بعد از غسل آپ نے اپنا تہبند مبارک دیا اور فرمایا۔
اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ۔ (مسلم ص ۳۰۵/۱) ان کے کفن کے ساتھ میرا تہبند بھی ملا دو۔

علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا تہبند مبارک کیوں عطا فرمایا۔
وَالْحِكْمَةُ فِيْ اَشْعَارِ هَابِهٖ تَبْرِيْكُهَا۔ اشعار میں حکمت یہ تھی تا کہ ان کے کفن میں برکت ہو جائے۔

اس حدیث اور فاطمہ بنت اسد والی حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مستعمل اشیاء کو باعث برکت و رحمت تصور فرماتے تھے۔

لحاف مبارک

حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لحاف تھا۔ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے دادا موصوف کو کہلا بھیجا چنانچہ وہ اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اسے اپنے چہرے پر ملنے لگے۔ (تاریخ صغیر امام بخاری)

چارپائی مبارک

حضرت اسعد بن زرارہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چارپائی بطور ہدیہ پیش کی تھی، جس کے پائے ساگوان کی لکڑی کے تھے۔ حضور علیہ السلام اس پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ جب وفات شریف ہوئی تو آپکو اسی پر رکھا گیا۔ آپ کے بعد حضرت صدیق اکبر کو بھی اسی پر رکھا گیا۔ پھر لوگ بطور تبرک اپنے موتی کو اسی پر رکھا کرتے تھے۔ یہ چارپائی بنو امیہ کے عہد میں میراث عائشہ صدیقہ میں فروخت ہوئی۔ عبداللہ بن اسحٰق نے اس کے تختوں کو چار ہزار درہم میں خریدا تھا۔ (زرقانی علی المواہب)

Marfat.com

پیالہ مبارک

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک عریض وعمدہ پیالہ دیکھا، جو چوب نظار کا بنا ہوا تھا اور اس پر لوہے کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ بجائے لوہے کے سونے یا چاندی کا حلقہ بنائیں۔ مگر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنایا ہو، اسے تبدیل نہ کرنا چاہئے۔ یہ سن کر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ویسے ہی رہنے دیا اور فرمایا۔

لَقَدْ سَقَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْقَدَحِ اَکْثَرَ مِنْ کَذَا وَکَذَا۔ (بخاری)

کہ میں نے اس پیالہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے۔

وہی پیالہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم کو خریدا گیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے اس پیالے کو بصرے میں دیکھا اور اس میں پانی پیا ہے۔

(شرح شمائل للبیجوری بحوالہ شرح مناوی)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا و امام ابن مامون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضور علیہ السلام کا ایک پیالہ تھا۔

فَکُنَّا نَجْعَلُ فِیْھَا الْمَآءَ الْمَرْضٰی فَیَسْتَشْفُوْنَ بِھَا۔

ہم اس میں پانی ڈال کر بغرض شفاء بیماروں کو پلاتے تو شفا ہو جاتی۔

(شفا شریف ص ۱۶۵۔ جامع الصفات ص ۷۹)

حضرت خداش بن ابی خداش رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک پیالہ تھا، جو انہوں نے حضور سے لیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کبھی کبھی حضرت خداش کے ہاں تشریف لے جاتے تو ان سے وہی پیالہ طلب فرماتے۔ اسے آب زم زم سے بھر کر پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔ (اصابہ ترجمہ حضرت خداش و کنز العمال)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجودیکہ اس قسم کے امور میں بہت ہی محتاط تھے، لیکن

Marfat.com

حضرت خداش رضی اللہ عنہ کے گھر جا کر اس پیالے کو حاصل کر کے اس میں پانی ڈال کر سر اور چہرے کو مشرف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس پیالے کی برکت کے وہ بھی قائل تھے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ پیالہ کئی مرتبہ دھویا گیا اور استعمال کیا گیا مگر ان کا اعتقاد تھا کہ ایک بار بھی دست مبارک کا لگ جانا ہمیشہ کی برکت کا باعث ہے۔

عصا مبارک

حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خالد بن سفیان بن نبیح نرلی کے قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ میں جب قتل کر کے واپس خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ کو اپنا عصاء مبارک عطا فرما کر فرمایا۔

تَحْضُرُ بِهٰذِهٖ فِی الْجَنَّةِ۔ اس کے ساتھ جنت میں چلے جانا۔

وہ عصاء مبارک حضرت عبداللہ کے پاس رہا۔ جب ان کی وفات کا وقت آیا تو وصیت کی کہ اس عصاء کو میرے کفن میں رکھ کر میرے ساتھ دفن کر دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(زرقانی علی المواہب۔ حیوۃ الحیوان)

حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور علیہ السلام کا ایک چھوٹا سا عصاء مبارک تھا۔ جب وہ فوت ہوئے تو ان کی وصیت کے مطابق وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ (بیہقی۔ ابن عساکر)

بے ادبی کی سزا

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں حضور علیہ السلام کا عصاء مبارک تھا۔ جہجاہ نے غصے کی حالت میں حضرت عثمان سے لیکر اس کو گھٹنے پر رکھ کر زور سے توڑنا چاہا۔ ہر طرف سے شور ہوا، ارے یہ کیا کرتا ہے مگر اس نے نہ سنا اور توڑ ہی ڈالا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے گھٹنے میں ایک پھوڑا پیدا ہوا، جس کو "اکلہ" کہتے ہیں، جو جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پاؤں کاٹنے کی ضرورت پیش آئی اور ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس کی تکلیف سے وہ مر گیا۔ (شفاء شریف ص ۲۱۸)

قارئین کرام! ظاہر ہے کہ عصاء مبارک میں کوئی زہریلا مادہ تو تھا ہی نہیں جس کا اثر

Marfat.com

اس کے پاؤں میں ہوگیا، بلکہ یہ اس بے ادبی کا نتیجہ تھا جو اس مبارک عصاء کے ساتھ کی گئی تھی۔

یاد رکھیئے! بے ادبی کرنے والے کی تباہی ضرور ہوتی ہے اور کبھی عبرت کے لئے وہ ظاہراً بھی تباہ کیا جاتا ہے۔ اب یہاں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جب ان کے تبرکات کی بے ادبی تباہی کا موجب ہے تو خود ان کی بے ادبی کے نتائج کیا ہوں گے۔

ازخدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

کمان مبارک کا ادب

حضرت ابوعبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احمد بن فضلویہ زاہد بڑے غازی اور بڑے تیرانداز تھے، ان کے پاس ایک کمان تھی جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں میں پکڑا تھا۔ وہ فرماتے ہیں۔

مَامَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِیْ اِلَّا عَلٰی طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهٖ۔ (شفا شریف ص ۲۱۸)

جب سے مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کمان کو ہاتھ میں لیا ہے، میں نے کبھی اسکو بے وضو نہیں چھوا۔

برادران ملت! اس عظیم مجاہد کی عقیدت و محبت کا اندازہ کیجیئے کہ اس کمان کو بغیر طہارت کے کبھی نہ چھوا، جس کو حضور علیہ السلام نے اپنے مبارک ہاتھوں میں لیا تھا۔ اگر اس زمانے کے نام نہاد موحدین اس وقت میں ہوتے تو انکو کافر، مشرک، بدعتی بتانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھتے۔ مگر اس زمانہ خیر القرون کے علماء کرام نے ان کے اس فعل کی وہ قدر کی کہ اس سے بڑھ کر ممکن نہیں کہ بلا انکار بلکہ بطور تحسین کتب احادیث میں بیان فرمایا تا کہ آنے والی نسلیں ان کی قدر کریں اور ان کے اس فعل سے ادب و تعظیم سیکھیں۔

حضرت میاں محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

بے ادباں مقصود نہ حاصل نہ درگا ہے ڈھوئی
باہج ادب محمد بخشا منزل نہ پہنچیا کوئی

صحابہ کرام کی عقیدت

قریش مکہ نے عروہ بن مسعود کو، جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے، حضور علیہ السلام کے حالات دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ آئے اور حالات دیکھ کر واپس ہوئے اور جا کر قریش سے یوں کہنے لگے۔

يَا قَوْمُ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَ وَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِىْ وَاللّٰهِ اِنْ رَأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمَهٗ اَصْحَابُهٗ مَايُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا وَاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدِرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاءَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وُضُوْئِهٖ وَ اِذَا تَكَلَّمَ خَفِضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ۔

(بخاری شریف۔ زرقانی علی المواہب ص ۱۹۲/۲)

اے قوم! خدا کی قسم۔ بیشک میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی اور بڑے بڑے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ اس کے اصحاب اسکی ایسی تعظیم کرتے ہوں، جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم! جب وہ تھوکتے اور رینٹ کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ ان کے اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتا ہے، جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ ان کو حکم دیتے ہیں تو وہ سب کے سب تعمیل کے لئے دوڑتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب کے سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف نظر تک نہیں اٹھاتے۔

Marfat.com

ابومحذورہ کے بال

حضرت محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر کے اگلے حصے میں بالوں کا ایک گچھا تھا۔

اِذَاقَعَدَ وَاَرْسَلَهَا اَصَابَتِ الْاَرْضُ فَقِيْلَ لَهٗ اِلَّا تَحْلِقُهَا فَقَالَ لَمْ اَكُنْ بِالَّذِیْ اَحْلِقَهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ۔

(شفا شریف ص ۳۱۷)

جب وہ بیٹھتے اور اسکو چھوڑ دیتے تو وہ زمین سے جا لگتا۔ انہیں کہا گیا کہ تم ان کو منڈوا کیوں نہیں دیتے فرمایا۔ میں انہیں ہرگز نہیں منڈواؤں گا کیونکہ ان پر حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔

ابن منکدر کی عقیدت

حضرت اسمٰعیل بن یعقوب تیمی فرماتے ہیں کہ ابن منکدر (متوفی ۲۰۵) مسجد نبوی کے صحن میں ایک خاص جگہ پر لوٹتے اور لیٹتے۔ ان سے اس بات کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس جگہ حضور علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے۔ (وفاء الوفا)

منبر شریف کا ادب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا گیا۔

وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى مَقْعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجْهِهٖ۔ (شفا شریف ص ۲۱۷)

کہ منبر اقدس میں جو جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھنے کی تھی، وہاں اپنے ہاتھوں کو ملتے اور پھر اپنے منہ پر پھیر لیتے۔

ناظرین گرامی! مقام غور ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابی نے لوگوں کے سامنے یہ کام کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کو یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ ہمارے اعتقاد میں یہ بات داخل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مقدس تو کیا، کپڑے بھی جس مقام پر لگ گئے ہوں، وہ مقام متبرک ہو جاتا ہے اور اس مقام سے برکت حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنا ہاتھ اس مقام پر لگا کر اپنے جسم میں جو مقام اعلیٰ درجہ کا سمجھا جاتا ہے یعنی منہ اس پر پھیر لیا جائے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ادب

محدث ابونعیم، علامہ سیوطی، علامہ حقی جیسے جلیل القدر محدثین اور مفسرین نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال تک اللہ کی نافرمانی کی۔ پھر وہ مرگیا تو لوگوں نے اسکی میت کو ایسی جگہ پھینک دیا۔ جہاں نجاست ڈالی جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ اس شخص کا جنازہ پڑھو، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ قوم بنی اسرائیل اس کے متعلق یہ شہادت دیتی ہے کہ دوسوسال تک یہ شخص تیری نافرمانی کرتا رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کے متعلق جو کہا جاتا ہے، بالکل ٹھیک ہے۔

اِلَّا اِنَّهٗ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَ صَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ وَ غَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حُوْرَاءَ۔

مگر وہ جب تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا نام مبارک دیکھتا تو وہ اس نام مبارک کو چومتا اور اپنی آنکھوں سے لگاتا اور اس پر درود بھیجتا۔ پس اس کے بدلے میں نے اس کے گناہ بخش دیئے اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کردیا۔

(سیرت حلبیہ ص ۱/۱۳۶، انوار محمدیہ ص ۱/۲۳۶، خصائص کبریٰ ص ۱/۴۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۱۲۴، مثنوی شریف ص ۲۲، دفتر اول۔ حلیۃ الاولیاء جلد چہارم۔ کلید مثنوی ص ۱/۵۴ از مولوی اشرف علی تھانوی)

اس روایت سے ظاہر ہے کہ حضور علیہ السلام کے نام مبارک کے نام پر بوسہ دینے کی برکت سے دوسوسال کا گناہگار جنتی اور مقبول بارگاہ ایزدی ہوگیا۔

حدیث سابق سے ثابت ہے کہ جس مقام پر محبوب علیہ السلام کا ملبوس خاص لگا تھا، اس سے برکت حاصل کی گئی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فخر دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نام جس مقام پر لکھا تھا، اس سے برکت حاصل کی گئی اور ادب کی راہ سے اس کو بوسہ دیکر آنکھوں پر رکھا گیا، حالانکہ ذات مبارک سے حروف مکتوبہ کو کوئی تعلق ہے تو

Marfat.com

صرف اسقدر کہ وہ آپ کی ذات مبارک پر دلالت کرنے والے ہیں۔ حالانکہ دال اور مدلول میں کوئی ذاتی مناسبت نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے اس نام کے مکتوب سے پوری برکت حاصل ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات اور عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ

شیخ الشیوخ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات میں سے بعض چیزیں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تھیں اور انہوں نے ان کو ایک کمرہ میں محفوظ کر رکھا تھا اور ہر روز ایک بار ان کی زیارت کیا کرتے تھے۔ اشراف میں سے اگر کوئی ان کی ملاقات کو آتا تو اس کو بھی ان کی زیارت کرایا کرتے اور فرماتے کہ میری میراث تو یہی ہے۔ اللہ ان تبرکات کی برکت سے تمہیں بھی عزت دے۔

گویند در خانہ سریرے و بالشے از ادیم کہ حشو آں لیف خرما و یک جفت موزہ و قطیفہ و آسیا دستی و کنانہ کہ دراں چند تیر بود و گویند کہ دراں قطیفہ اثر و سخ سر مبارک دے بود و مردے زمتے عظیم داشت و شفا نمی یافت از عمر بن عبدالعزیز التماس نمودند کہ بعضے ازاں وسخ بشویند و باسعوط در بنی بیمار چکانیدند بیمار شفا یافت۔

(مدارج النبوت)

کہتے ہیں کہ اس کمرے میں ایک چارپائی، چمڑے کا تکیہ جس میں خرما کی چھال بھری ہوئی تھی۔ ایک جوڑا موزہ، لحاف، چکی اور ایک ترکش تھی، جس میں چند تیر تھے۔ لحاف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کی چکنائی کا اثر تھا۔ ایک شخص کو سخت بیماری لاحق تھی، جس سے شفا نہ ہوتی تھی، حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں التماس کی گئی تو آپ کی اجازت سے اس چکنائی میں سے کچھ دھو کر بیمار کی ناک میں ٹپکا دیا گیا، وہ تندرست ہو گیا۔

حضور علیہ السلام سے منسوب ہر چیز قابل تعظیم ہے

حضرت امام قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تمام مقامات اور ان تمام

Marfat.com

اشیاء کی تعظیم وتکریم کرنا جن کو حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعظیم وتکریم ہے اور بہت ہی خیر و برکت کا باعث ہے۔ یہاں تک کہ

وَاَوَّلَ اَرْضٍ مَسَّ جِلْدَ الْمُصْطَفٰی تُرَابُهَا اَنْ تُعَظَّمَ عَرَمَاتُهَا وَ تُنَسَّمَ نَفَحَاتُهَا وَ وَتُقَبَّلَ رَبُوْعُهَا وَجُدُرَاتُهَا۔ (شفا شریف ص ۲۱۹)

جس سرزمین کی مٹی کو حضور علیہ السلام کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے، لازم ہے کہ اس کے میدانوں کی بھی تعظیم کی جائے اور اسکی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے در و دیوار کو بوسہ دیا جائے۔

غرض یہ کہ حبیب اور حبیب کے مقامات، ملبوسات، تبرکات کی تعظیم وتکریم کرنی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو تیس درے مارنے کا حکم دیا تھا، جس نے یہ کہا تھا کہ مدینہ منورہ کی مٹی خراب ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جس سرزمین میں افضل الخلائق آرام فرما ہیں، تو کہتا ہے کہ اس سرزمین کی مٹی خراب ہے، تو اس لائق تھا کہ تیری گردن اڑادی جائے۔ (شفا شریف ص ۲۱۸)

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیّد عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

عقیدت مند آنکھ جب خاک مدینہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھتی ہے تو طیبہ وبطحا کا ذرہ ذرہ آفتاب جہاں تاب بن کر چمکتا ہے۔

خاک طیبہ از دوعالم خوشتر است
دے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

برادران ملت! یہ حضور پرنور، فخر کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوسات اور آپ کی استعمال شدہ اشیاء کے برکات وحسنات ہیں۔ بغور پڑھیئے، بار بار پڑھیئے اور اپنا ایمان تازہ کیجئے، اور سوچئے کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ الکریم نے اپنے حبیب لبیب علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیسی کیسی نعمتوں، برکتوں اور خوبیوں سے نوازا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مولانا الشاہ احمد رضا خاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو کہتا ہے کہ ایمان ہیں یہ اور ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

فوائد

۱۔ یہ کہ پگڑی کے نیچے ٹوپی رکھنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

۲۔ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک بہت ہی بابرکت، بلاؤں اور مرضوں کو دور کرنے والا ہے۔

۳۔ یہ کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کے ساتھ جو چیز بھی لگی، وہ بہت ہی بابرکت اور قابل تعظیم ہوگئی، لہٰذا دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذرہ ذرہ نہایت ہی بابرکت اور قابل تعظیم ہے کہ اس کو حضور علیہ السلام سے نسبت ہے۔

۴۔ یہ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے ملبوسات و دیگر مستعمل اشیاء کا حد درجہ احترام کرتے تھے۔

۵۔ یہ کہ حضور ہادی سبل، دانائے کل، محبوب کل، مطلوب کل، مشہود کل، ختم رسل، سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا ادب واحترام کرنا اور بوسہ لیکر آنکھوں سے لگانا موجب نجات اور باعث فلاح دارین ہے۔

دعائے خیر

یا ارحم الرحمین جن اکابرین کرام کی کتب سے اسفادہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اگر وہ بحیات ہوں تو ان کے علم وفضل میں مزید برکت فرما اور ان کا سایہ عاطفت تادیر اہلسنت وجماعت پر قائم ودائم رکھ۔ آمین۔

۲۔ اگر وہ انتقال فرما گئے ہوں تو اپنی خصوصی رحمت سے انکی قبور کو بقعہ نور بنا۔

۳۔ مجھے اور میرے متعلقین ومعاونین کو فلاح دارین عطا فرما اور اس کتاب کو قبول خاص و عام فرما کہ مجھ بے نوا کے لئے کفارہ سیّات وذریعہ نجات بنا۔

آمین ثم آمین

Marfat.com

بحرمت سیّد المرسلین شفیع المذنبین صل اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہ وبارک وسلم

رسول اللہ دی الفت نے ستایا
میں ایہہ حلیہ معجزات اندر بنایا

بحمد اللہ ایہہ حلیہ ہو گیا ختم
بنایا میں روائتاں ڈھونڈ محکم

کتاباں تھیں حوالے کیتے تحریر
جہڑا پڑھسی لگن دے اسنوں دلگیر

رکھے جو یاد ایہہ حلیہ مبارک
کرے اس تے کرم اللہ تبارک

نبیؐ دی شکل نوں جوناں وسارے
ملن اس تائیں جنت دے چبارے

ربا بخش میرے ماں باپ تائیں
بھائی بہناں بیوی اولاد تائیں

نزع دے وقت کلمہ ہووے جاری
تے باایمان ہووے جھب تیاری

ابوالطاہر محمد بشیر احمد نام میرا
تے وچہ رسولپور تارڑاں گزران میرا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

ماخذ ومراجع

۱۔ قرآن پاک

مستند مفسرین کی کتب تفاسیر

۲۔ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ

۳۔ تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد الخازن علیہ الرحمۃ

۴۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

۵۔ تفسیر جلالین از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

۶۔ تفسیر روح البیان از علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ

۷۔ تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ

۸۔ تفسیر صاوی از امام احمد الصاوی علیہ الرحمۃ

۹۔ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ

۱۰۔ تفسیر جمل از علامہ سید سلیمان الجمل علیہ الرحمۃ

۱۱۔ تفسیر حسینی از علامہ معین الدین واعظ کاشفی علیہ الرحمۃ

۱۲۔ تفسیرات احمدیہ از علامہ ملا جیون علیہ الرحمۃ

۱۳۔ تفسیر نیشاپوری از امام محمد بن حسین نیشاپوری علیہ الرحمۃ

۱۴۔ تفسیر سراج منیر از امام محمد بن شربینی علیہ الرحمۃ

۱۵۔ تفسیر معالم التنزیل از امام ابو محمد الحسین بغوی علیہ الرحمۃ

۱۶۔ تفسیر ابن جریر از امام محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ

۱۷۔ تفسیر فتح العزیز از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۸۔ تفسیر عزیزی از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۹۔ تفسیر ابن کثیر از علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ

۲۰۔ تفسیر حقانی از مولانا علامہ عبد الحق حقانی علیہ الرحمۃ

۲۱۔ اشرف التفاسیر المعروف و تفسیر نعیمی از مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ

۲۲۔ تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس۔ لابی طاہر محمد یعقوب فریدآبادی

۲۳۔ تفسیر خزائن العرفان از مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی

مستند محدثین کی کتب احادیث

۲۴۔ صحیح بخاری از امام محمد بن اسمٰعیل بخاری علیہ الرحمۃ

۲۵۔ صحیح مسلم از امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمۃ

۲۶۔ جامع ترمذی از امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ

۲۷۔ ابوداؤد از امام سلیمان بن الاشعث علیہ الرحمۃ

۲۸۔ ابن ماجہ از امام ابو عبداللہ محمد علیہ الرحمۃ

۲۹۔ سنن النسائی از امام احمد بن شعیب النسائی علیہ الرحمۃ

۳۰۔ سنن دارمی از امام عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی علیہ الرحمۃ

۳۱۔ سنن البیہقی از امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمۃ

۳۲۔ طبرانی شریف از امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی علیہ الرحمۃ

۳۳۔ مشکوٰۃ المصابیح از امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ علیہ الرحمۃ

۳۴۔ اشعۃ اللمعات از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۳۵۔ مرقات از علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ

۳۶۔ منتخب الصحیحین از امام یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ

۳۷۔ المستدرک از امام ابو محمد حسین علیہ الرحمۃ

۳۸۔ فتح الباری از امام شہاب الدین احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ

۳۹۔ ارشاد الساری از امام شہاب الدین احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ

۴۰۔ عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ

اکابر محدثین واہل سیر محققین کی مستند کتب

۴۱۔ مواہب اللدنیہ از امام احمد عسقلانی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

۴۲۔ زرقانی شریف از امام محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ
۴۳۔ زرقانی علی المواہب از امام عسقلانی و امام زرقانی
۴۴۔ خصائص الکبریٰ از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ
۴۵۔ تاریخ الخلفاء از " " "
۴۶۔ جامع صغیر از " " "
۴۷۔ الحاوی للفتاوی از " " "
۴۸۔ افضل القریٰ از علام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۴۹۔ مجمع الذوائد از " " "
۵۰۔ النعمۃ الکبریٰ از علامہ ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ
۵۱۔ جواہر البیان از " " "
۵۲۔ فتاویٰ حدیثیہ از " " "
۵۳۔ جامع المعجزات از علامہ محمد ہادی علیہ الرحمۃ۔
۵۴۔ جواہر البحار از علامہ محمد یوسف نبہانی علیہ الرحمۃ
۵۵۔ شواہد الحق از " " "
۵۶۔ حجۃ اللہ علی العالمین از " " "
۵۷۔ انوار محمدیہ از " " "
۵۸۔ شفا شریف از علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ
۵۹۔ شرح شفاء از علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ
۶۰۔ جمع الوسائل از " " "
۶۱۔ حل العقدۃ شرح بردہ از " "
۶۲۔ مدارج النبوت از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
۶۳۔ جذب القلوب از " " "
۶۴۔ زبدۃ الاسرار از " " "
۶۵۔ سیرت النبویہ از علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی
۶۶۔ سیرت حلبیہ از علامہ علی بن برہان الدین حلبی علیہ الرحمۃ

۶۷۔ نسیم الریاض از علامہ شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمۃ
۶۸۔ نزہۃ المجالس از علامہ عبدالرحمٰن صفوری علیہ الرحمۃ
۶۹۔ کنز العمال از علامہ علاؤ الدین علی المتقی علیہ الرحمۃ
۷۰۔ شمائل ترمذی از علامہ محمد بن عیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ
۷۱۔ شمائل محمدیہ از علامہ محمد ابراہیم بیجوری علیہ الرحمۃ
۷۲۔ الابریز شریف از علامہ احمد بن مبارک سلجماسی علیہ الرحمۃ
۷۳۔ مطالعہ المسرات از علامہ محمد المہدی بن احمد فاسی
۷۴۔ اعلام النبوت از علامہ قاضی ابوالحسن ماوردی
۷۵۔ معارج النبوت از علامہ معین الدین واعظ کاشفی
۷۶۔ دلائل النبوت از علامہ ابوبکر احمد بن الحسین بیہقی علیہ الرحمۃ
۷۷۔ دلائل النبوت از امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی
۷۸۔ حلیۃ الاولیاء از " " "
۷۹۔ وفاء الوفاء از امام سید شریف نورالدین علی اسمہودی
۸۰۔ استیعاب از امام عبداللہ بن عبدالبر علیہ الرحمۃ
۸۱۔ شواہد نبوۃ از مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
۸۲۔ نفحات الانس از
۸۳۔ تواریخ حبیب الٰہ از مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ
۸۴۔ الکلام المبین از " " "
۸۵۔ تاریخ صغیر از امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ
۸۶۔ الادب المفرد از " " "
۸۷۔ النوافح العطریہ از علامہ محمد غریم علیہ الرحمۃ
۸۸۔ الیواقیت والجواہر از امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ
۸۹۔ سیرت ابن ہشام از محمد بن عبدالمالک بن ہشام علیہ الرحمۃ
۹۰۔ مفردات از امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ
۹۱۔ ردالمحتار از علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمۃ

Marfat.com

۹۲۔ مکتوبات از حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ

۹۳۔ کتاب الوفاء از علامہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ

۹۴۔ بیان میلاد النبی ﷺ " " "

۹۵۔ القول البدیع از امام محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی

۹۶۔ طبقات ابن سعد از " " "

۹۷۔ البدایہ والنہایہ از علامہ حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ

۹۸۔ عصیدۃ الشہدہ از علامہ عمر بن احمد خرپوتی علیہ الرحمۃ

۹۹۔ اسد الغابہ از علامہ ابن اثیر علیہ الرحمۃ

۱۰۰۔ خطبہ میرزاہد از علامہ عبدالعلی لکھنوی علیہ الرحمۃ

۱۰۱۔ دلائل الخیرات از ابوعبداللہ محمد بن سلیمان الجزولی

۱۰۲۔ مرات از علامہ امام یافعی علیہ الرحمۃ

۱۰۳ نشر المحاسن الغالیہ از یافعی علیہ الرحمۃ

۱۰۴۔ الانسان فی القرآن از پیر سیّد نور الحسن شاہ علیہ الرحمۃ

۱۰۵۔ بہجۃ الاسرار از علامہ امام شطنوفی علیہ الرحمۃ

۱۰۶۔ قصیدہ النعمان از امام اعظم نعمان بن ثابت علیہ الرحمۃ

۱۰۷۔ رحمۃ الرحمٰن شرح قصیدہ النعمان از علامہ محمد اعظم علیہ الرحمۃ

۱۰۸۔ احیاء القلوب از مولانا عبدالجلیل علیہ الرحمۃ

۱۰۹۔ جمع النہایہ از علامہ شنوائی علیہ الرحمۃ

۱۱۰۔ المغازی۔ للواقدی علیہ الرحمۃ

۱۱۱۔ شرح شمائل۔ للمناوی علیہ الرحمۃ

۱۱۲۔ سراج منیر۔ للھراروی علیہ الرحمۃ

۱۱۳۔ الاصابہ از امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

۱۱۴۔ فتوح الغیب از پیر سیّد عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ

۱۱۵۔ قصیدہ غوثیہ از " " "

۱۱۶۔ قصیدہ بردہ از علامہ شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ

۱۱۷۔ مثنوی شریف از مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ

۱۱۸۔ حیواۃ الحیوان از علامہ کمال الدین دمیری علیہ الرحمۃ

۱۱۹۔ خالص الاعتقاد از علی حضرت فاضل بریلی علیہ الرحمۃ

۱۲۰۔ حدائق بخشش از " " "

۱۲۱۔ مقاصد الاسلام از مولانا انوار اللہ خاں صاحب

۱۲۲۔ انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۲۳۔ درثمین از " " "

۱۲۴۔ کوکب دردی از علامہ سیّد محمد صالح کشفی الترمذی

۱۲۵۔ شان حبیب الرحمٰن از مفتی احمد یار خاں علیہ الرحمۃ

۱۲۶۔ الذکر الجمیل فی حلیۃ الحبیب الخلیل از مفتی محمد شفیع اوکاڑوی

۱۲۷۔ حلیہ شریف از مولانا غلام احمد کولوی علیہ الرحمۃ

۱۲۸۔ حلیہ شریف از مولانا غلام رسول آف قلعہ میاں سنگھ

۱۲۹۔ بہار عقیدت از سیّد مرغوب احمد اختر الحامدی علیہ الرحمۃ

۱۳۰۔ رہنمائے سفر حجاز از ڈاکٹر محمد نواز فاروقی چشتی

۱۳۱۔ انجیل مقدس از بازنا باس

۱۳۲۔ جامع الصفات از علامہ سیّد محمد احمد صاحب رضوی

۱۳۳۔ معجزات مصطفیٰ ﷺ از مفتی غلام سرور صاحب قادری

۱۳۴۔ انوار محمدیہ از مولانا ضیاء اللہ صاحب قادری

۱۳۵۔ مسلک اولیاء از مولانا ابوالانوار محمد اقبال صاحب رضوی

۱۳۶۔ کنز العرفان از صوفی لعل دین صاحب گوجروی

۱۳۷۔ عروج المحبوب از مولانا ابوالطاہر عبدالعزیز چشتی

۱۳۸۔ قرطاس مقبول فی معجزات رسول از مولوی نصیر احمد صاحب چشتی

۱۳۹۔ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ (۱۹۸۳ء گوجرانوالہ

۱۴۰۔ ماہنامہ سالک راولپنڈی ۱۹۶۲ء

۱۴۱۔ ماہنامہ طیبہ کوٹلی لوہاراں ۱۹۶۲ء

Marfat.com

۱۴۲۔ ریاض الناصحین از شیخ ابوبکر واعظ سندھی

۱۴۳۔ اثبات ردالشمس از محمد جمال الدین کاظمی منظور

۱۴۴۔ کشف الغمہ از ابوالحسن علی بن عیسیٰ اربلی

۱۴۵۔ فوائد حلبیہ از علامہ حسن بریلوی

۱۴۶۔ قصص الانبیاء فارسی از علامہ عبدالواحد علیہ الرحمۃ

۱۴۷۔ تنویر الیقین فی معجزات رسول الامین ﷺ

۱۴۸۔ کنوز الحقائق علی جامع الصغیر

۱۴۹۔ قمر الاقمار شرح نور الانوار

۱۵۰۔ نامی شرح حسامی

۱۵۱۔ مجمع البرکات

۱۵۲۔ شمس التواریخ

۱۵۳۔ فوائد دورہ حدیث شریف

وہابی اور دیوبندی اکابرین کی کتب

۱۵۴۔ جلاء الافہام از علامہ ابن قیم

۱۵۵۔ زاد المعاد از " "

۱۵۶۔ التعلیق العجیب از مولوی عبدالحی لکھنوی

۱۵۷۔ مجموعۃ الفتاوی از " "

۱۵۸۔ فیض الباری از مولوی انور شاہ کشمیری صدر مدرس دیوبند

۱۵۹۔ قصائد قاسمی از مولوی محمد قاسم بانی دیوبند

۱۶۰۔ تحذیر الناس از " "

۱۶۱۔ نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی حکیم الامت علمائے دیوبند

۱۶۲۔ تکمیل الیقین از " " "

۱۶۳۔ شکر النعمہ از " " "

۱۶۴۔ تتمہ رابع امداد الفتاوی از " "

۱۶۵۔ کلید مثنوی از " " "

۱۶۶۔ رحمۃ اللعالمین از قاضی محمد سلیمان منصور پوری

۱۶۷۔ رحمۃ اللعالمین از مولوی عابد میاں دیوبندی

۱۶۸۔ تذکرہ الموتی والقبور از قاضی ثناء اللہ پانی پتی

۱۶۹۔ امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۷۰۔ لطائف رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی

۱۷۱۔ ھب النسیم از مولوی نبیہ حسن صاحب

۱۷۲۔ شیم الحبیب از مفتی الٰہی بخش کاندھلوی

۱۷۳۔ الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد مدنی

۱۷۴۔ المہند از " " "

۱۷۵۔ ترجمہ قرآن پاک از مولوی محمود الحسن

۱۷۶۔ حاشیہ قران پاک از مولوی شبیر احمد عثمانی

۱۷۷۔ چراغ سنت از مولوی فردوس علی قصوری

۱۷۸۔ فتاوی دار العلوم دیوبند از مولوی عزیز الرحمن دیوبندی

۱۷۹۔ جام کوثر از مولوی اسماعیل رسولپوری

۱۸۰۔ اقرب السبل بالتوجہ الی سید الرسل ﷺ از تھانوی

۱۸۱۔ الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ از بھوپالی

کتب لغت

۱۸۲ کریم الغات از مولوی کریم الدین لاہوری

۱۸۳۔ لسان العرب از ابوالفضل محمد بن مکرم الانصاری

۱۸۴۔ مفتاح اللغات از مولانا ابوالفتح عزیزی

۱۸۵۔ بشیر الغات از ابوطاہر محمد بشیر احمد رسالپوری

۱۸۶۔ جامع فیروز الغات از مولوی فیروز الدین

Marfat.com

اہلسنت وجماعت کے لئے ایمان افروز خوبصورت تحفہ

خطباتِ بشیر (جلداوّل)

تالیف خطیب اسلام مولانا الحافظ قاری ابوالطاہر محمد بشیر احمد رضوی

جمع میں عربی خطبات کے علاوہ ہر ماہ کی مناسبت ۔ اخلاقی و معاشرتی مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ جہاں مبتدی طلبا مستفید ہوں گے وہاں مشاق مقررین بھی فائدہ اٹھائیں گے اور عامۃ المسلمین بھی اسے مرزجان بنائیں گے۔

اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے معجزات کا انسائیکلوپیڈیا

امام علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کی نادر تصنیف

حجۃ اللہ علی العالمین
فی معجزات سید المرسلین

مترجم
پروفیسر علامہ محمد اسجد رضوی

اردو ترجمہ کے ساتھ پیش خدمت ہے

خصوصیات:

- معجزہ کی حقیقت، معجزات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیگر انبیائے کرام کے معجزات سے موازنہ
- سیرت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر پہلو میں پوشیدہ معجزات کا ترتیب وار مفصل بیان۔
- فضائل و خصائص مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور احوال سیرت کا جشن آفرین تذکرہ۔

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں
ہدیۂ درود و سلام کے موضوع پر
عالم اسلام میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب

دلائل الخیرات
شہرۂ آفاق کی شرح

مطالع المسرات

از: امام علامہ محمد مہدی فاسی رحمۃ اللہ علیہ

کا مستند عام فہم اردو ترجمہ
از: شرف اہلسنت شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

خصوصیات:

- قرآن و حدیث اور اسلاف کی روایات کی روشنی میں درود و سلام کے بے شمار فضائل اور فوائد و ثمرات کا جامع و دلکش بیان۔
- قرآن و حدیث کی روشنی میں حضور ﷺ سے محبت و عشق کے تعلق پر مدلل بحث۔
- اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) اسمائے حسنیٰ کے فوائد و خواص کا بیان۔

تصوف و معرفت پر حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی شاہکار تصنیف

فتوح الغیب
نئی فارسی شرح

از: سند المحققین امام المتقین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

"مظہر اربیب"
کا اردو ترجمہ

از: حضرت علامہ محمد قلندر شاہ بدایونی

طریقت و روحانیت پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ۷۸ مواعظ عالیہ کا

بے مثال مجموعہ

خصوصیات:

- قضاء و قدر، فنا و بقاء اور زہد و تقویٰ پر محققانہ گفتگو۔
- سلوک و تصوف، طریقت و روحانیت کو قرآن و سنت کے دلائل کے ساتھ بیان۔
- مجاہدہ اور ریاضت، صفائے قلب و باطن کے طریقے۔
- صدق و اخلاص، ورع، صبر، رضا اور شکر کا بیان، نفس اور خواہش نفس کی مخالفت۔

خلافت و دولت اسلامیہ کی پہلی نو صدیوں کی تاریخ پر
مولانا جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز تصنیف

تاریخ الخلفاء
کا اردو ترجمہ

حسن المحاضرہ

از: حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدیقی

اہم خصوصیات:

- خلفائے راشدین، سلطنت بنو امیہ و بنو عباس کے احوال پر جامع تاریخ۔
- خلفاء و سلاطین کی سیرت و کردار اور امتیازات کا مفصل اور جامع بیان۔
- خلفاء و سلاطین کے عہد کی فتوحات اور اہم واقعات کا سال بہ سال تذکرہ۔

نوریہ رضویہ پبلیکیشنز
۱۱۔ گنج بخش روڈ۔ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

قرآنیات کا انسائیکلوپیڈیا

بُرھانُ القرآن فِی مِرأۃِ الرَّحمٰن

انمول تحفہ



مُصنِّف فقیر اعجاز احمد قادری

- قرآن مجید کے موضوعات کا جامع ترین احاطہ
- مفسرانہ تشریحات
- باطنی اسرار و رموز
- اکابرین کے اقوال
- تاریخی تفصیلات و معلومات
- ہر موضوع میں طریقت و تصوف کی مہکتی خوشبو
- ذہن و عقل میں جذب ہونے والا ربط و تسلسل
- اسلاف کے لب و لہجے کی یاد تازہ کرنے والا شیریں و دلربا اسلوب تحریر

شریعت و طریقت کے انمول جواھر سے مزین

الارشاد المدام فی تبیان الاسلام



- ذات و صفات باری تعالیٰ
- نظریۂ وحدۃ الوجود و نظریۂ وحدۃ الشہود
- تخلیق کائنات کی تشریح
- نور محمدی [illegible]
- دین کے شعائر میں کلی و روحانی سنتوں کا بیان

مُصنِّف فقیر اعجاز احمد قادری

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

Marfat.com